

SCANNED BY HONEYSHAH1

عمران شیریں

بلیک کرائم

منظہر کلیم  
ایم۔ اے

[HTTP://HIBUDDIEZ.COM/FORUMS/](http://hibuddiez.com/forums/)

عراق سیریز

یلیک کرام

حصہ دوم

منظرہ کلیم ایم اے

پاک گیٹ  
ملتان

یوسف برادرز

جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ

## چند باتیں

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ پیرائے قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزدی یا ناگوار مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کے لئے پیشتر ہر صنف پر نثر قطعی ذمہ دار نہیں ہونگے۔

محترم قارئین۔ سلام مسنون! بلیک کرائم کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اسے پڑھنے کے لئے بے چین ہو رہے ہوں گے لیکن اس سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جوابات بھی ملاحظہ کر لیجئے کیونکہ یہ بھی دلچسپی کے لحاظ سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔

کیر والا سے شیخ محمد شفیق صاحب لکھتے ہیں۔ ”آپ کے ناول بید پسند ہیں۔ آپ کے ناول واقعی پاکیزہ ہوتے ہیں اور ان سے انسان کو جدوجہد کرنے اور محنت کر کے اپنے مقصد کے حصول کا سبق ملتا ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ پاکیزہ کردار ہی کامیابی و کامرانی کی بنیاد ہوتا ہے۔ آپ سے البتہ ایک بات کی وضاحت چاہتا ہوں کہ ویسے تو پاکیزہ دنیا کے صدر کو یہ معلوم نہیں ہے کہ اصل ایکسو کون ہے لیکن آپ کے ناول ”ایکابان“ میں صدر کو یہ معلوم ہے کہ عمران ہی اصل ایکسو ہے۔ اس تضاد بیانی کی کیا وجہ ہے۔“

محترم محمد شفیق صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بید شکریہ۔ آپ نے جس الجھن کی وضاحت چاہی ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ ملک کی صدارت سیاسی عہدہ ہوتا ہے اور سیاسی عہدے پر انتخابات کے ذریعے نئے صدر آتے رہتے ہیں۔ ایکابان میں جو صدر

ناشران ————— اشرف قریشی

————— یوسف قریشی

پر نثر ————— محمد یونس

طالع ————— بندیم یونس پرنٹرز لاہور

قیمت ————— 40 روپے



تھے انہیں واقعی معلوم تھا لیکن اس کے بعد شاید عمران نے خصوصی طور پر یہ انتظام کیا کہ سیاسی عہدے پر موجود افراد کو ایکٹو کی اصل شخصیت کا علم نہیں ہونا چاہئے۔ اس لئے بعد میں انتخابات کے ذریعے جو صدر آئے اور جو پاکیشیا کے موجودہ صدر ہیں انہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ اصل ایکٹو کون ہے۔ امید ہے آپ بات واضح ہو گئی ہوگی۔

نہج آباد سے محترم ہمایوں فواد تیموری لکھتے ہیں۔ ”آپ کے ناولوں کا مستقل قاری ہوں۔ آپ بنی نسل کے لئے واقعی گراں قدر خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور بے شمار لوگ آپ کے ناولوں کو پڑھنے کے لئے لکھنا پڑھنا سیکھتے ہیں۔ میں خود بھی ان پڑھ تھا اور اپنے دوستوں سے آپ کے ناول سنتا تھا۔ پھر مجھے جو ناول پڑھنے کا شوق پیدا ہوا تو میں نے پڑھنا شروع کر دیا اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میزک کا امتحان دے رہا ہوں۔ میری دعا ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ مزید توفیق دے کہ آپ اسی طرح اپنے قلم سے ملک و قوم کی خدمت کرتے رہیں۔“

محترم ہمایوں فواد تیموری صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بیجد شکریہ۔ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا تمہ دل سے شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے یہ توفیق بخشی کہ میری تحریروں کی وجہ سے آپ تعلیم کی دولت سے مالا مال ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اس کو دوسروں تک بھی ضرور پہنچائیں گے۔ ہمارے ملک میں ناخواندگی بہت بڑا مسئلہ ہے لیکن اگر

ہم سب تھوڑی سی ہمت کریں تو اس مسئلے کو آسانی سے حل کیا جاسکتا ہے۔ ہم اگر یہ فیصلہ کر لیں کہ ہم تھوڑا سا وقت نکال کر دوسروں کو بھی تعلیم دیں تو یہ ہمارے لئے صدقہ جاریہ بھی بن جائے گا اور مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔ مجھے امید ہے کہ میرے قارئین اس کا خیر کو ضرور آگے بڑھائیں گے۔

ذریہ اسماعیل خان سے ایم صفدر و ایم طیب صاحبان لکھتے ہیں۔ ”آپ کے ناول ہمیں اور ہمارے دوستوں کو بیحد پسند ہیں۔ ہمارے پاس ایسے الفاظ نہیں ہیں کہ ہم آپ کی تحریروں کی تعریف کر سکیں۔ بس یہی لکھ سکتے ہیں کہ آپ بیحد اچھا لکھتے ہیں۔ البتہ ایک بات آپ سے پوچھنی ہے کہ آپ کے ناولوں میں آج تک کسی سرکاری عہدیدار کی پر موشن نہیں ہوئی۔ جو جہاں ہے وہیں نظر آتا ہے۔ مثال کے طور پر سپرنٹنڈنٹ فیاض آج تک سپرنٹنڈنٹ ہی ہے۔ امید ہے آپ بات سمجھ گئے ہوں گے اور اس کا جواب ضرور دیں گے۔“

محترم ایم صفدر و ایم طیب صاحبان۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بیجد شکریہ۔ آپ نے واقعی دلچسپ بات لکھی ہے۔ سرکاری ملازمتوں میں بعض عہدے ایسے ہوتے ہیں کہ جس میں عہدہ تبدیل نہیں ہوتا البتہ تنخواہ کے گریڈ بڑھتے رہتے ہیں اور یہی پر موشن سمجھی جاتی ہے۔ فیاض سپرنٹنڈنٹ ہے لیکن اس نے یہ گلہ کبھی نہیں کیا کہ وہ جس گریڈ پر سپرنٹنڈنٹ بنا تھا اب بھی اسی گریڈ میں ہے۔ اس کی تنخواہ نہیں بڑھی اور دوسری بات یہ کہ سپرنٹنڈنٹ کے بعد دوسرا عہدہ

ڈائریکٹر جنرل کا ہی سامنے آتا ہے اور ڈائریکٹر جنرل صاحب جب ریٹائر ہوں گے تو پھر شاید فیاض کے عہدے میں بھی تبدیلی آجائے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

ہمارے لکڑے محترم راشد کمال صاحب لکھتے ہیں۔ ”حقیر فقیر و تقصیر بندہ نادان، بے سروسامان، کھاتا ہے دال، کیونکہ اس کے پاس بہت کم ہے مال، اور نام ہے پرنس راشد کمال، ہے یہ میرا سوال، کہ جب عمران ہر قسم کی آواز لیتا ہے نکال، تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس کے ذہن ساتھیوں کو یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ ایکٹو کی آواز بھی نکالتا ہے نکال، امید ہے آپ کو اس سوال کا اس انداز میں جواب دینا ہو گا محال، کیا ہے خیال۔“

محترم راشد کمال۔ آپ کے خط لکھنے کا انداز ہے واقعی بے مثال آپ نے جو کیا ہے سوال، اس کا ہے یہ احوال، کہ عمران کے ساتھیوں کو ہوتا تو ہے یہ اشکال، کہ جب عمران لیتا ہے ہر آواز نکال، تو پھر وہ چیف کی آواز کا بھی ہو سکتا ہے نکال، لیکن جب عمران کی موجودگی میں آتی ہے چیف کی کال، اور چیف ڈانٹ کر اسے کر دیتا ہے بے حال، تو عمران کے ساتھیوں کا دور ہو جاتا ہے اشکال، امید ہے آپ آئندہ بھی لکھتے رہیں گے اپنا حال احوال۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص۔ مظہر کلیم ایم۔ اے

اشوک مہتا کی موت بہرام کی آنکھوں کے سامنے ہوئی تھی اور عمران نے جس سفاکی سے اشوک مہتا کے دل میں گولی اتار دی تھی اس سے صاف ظاہر تھا کہ عمران کے ہاتھوں بہرام کا بھی یہی حشر ہو گا۔ لیکن جب عمران نے بہرام کو آزاد کرنے کا حکم دے دیا تو پہلے تو بہرام کو اپنے کانوں پر یقین نہ آیا لیکن جب چند لمحوں بعد اس کی رسیاں کھل گئیں تو حیرت کی شدت سے اس کا چہرہ سرخ سا ہو گیا تھا۔ اسے اب بھی یقین نہ آ رہا تھا کہ واقعی اسے زندہ چھوڑ دیا گیا ہے یا یہ بھی جلی چو ہے جیسا کوئی کھیل ہے۔

”جاؤ بہرام چونکہ تم بنیادی طور پر ایک اچھے آدمی ہو اس لئے میں نے تمہیں آزاد کر دیا ہے۔ اشوک مہتا چونکہ براہ راست اس گھناؤنے جرم میں ملوث تھا اس لئے اسے سزا دی جانی ضروری تھی کیونکہ شریف لڑکیوں کو اغوا کر کے فروخت کرنا میرے نزدیک ایک ایسا جرم ہے جو کسی لحاظ سے بھی قابل معافی نہیں ہے۔“ عمران نے بہرام سے



کا اصل سربراہ ہے لیکن اسے کور کرنا آپ کا اپنا کام ہوگا اگر آپ اسے کور کر لیں تو پھر آپ اپنی مرضی سے وہاں سب کچھ کر سکتے ہیں۔" بہرام نے کہا۔

"بیٹھو اور مجھے تفصیل سے یہ بات بتاؤ۔ تم نے انتہائی اہم بات کی ہے۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو بہرام خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی گہری سنجیدگی طاری تھی۔

"مجھے ایک گلاس پانی مل سکتا ہے۔" بہرام نے کہا۔

"پانی لے آؤ ناٹیکر۔" عمران نے ناٹیکر سے کہا تو ناٹیکر سر ملاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ پانی سے بھری ہوئی ایک بوتل لے آیا۔ اس نے بوتل بہرام کی طرف بڑھادی۔ بہرام نے بوتل کا ڈھکن کھولا اور بوتل منہ سے لگالی۔ جب آدمی بوتل خالی ہو گئی تو اس نے بوتل منہ سے ہٹا کر ایک طویل سانس لیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم نے اب فیصلہ کر لیا ہے کہ مجھے یہ بات بتانی چاہیے یا نہیں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بہرام بے اختیار چونک پڑا۔

"کون سی بات۔" بہرام نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دیکھو بہرام تم نے اس وقت تو جذبات میں آکر بات کر دی لیکن جب میں نے اسے اہمیت دی تو تمہارے ذہن میں فوراً تذبذب کی ہر سی اٹھی۔ مجھے یہ معلوم نہیں کہ یہ تذبذب کی ہر کیوں پیدا ہوئی

مخاطب ہو کر کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا تو بہرام کے جسم کو جیسے طاقتور الیکٹرک کرنٹ کا جھٹکا سا لگا۔

"عمران صاحب پلیز۔" اچانک بہرام نے کہا تو عمران واپس مڑا۔

"اب کیا ہے۔" عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"آپ نے میری آنکھیں کھول دی ہیں مجھے احساس دلا دیا ہے کہ میں صرف دوستی کے چکر میں کس قدر گھٹاؤ نے جرم میں بہر حال کسی نہ کسی طرح شامل ہو گیا ہوں۔ میں مسلمان بھی ہوں اور میری اپنی دو بیٹیاں بھی ہیں۔ مجھے احساس ہو گیا ہے کہ اگر میری بیٹیوں کو اس طرح اغوا کر کے قحبہ خانوں کے دلالوں کے ہاتھ فروخت کر دیا جائے تو مجھ پر کیا گزرے گی۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں اس جرم کو جڑ سے اکھاڑنے میں آپ کی ہر ممکن مدد کروں گا آپ پلیز مجھ پر اعتماد کریں۔" بہرام نے انتہائی پر خلوص لہجے میں کہا تو عمران نہ صرف بے اختیار مسکرا دیا بلکہ اس نے آگے بڑھ کر بہرام کے کاندھے پر ہتھکی دی۔

"بہت خوب بہرام مجھے یقین تھا کہ تمہارے اندر کی غیرت ابھی زندہ ہے اس لئے میں نے تمہیں زندہ چھوڑنے کا فیصلہ کیا تھا اور مجھے خوشی ہے کہ تم نے بروقت فیصلہ کیا ہے۔" عمران نے کہا تو بہرام کے چہرے پر بھی مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"عمران صاحب اس نیک مشن میں آپ کی میں اتنی مدد کر سکتا ہوں کہ آپ کو ایک ایسے آدمی کے بارے میں بتاؤں جو اس جہرے

معمول انتہائی اہمیت دی تو فوراً میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ جس شخصیت کا نام لینے والا ہوں وہ شخصیت میری بہنسی کی سب سے بڑی گاہک ہے اور مجھے ماہانہ اس سے لاکھوں روپے کا مفاد پہنچتا ہے جب کہ آپ نے لاحالہ اسے ہلاک کر دینا ہے۔ اس لئے کیا میرا فیصلہ درست ہے یا نہیں۔ لیکن پھر میں نے سوچا کہ میں مسلمان ہوں۔ میرا ایمان ہے کہ رزق اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے تو مجھے اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے کیونکہ اس طرح نجانے کتنے گھروں کا سکون واپس آ جائے گا۔ چنانچہ میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں اس شخصیت کا نام آپ کو بتا دوں گا۔..... بہرام نے کہا۔

”ارباب کو جانتے ہو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارباب کیا آپ کا مطلب پاکیشیا میں خبری کا دھندہ کرنے والی سب سے بڑی پارٹی سے ہے“..... بہرام نے چونک کر کہا۔

”ہاں“..... عمران نے جواب دیا۔

”یہ نام تو سنا ہوا ہے وہ ابھی حال ہی میں پاکیشیا میں وارد ہوا ہے اور اس نے بے حد تیزی سے کامیابیاں حاصل کی ہیں مگر آپ کیوں پوچھ رہے ہیں“..... بہرام نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں تمہارا تعارف ارباب سے کرا دوں گا۔ ارباب کو ظاہر ہے کافرستان سے بھی معلومات حاصل کرنے کی ضرورت پڑتی رہتی ہوگی۔ وہ یہ کام تمہارے ذریعے کرائے گا تو تمہیں دولت ملتی رہے گی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو بہرام نے اثبات میں سر ہلادیا۔

بہر حال پیدا ہوئی اور تم فوری طور پر فیصلہ نہ کر سکے کہ مجھے کیا بتایا جائے درست بات یا دوسرے ہی کچھ بتا کر ٹال دیا جائے۔ تمہیں فیصلہ کرنے کے لئے ہمت و درکار بھی سہتا چہ تم نے پانی مانگا اور پانی آنے تک اور پھر پانی پینے کے دوران تمہارا ذہن فیصلے میں مصروف رہا اور جب پانی پینے کے بعد تم نے طویل سانس لیا تو میں سمجھ گیا کہ تم بہر حال کسی نیچے پر پہنچ گئے ہو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بہرام کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

”تو۔ تو کیا آپ میرے ذہن میں پیدا ہونے والے خیالات بھی پڑھ لیتے ہیں“..... بہرام نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا اور عمران ہنس پڑا۔

”انسان کا چہرہ اس کے ذہن کا عکاس ہوتا ہے۔ جو کچھ تمہارے ذہن میں آتا ہے اس کا عکس چہرے پر بھی پڑتا رہتا ہے اگر کوئی آدمی نفسیات کی معمولی سی بھی شدہ بدھ رکھتا ہو وہ بہر حال اسے پڑھ لیتا ہے۔“ عمران نے جواب دیا تو بہرام نے ایک بار پھر طویل سانس لیا۔

”آپ کی ذہانت کا مقابلہ واقعی کوئی نہیں کر سکتا۔ میرا خیال تھا کہ اشوک مہتا آپ کا ہم پلہ ثابت ہو گا اس لئے میں نے شام سنگھ کو بڑے دعوے کے ساتھ کہا تھا کہ کرنل فریدی کے بعد اگر کوئی عمران کا مقابلہ کر سکتا ہے تو وہ اشوک مہتا ہے لیکن اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ میں بہت بڑی غلط فہمی میں مبتلا تھا وہ تو آپ کے پاسنگ بھی نہیں تھا آپ کی بات درست تھی جب آپ نے میری بات کو خلاف

کاروبار میں شامل کیا ہوا ہے جو وہاں اس جہیز کی حفاظت کرتے ہیں۔ منڈی والے روز جنرل شرما خود وہاں جاتا ہے اور پھر پہلے وہ خود منڈی میں موجود تمام لڑکیوں کا جائزہ لیتا ہے اور اپنے لئے اسے جتنی لڑکیاں بھی پسند آ جاتی ہیں وہ انہیں پہلے ہی وہاں سے نکال کر اپنے خفیہ اڈے پر پہنچا دیتا ہے۔ اس کے بعد باہر کے ایجنٹ وہاں آتے ہیں اور لڑکیاں دیکھ کر پسند کرتے ہیں اس لئے جنرل شرما کو تم کسی طرح کور کر لو تم وہاں آسانی سے کارروائی کر سکتے ہو۔ ورنہ تم لاکھ کوششیں کرو اس جہیز پر کسی طرح بھی داخل نہیں ہو سکتے۔ بہرام نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا تو عمران یہ ساری بات سن کر حقیقتاً بے حد حیران ہوا کہ فوج کا اتنا بڑا افسر اس طرح جرائم میں ملوث ہے لیکن فوجی اور دیگر اعلیٰ حکام کو اس کا علم ہی نہیں ہے۔

”یہ کیسے ممکن ہے بہرام کہ فوج کا اتنا بڑا افسر اس طرح جرائم میں ملوث ہو اور کسی کو اس بارے میں علم ہی نہ ہو سکے۔ ملٹری انٹیلی جنس اور ملٹری کے ایسے ہی دوسرے ادارے لاحالہ اسے ٹریس کر سکتے ہیں..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اس بارے میں مجھے کچھ نہیں معلوم کہ جنرل شرما اپنے تحفظ کے لئے کیا کرتا ہے اور کیا نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے ملٹری انٹیلی جنس کے حکام کو بھی کسی نہ کسی طرح غریب رکھا ہو۔ لیکن جو کچھ میں نے تمہیں بتایا ہے وہ درست ہے لیکن اس کا علم بھی سوائے چند خاص لوگوں کے اور کسی کو نہیں ہے..... بہرام نے کہا۔

”تمہارا بے حد شکریہ تم واقعی ہمدرد دل انسان ہو بہر حال دولت طے یا نہ طے یہ بعد کی بات ہے۔ یہ گھناؤنا کاروبار اب واقعی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جانا چاہئے تو سنو۔ شام سنگھ اس کاروبار کا چیف ہے۔ تمام سرمایہ کاری وہی کرتا ہے لیکن تمام منافع وہ اکیلا نہیں لیتا اس نے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لئے ایک خاص سیٹ اپ بنایا ہوا ہے۔ تمام سرمایہ کاری شام سنگھ کی ہوتی ہے لیکن منافع تین حصوں میں تقسیم ہوتا ہے ایک حصہ شام سنگھ کا اور دوسرا حصہ جیکب کا جو اس جہیز سے باہر تمام کارروائیاں مکمل کرتا ہیں اور تیسرا حصہ کافرستان کی فوج کے کمانڈو سیکشن کے چیف جنرل شرما کا ہوتا ہے۔ جنرل شرما کافرستانی فوج کے کمانڈو سیکشن کا سربراہ ہے اور اس کا عہدہ چیف آف آرمی سٹاف کے بعد دوسرا ہے لیکن درحقیقت وہ کافرستان کا بہت بڑا بد معاش اور مجرم ہے۔ اس نے خفیہ طور پر ایک سنڈیکیٹ بنایا ہوا ہے جس کا نام کنگ سنڈیکیٹ ہے۔ یہ سنڈیکیٹ اس وقت کافرستان کا سب سے بڑا سنڈیکیٹ ہے۔ بے شمار گروپ اس کے تحت کام کرتے ہیں اور ہر قسم کے جرائم میں یہ سنڈیکیٹ شامل رہتا ہے شام سنگھ بھی اس سنڈیکیٹ میں باقاعدہ حصہ دار ہے لیکن سنڈیکیٹ کا اصل چیف جنرل شرما ہی ہے جنرل شرما انتہائی عیاش فطرت آدمی ہے اس لئے لڑکیوں کو اغوا اور ان کی نیلائی کا سارا سلسلہ ہی اسی نے شروع کیا ہے۔ جہیز سے پر تمام حفاظتی انتظامات بھی اسی نے کرائے ہیں فوجی کمانڈوز میں سے بھی اس نے بے شمار کمانڈوز کو اپنے اس



طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”اپنی سرکاری رہائش گاہ پر۔ ملٹری ہائی آفیسرز کالونی میں اس کی رہائش گاہ ہے۔“..... بہرام نے جواب دیا۔

”ملٹری ہائی آفیسرز کالونی یہ کہاں ہے۔“..... عمران نے چونک کر

پوچھا کیونکہ اس کالونی کا نام اس نے کافرستان کے نقشے میں نہ پڑھا تھا

اور نہ اس سے پہلے اسے وہاں جانے کا اتفاق ہوا تھا۔

”یہ کالونی پرانے قلعے کے قریب ہے۔ اس کے گرد باقاعدہ چار

دیواری ہے اور سوائے خصوصی اجازت کے اندر کسی کو نہیں جانے

دیا جاتا۔“..... بہرام نے جواب دیا۔

”تم کبھی وہاں گئے ہو۔“..... عمران نے پوچھا۔

”ہاں جنرل شرما کی کال پر کئی بار گیا ہوں۔ وہ مجھے فون پر کال کر

کے کہہ دیتا ہے اور میں وہاں پہنچ جاتا وہاں میرے نام کا اجازت نامہ

موجود ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود باقاعدہ تصدیق کی جاتی ہے حتیٰ کہ

میک اپ وغیرہ چیک کیا جاتا ہے تلاشی جاتی ہے۔ پھر ایک خصوصی

فوجی جیب خود جا کر گیٹ پر چھوڑتی ہے اور اس طرح ہی واپس لاتی

ہے۔“..... بہرام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کی رہائش کا فون نمبر کیا ہے۔“ عمران نے پوچھا تو بہرام نے

ملٹری ایکس چینج کا رابطہ نمبر اور پھر جنرل شرما کی رہائش گاہ کا نمبر بتا دیا۔

”کیا تم اتنی بات کی تصدیق کر سکتے ہو کہ اس وقت جنرل شرما

رہائش گاہ پر موجود ہے یا نہیں اگر نہیں تو کس وقت وہ وہاں لازماً ہو

”کیا جنرل شرما اس جہز پر اصل شکل میں جاتا ہے۔“ عمران

نے پوچھا۔

”ہاں بظاہر وہ انتظامات کا حتمی جائزہ لینے جاتا ہے لیکن درحقیقت

اس کا مقصد اپنی پسند کی لڑکیوں کا انتخاب ہوتا ہے۔ چونکہ اس کے

ساتھ کمانڈوز بھی ساتھ ہوتے ہیں اس لئے وہ اپنی اصل شکل میں ہی

وہاں جاتا ہے۔“..... بہرام نے جواب دیا۔

”لیکن تمہیں ان سب انتہائی غصی باتوں کا کیسے علم ہو گیا ہے یہ

تو ایسی باتیں ہیں کہ میرا خیال ہے اگر جنرل شرما کو یہ علم ہو جائے کہ

تمہیں اس بارے میں علم ہے تو وہ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر تمہیں ہلاک

کر اڑے۔“..... عمران نے کہا۔

”جنرل شرما میرا کلاس فیلو بھی رہا ہے اور دوست بھی۔ اور وہ اس

قدر طاقتور ہے کہ اسے یقین ہے کہ اگر میں کسی کو یہ باتیں بتا دوں گا

تو اول اسے یقین نہ آئے گا اور اگر یقین آ بھی جائے تو اس کے خلاف

کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی۔ اس کے تعلقات صدر سے بھی ہیں اور

وزیراعظم سے بھی۔ کیونکہ وہ فوج میں جس شعبے کا انچارج ہے اس

شعبے نے فوج میں بے شمار کارنامے سرانجام دیئے ہیں اس لئے سب

لوگ اسے انتہائی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور مجھے اس تفصیل کا

اس لئے بھی علم ہے کہ یہ ساری باتیں مجھے خود جنرل شرما نے بتائی

تھیں ایک سال پہلے۔“..... بہرام نے جواب دیا۔

”او کے یہ جنرل شرما اب کہاں مل سکے گا۔“..... عمران نے ایک

”میرے بس میں یہ دھندہ نہیں ہے تمہیں معلوم ہے کہ میری بیوی طویل عرصے سے بیمار ہے اور یہ بھی تمہیں معلوم ہے کہ میں اسے کوئی دکھ نہیں دینا چاہتا اس لئے میں دوسری شادی بھی نہیں کرنا چاہتا“..... بہرام نے کہا۔

”اوہ اچھا سمجھ گیا۔ تو تمہیں کوئی ساتھی چاہئے تو یوں کہو ناں لیکن اسے رکھو گے کہاں“..... جنرل شرمانے کہا۔

”رکھنے کے لئے تو بہت جگہیں ہیں لیکن مجھے ساتھی کوئی ایسی چاہئے جو واقعی ساتھی ثابت ہو کوئی ایسی طوائف نہ مل جائے جو میری زندگی ہی عذاب کر دی“..... بہرام نے کہا تو دوسری طرف سے جنرل شرما بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”یہی تو اس منڈی کی خصوصیت ہے بہرام کہ یہاں انتہائی شریف گھرانوں کی لڑکیاں لائی جاتی ہیں۔ طوائفوں سے تو پورا کافرستان بھرا پڑا ہے۔ ان کے لئے اتنے بڑے انتظامات کرنے کی کیا ضرورت ہے اور اسی لئے اس منڈی کے چرچے پوری دنیا میں ہیں۔ تم ایسا کرو کہ تیار رہنا میں تمہیں اس بار لپٹنے ساتھ لے جاؤں گا۔ پھر تم خود ہی چھانٹ لینا جو تمہیں پسند آئے اب تم جیسے دوست کو تو بہر حال انکار نہیں کیا جاسکتا“..... جنرل شرمانے جواب دیا۔

”کب تک یہ کام ہو سکے گا تاکہ میں کہیں باہر نہ جاؤں“..... بہرام نے کہا۔

”پرسوں صبح سویرے میں تمہیں خود فون کر لوں گا۔ تم میرے

گا“..... عمران نے کہا تو بہرام نے اثبات میں سر ہلادیا۔ اور پھر اٹھ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ریلیس کرنے شروع کر دیئے چونکہ فون کے لاؤڈر کا بٹن بجنے سے ہی دبایا تھا اس لئے دوسری طرف بیجنے والی گھنٹی کی آواز پورے کمرے میں سنائی دے رہی تھی۔

”بس“..... چند لمحوں بعد رسیور اٹھائے جانے کے بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ بولنے والے کا لہجہ اور انداز بتا رہا تھا کہ وہ ملازم ہے۔

”جنرل صاحب سے بات کرنی ہے میں بہرام شوٹنگ کلب کا مالک بہرام بول رہا ہوں“..... بہرام نے کہا۔

”ہولڈ کریں جنرل صاحب ابھی آئے ہیں میں معلوم کرتا ہوں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو جنرل شرما سپیکنگ“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری اور کرخت آواز سنائی دی۔

”بہرام بول رہا ہوں جنرل“..... بہرام نے اس بار قدرے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ تم۔ کیسے کال کی ہے۔ خیریت کوئی پرابلم“..... جنرل شرما نے جواب دیا اس کے لہجے میں واقعی بے حد اعتماد جھلکتا تھا۔

”اس بار میں بھی کاغذی پورم منڈی میں شریک ہونا چاہتا ہوں۔“ بہرام نے کہا۔

”اچھا کیوں کیا تم نے بھی یہ دھندہ شروع کر دیا ہے حیرت ہے“..... جنرل شرمانے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

لیں گے البتہ تم نے پرسوں گھر پر ہی رہنا ہے ہو سکتا ہے کہ تمہیں شرما کے ساتھ ہی جانا پڑے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بہرام بھی مسکرا دیا۔

پاس آجانا..... جنرل شرمانے کہا۔  
 "لیکن وہاں تمہارے پاس آنے میں بڑی جھنگ ہوتی ہے اور مجھے اس ساری کارروائی سے شدید بوریت ہوتی ہے اس لئے ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم مجھے جاتے ہوئے کار میں ساتھ اٹھاتے جاؤ۔ میرے گھر کے سامنے سے ہی تو گزرو گے ساحل پر جانے کے لئے..... بہرام نے کہا۔  
 "میں وہاں کار پر نہیں خصوصی فوجی ہیلی کاپٹر جاتا ہوں۔ تمہیں بہر حال میرے پاس ہی آنا پڑے گا..... جنرل شرمانے کہا۔  
 "ٹھیک ہے اگر مجبوری ہے تو پھر کیا ہو سکتا ہے"۔ بہرام نے کہا۔  
 "لیکن اس کا ذکر تم نے کسی سے نہیں کرنا کیونکہ مجھے شام سنگھ نے بتایا ہے کہ اس بار منڈی کے خلاف پاکیشیا کا کوئی گروپ کام کر رہا ہے"..... جنرل شرمانے کہا۔  
 "میں نے پہلے کبھی کسی سے ذکر کیا ہے جو اب کروں گا۔ تم بے فکر رہو"..... بہرام نے کہا۔  
 "اوکے میں پرسوں صبح سویرے تمہیں فون کروں گا تم فوراً میرے پاس آجانا۔ گڈ بائی"..... جنرل شرمانے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو بہرام نے رسیور رکھ دیا۔  
 "میں نے اپنے طور پر کوشش کی کہ کسی طرح جنرل شرما میرے گھر آجائے اور آپ اس پر قابو پالیں لیکن وہ بے حد شاطر اور ہوشیار آدمی ہے"..... بہرام نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔  
 "تم فکر نہ کرو تم نے واقعی اہم ٹپ دی ہے اب باقی کام ہم خود کر

وائے بنا ہوا ہے جس میں سے نظر نہ آنے والی ریز نکلتی ہیں ان ریز کی وجہ سے یہ ناقابلِ عبور ہے اگر ہم سطح سمندر کے اوپر سے آگے بڑھیں گے تو ہم جزیرے پر لگے ہونے جینگ کیمبوڈی کی سکریں پر آجائیں گے اور پھر آٹومینک گئیں ہمیں پلک جھپکنے میں شکار کر لیں گے اور سمندر کے اندر سے آگے بڑھنے کی صورت میں ہمارے جسم جیسے ہی ان نظر نہ آنے والی ریز سے ٹکرائیں گے ہم فوراً ہی ہلاک ہو جائیں گے..... دلیپ سنگھ نے جواب دیا اس کے ساتھ ہی اس کے تیرنے کی رفتار پہلے سے بے حد کم ہو گئی تھی۔

”ایسے انتظامات عام مجرم تو نہیں کیا کرتے ایسے انتظامات تو حکومتی سطح پر ہوتے ہیں..... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔“  
”شیام سنگھ کی تم کافرستان پر حکومت ہی کھودہ بہت بڑی پارٹی ہے۔ تمہارے تصور سے بھی بڑی پارٹی..... دلیپ سنگھ نے جواب دیا۔“

”ٹھیک ہے۔ بہر حال جو کچھ تم نے بتایا ہے اس لحاظ سے تو ہم جزیرے تک پہنچ ہی نہیں سکتے.....“ صدیقی نے کہا۔

”اسی لئے تو میں تمہارے ساتھ آیا ہوں ورنہ تم اکیلے واقعی کسی صورت وہاں تک نہ پہنچ سکتے۔ میرے پاس ایک ایسا آلہ موجود ہے جو سمندر کے اندر زمین میں سرنگ کھودتا چلا جاتا ہے۔ یہ آلہ میں نے سمندر کے اندر معدنیات کی تلاش کرنے والے ایک ماہر سے خرید لیا تھا اور اس سے ہم یہ کام لیتے ہیں کہ خطرے کی صورت میں ہم اس آلے کی

صدیقی اور اس کے ساتھی سمندر کے اندر تیرتے ہوئے دور سے نظر آنے والے ایک جزیرے کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے ان کی رہنمائی خود دلیپ سنگھ کر رہا تھا۔ اس کے جسم پر بھی اہتائی جدید غوطہ خوری کا لباس موجود تھا چونکہ تمام لباسوں میں ٹرانسمیٹر موجود تھے اس لئے وہ سب ایک دوسرے سے ٹرانسمیٹر باتیں بھی کر سکتے تھے انہیں تیرتے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی اور اب انہیں وہ جزیرہ نظر آنے لگا تھا جس کا نام کانچی پورم تھا اور جو ان کی منزل تھی۔

”ہو شیار ہو جاؤ نائب سٹارڈ ہم جزیرے کی حفاظتی حدود کے قریب پہنچنے والے ہیں.....“ اچانک ٹرانسمیٹر صدیقی نے دلیپ سنگھ کی آواز سنی۔

”کس قسم کی حفاظتی حدود ہے اس کی کوئی تفصیل.....“ صدیقی نے کہا۔

”جزیرے کے چاروں طرف سطح سے لے کر نیچے تہ تک ایک



لینا..... دیپ سنگھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ماتھے پر میٹ میں لگی ہوئی بیٹری میں سے تیز لائٹ نکلنے لگی۔ صدیقی اور اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی اور پھر وہ آگے بڑھے تو واقعی سمندر کی تہہ میں ایک کافی بڑا سوراخ سامنے آجھکا اور دکھائی دیا۔ دیپ اس کے اندر گھسنا چلا جا رہا تھا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی پھلی کسی پانی سے بھرے ہوئے کنویں میں اترتی چلی جا رہی ہو۔ صدیقی اس کے پیچھے اس سوراخ میں اتر گیا اور اس کے ساتھی اس کے پیچھے تھے۔ ان کی سائیڈوں سے مٹی کی لہریں سی اوپر کی طرف اٹھتی جا رہی تھیں لیکن درمیانی حصہ صاف تھا اور تیز لائٹ کی وجہ سے اسے آگے صاف دکھائی دے رہا تھا۔ کافی گہرائی میں جانے کے بعد سرنگ مڑ گئی اور پھر کچھ دور تک جانے کے بعد ایک بار پھر وہ اوپر کو اٹھنے لگ گئے اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک ایک کر کے دوبارہ سمندر میں موجود زمین کی سطح سے باہر پانی میں پہنچ گئے۔

”کیسی رہائی نائٹ سٹارز میری کارروائی۔ اب ہم اس خطرے کی حدود سے اندر پہنچ چکے ہیں“..... دیپ سنگھ کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

”بہت خوب واقعی تم نے حیرت انگیز کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے لیکن تم نے اس خطرے کی حدود کا تعین کیسے کیا ہے“..... صدیقی نے پوچھا۔

”میرے ہاتھ میں وہ آلہ بندھا ہوا ہے جو اس قسم کی ریز کی نشاندہی

مدد سے سمندر کی تہہ میں سرنگ کھود کر اہتائی قیمتی مال دبا دیتے ہیں اس طرح یہ مال ہر لحاظ سے محفوظ ہو جاتا ہے اور خطرے کے بعد اسے نکال لیا جاتا ہے۔ اس طرح سرنگ کھود کر ہم ان ریز کو زمین کے نیچے سے کراس کر جائیں گے۔ اس کے بعد جہرے تک پہنچنا اور اس غفیہ راستہ میں داخل ہونا کوئی مسئلہ نہیں رہے گا“..... دیپ سنگھ نے جواب دیا۔

”بہت خوب واقعی تم ذہین آدمی ہو“..... صدیقی نے جواب دیا۔ ”بے حد شکریہ“..... دیپ سنگھ نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر تھوڑا سا آگے بڑھنے کے بعد اس نے تہہ کی طرف غوطہ مارا تو صدیقی اور اس کے پیچھے آنے والے اس کے باقی ساتھی بھی غوطہ لگا کر تہہ میں اترتے چلے گئے۔ تہہ میں پہنچ کر دیپ نے اپنی پشت پر بندھا ہوا ایک تھیلا کھولا اور پھر اس کی زپ کھول کر اس نے اندر سے ایک چھوٹا سا آلہ نکالا جو بگل کی طرز کا تھا۔ اس نے تھیلا بند کر کے واپس اپنی پشت پر اسے باندھ دیا اور پھر اس نے اس آلے کا سرا تہہ میں رکھا اور اس کے دستے پر لگا ہوا بٹن دبایا تو پانی تیزی سے ایک دائرے میں گردش کرنے لگا۔ اس کا مطلب تھا کہ زمین کٹ رہی تھی۔ دیپ نے آلے کو دائیں بائیں کیا اور پھر اس نے ایک اور بٹن دبایا تو ایک دھماکہ سانسائی دیا اور زمین کے اندر سے یککٹ اس قدر مٹی باہر نکلے کہ جیسے یککٹ کسی نے نیچے سے مٹی کا کوئی تودہ باہر پھینک دیا ہو۔

”آؤ اب یہ اسی طرح سرنگ کھودنا چلا جائے گا لیکن لائٹیں جلا

”ٹھیک ہے لے لینا“..... دلیپ سنگھ نے کہا اور پھر وہ تیزی سے تیرتے ہوئے جہرے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ اب جہرہ کافی قریب آگیا تھا۔ وہ چونکہ سمندر کی تہ میں تیر رہے تھے اس لئے انہیں جہرے کا وہ حصہ نظر آ رہا تھا جو پانی میں ڈوبا ہوا تھا جہرے کے قریب پہنچ کر دلیپ سنگھ نے جہرے کے گرد ایک چکر لگایا اور پھر وہ ایک چٹان کی طرف بڑھ گیا اور پھر وہ جیسے اس چٹان کے اندر غائب ہو گیا صدیقی نے آگے بڑھ کر دیکھا تو چٹان کے نچلے حصے میں ایک کافی بڑا سوراخ تھا جو چونکہ سیدھا چلا گیا تھا اس لئے وہ دور سے محسوس نہ ہوتا تھا اور پانی کے اندر چونکہ چٹانوں کا رنگ بھی گہرا سیاہ تھا اس لئے اس سوراخ کے قریب جا کر ہی اندازہ ہوتا تھا۔

”میرے بچے آجاؤ“..... صدیقی نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر ایک ایک کر کے وہ اس سوراخ میں داخل ہو کر آگے بڑھتے چلے گئے سوراخ میں پانی بھرا ہوا تھا اس لئے وہ آسانی سے تیرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ کچھ دور آگے جانے کے بعد سوراخ اوپر کو اٹھنے لگا اور تھوڑی دیر بعد صدیقی ایک سنگ سے قدرتی کریک میں پہنچ گیا یہاں بھی پانی بھرا ہوا تھا اور دلیپ سنگھ یہاں موجود تھا۔

”یہ تھا وہ خفیہ راستہ جس کا میں نے ذکر کیا تھا۔ اب ہم اس جہرے کے تقریباً دو میاں میں موجود ہیں“..... ٹرانسمیٹر پر دلیپ سنگھ کی آواز سنائی دی۔

”لیکن ہم اوپر کیسے جائیں گے“..... صدیقی نے پوچھا۔

کرنا رہتا ہے مجھے اکثر بحریہ کے اس قسم کے ساتھی طور پر بچھائے ہوئے جالوں سے واسطہ پڑتا رہتا ہے اس لئے میں نے اس سلسلے میں ہر قسم کے آلات اپنے پاس رکھے ہوئے ہیں“..... دلیپ سنگھ نے جواب دیا۔

”واقعی تم لوگ بہت ایڈوانس ہو ورنہ میرا تو اب تک خیال تھا کہ تم عام سے بحری سمگر ہوں گے لیکن اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ تم خاص لوگ ہو“..... صدیقی نے کہا۔

”ہم نائٹ واچ ہیں نائٹ واچ۔ ان سمندروں پر ہماری حکمرانی ہوتی ہے“..... دلیپ سنگھ نے بڑے فاخرانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم واقعی نائٹ واچ ہو“..... صدیقی نے جواب دیا۔ اب وہ ایک بار پھر تیزی سے تیرتے ہوئے جہرے کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

”یہ سرنگ قائم رہے گی یا ختم ہو جائے گی“..... صدیقی نے ایک خیال کے تحت کہا۔

”ختم کیسے ہو سکتی ہے جب تک اسے بھرنے دیا جائے یہ قائم رہے گی اور واپسی میں بھی تمہارے کام آئے گی“..... دلیپ سنگھ نے کہا۔

”تو پھر وہ آلہ مجھے دے دینا تاکہ ان ریز کے بارے میں مجھے بھی معلوم ہو سکے میں تمہارے جہرے پر پہنچ کر اسے تمہیں واپس کروں گا“..... صدیقی نے کہا۔

”اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ میں اس بڑا آدمی نہیں ہوں کہ مجھے نائٹ وائچ میں پہچان لیا جائے میں نائٹ وائچ کا ایک معمولی سا کارندہ ہوں۔ یہ بہت بڑی تنظیم ہے اور اگر میں شناخت ہو بھی جاؤں تب بھی شام سنگھ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا کیونکہ نائٹ وائچ اپنے آدمیوں کا تحفظ کرتی ہے ہر لحاظ سے“..... دلیپ سنگھ نے جواب دیا۔

”اد کے تم وہ آلہ مجھے دے دو جو ریزہ چیک کرنے والا ہے۔“ صدیقی نے کہا۔

”نہیں سوری اب یہ کام نہیں ہو سکتا۔ یہ انتہائی قیمتی آلہ ہے اور اب تم نے پکڑے جانے کی خود ہی بات کر کے میرے ذہن میں یہ بات بھی پیدا کر دی ہے۔ اب تمہیں واپسی میں خود ہی اس سوراخ کو تلاش کرنا ہو گا اچھا گڈ بائی دس یو گڈ لک“..... دلیپ سنگھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑا اور پھر تیرتا ہوا وہ چند لمحوں بعد ہی ان کی نظروں سے غائب ہو گیا۔

”دلیپ تمہاری ٹپ بے حد کامیاب رہی ہے صدیقی ہم پہاں تک تو پہنچ گئے ہیں اب آگے بھی کارروائی ہو جائے گی“..... چوہان نے کہا۔

”مجھے پہاں کے انتظامات دیکھ کر حیرت ہو رہی ہے۔ مجھے تو یوں محسوس ہو رہا ہے کہ اس جریرے پر اغوا شدہ لڑکیوں کی بجائے کوئی انتہائی اہم دفاعی لیبارٹری قائم کی گئی ہے۔ ایسے انتظامات تو اسی صورت میں ہی کیے جاتے ہیں“..... صدیقی نے جواب دیا۔

”موجودہ دور کے مجرم حکومتوں سے بھی زیادہ باوسا مل ہوتے ہیں

”اوپر چھت دیکھ رہے ہو سیہ باقاعدہ انسانی ہاتھ سے بنائی گئی ہے اس کے اوپر ایک بڑا ہال ہے جسے یہ لوگ مرکزی تہہ خانہ کہتے ہیں۔ اس ہال میں لازماً اغوا شدہ لڑکیاں موجود ہوں گی۔ اوپر جانے کے لئے راستہ صرف گڑھی ہو سکتا ہے۔ آؤ سرے پیچھے میں دکھاتا ہوں تمہیں گڑھیوں سے اوپر کا گندہ پانی اور گندگی نیچے پھینکی جاتی ہے۔“ دلیپ سنگھ نے کہا اور پھر تیزی سے ایک کونے کی طرف بڑھ گیا اور چند لمحوں بعد واقعی انہوں نے اوپر چھت سے آتا ہوا ایک بڑا سا گول پائپ دیکھ لیا جو آگے جا کر ذرا سا مڑ گیا تھا۔

”اوہ یہ پائپ تو خشک ہے اس کا مطلب ہے کہ اوپر والا ہال استعمال نہیں کیا جا رہا ہے۔ بہر حال تم ایک ایک کر کے اس پائپ کے ذریعے اوپر ہال میں پہنچ سکتے ہو۔ البتہ میں یہیں سے واپس چلا جاؤں گا کیونکہ میں شام سنگھ کے ساتھ نہیں نکلنا چاہتا۔ اب آگے تمہاری قسمت اگر تم اس لڑکی کو لے آنے میں کامیاب ہو جاؤ تو اس رستے سے واپس میرے والے جریرے پر پہنچ جانا۔ میں کل رات تک تمہارا انتظار کروں گا۔ اگر تم آگے تو ٹھیک ورنہ کچھوں کا کہہ گا کہ تم ان لوگوں کے ہاتھوں مارے جا چکے ہو“..... دلیپ سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تمہیں اس بات کی فکر نہیں ہے کہ اگر ہم پکڑے گئے تو تمہارا نام لے سکتے ہیں“..... صدیقی نے ایک سوال ذہن میں آتے ہی پوچھا۔

بندھے ہوئے تھے۔ صدیقی نے بیلٹ سے بندھی ہوئی کند اتاری۔  
 "یہ کند یہاں کام نہیں دے گی صدیقی کیونکہ اب پائپ کے  
 درمیان سے اوپر کیسے پہنچا جائے گا۔ یہاں شوٹنگ گن استعمال کرنی  
 پڑے گی اور وہ میرے تھیلے میں ہے۔"..... چوہان نے کہا۔  
 "تمہاری بات درست ہے نکالو گن۔"..... صدیقی نے اثبات میں  
 سر ہلاتے ہوئے کہا اور کند کو واپس بیلٹ سے باندھنے میں مصروف  
 ہو گیا۔ چوہان نے اپنی پشت پر بندھے تھیلے میں سے ایک چھوٹی سی  
 گن نکالی جس کے منہ پر ایک گول چوڑی ربڑکی ویکم پلیٹ نظر آ رہی  
 تھی۔ اس نے گن کا رخ اوپر کی طرف کیا اور پھر ٹریگر دبا دیا۔ شوں کی  
 آواز کے ساتھ ہی وہ ربڑکی ویکم پلیٹ تیزی سے اوپر کو اٹھتی چلی گئی۔  
 اس کے ساتھ ہی ایک باریک سی سی منسلک تھی چند لمحوں بعد ٹھک  
 کی آواز سنائی دی اور چوہان سمجھ گیا کہ ویکم پلیٹ اوپر کسی چھت سے جا  
 کر جھٹ گئی ہے۔ یہ ہوا کے دباؤ کے اصول پر کام کرتی تھی۔  
 "تم پہلے اوپر جاؤ۔"..... چوہان نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی گن صدیقی  
 کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"تم چلے جاؤ اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔"..... صدیقی نے کہا تو  
 چوہان نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اپنا ہاتھ اوپر لپٹے سر کی طرف اٹھایا  
 اور دوسرے ہاتھ سے اس نے گن کو پکڑ لیا۔ اب اس کے دونوں ہاتھ  
 اوپر کو اٹھے ہوئے تھے اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر کو مخصوص انداز  
 میں سائیڈ پر دبایا تو ایک جھٹکے سے اس کے قدم زمین سے اٹھے اور پھر

اب وہ پرانا دور نہیں رہا کہ مجرموں کے پاس صرف عام سی مشین  
 گنیں ہوں گی۔"..... نعمانی نے کہا اور وہ سب ہنس پڑے۔  
 "اس رستے سے ہم کتنی لڑکیاں نکال کر لے جاسکتے ہیں یہاں اور  
 نہیں تو ڈیڑھ دو سو لڑکیاں تو بہر حال ہوں گی۔"..... صدیقی نے کہا۔  
 "تمہیں کس نے کہا ہے کہ تم لڑکیوں کو اس رستے سے نکال کر  
 لے جاؤ۔ ہمیں اس جویرے پر ہر صورت میں قبضہ کرنا ہے اس کے بعد  
 ان لڑکیوں کو کسی جہاز میں بھر کر لے جانا ہو گا اس کے سوا اور کوئی  
 صورت نہیں ہے۔"..... خاور نے کہا۔

"لیکن اگر ان کے بیرونی انتظامات اس قسم کے ہیں تو اوپر نجانے  
 کس قسم کے انتظامات ہوں۔"..... صدیقی نے کہا۔  
 "جو بھی ہو گا دیکھا جائے گا اب ہم یہاں پہنچنے کے بعد واپس تو جانے  
 سے رہے۔ میک اپ باکس ہمارے پاس موجود ہیں۔ سب سے پہلے  
 ہم اپنے قد و قامت کے افراد کو ختم کر کے ان کے میک اپ کریں گے  
 اس کے بعد باقی کارروائی بھی ہو جائے گی۔"..... چوہان نے کہا۔

"اوکے پھر یہ لباس ہمیں ہمیں چھوڑ دینے چاہئیں اوپر ان لباسوں کو  
 چھپانا تو ایک طرف شاید اتارنے کی بھی مہلت ملے۔"..... صدیقی  
 نے کہا اور باقی ساتھیوں نے اس کی تائید کر دی اور تھوڑی دیر بعد ان  
 سب نے غوطہ خوری کے لباس اتارے اور انہیں ایک طرف درازوں  
 کے اندر اس طرح ٹھونس دیا گیا کہ بوقت ضرورت انہیں وہاں سے  
 واپس بھی حاصل کیا جاسکے۔ العتبہ سیاہ رنگ کے تھیلے ان کی پشت سے



میں وہ خود بھی اس گن کی مدد سے اوپر پہنچ گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جو چاروں کی طرف سے بند تھا۔ اس کے ایک طرف چھت تک پیٹیاں پڑی ہوئی تھیں۔ ایک کونے میں دروازہ بھی تھا۔

”ان پیٹیوں کی ساخت بتا رہی ہے کہ یہ اسٹلے سے بھری ہوئی ہیں۔“..... صدیقی نے کہا اور باقی ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”سائینسر لگے ریوالور نکال لو اب ایکشن کا آغاز ہو رہا ہے۔“ صدیقی نے کہا اور پھر ان سب نے تھیلوں میں سے سائینسر لگے ریوالور نکال کر ہاتھوں میں پکڑے اور صدیقی اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کو کھولا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ صدیقی نے

آہستہ سے سر باہر نکال کر جھانکا تو ایک راہداری سی نظر آئی جو ایک طرف سے بند تھی لیکن دوسری طرف ذرا آگے جا کر مڑ گئی تھی راہداری میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ صدیقی نے اپنے ساتھیوں کو باہر آنے کا

اشارہ کیا اور پھر تیزی سے باہر راہداری میں آگیا۔ باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے باہر لگے۔ جہاں راہداری مڑ رہی تھی وہ لوگ وہاں پہنچ کر رک گئے۔ صدیقی نے ایک بار پھر سر موڑ کر مڑتی ہوئی راہداری کی

طرف دیکھا۔ یہ راہداری بھی خالی پڑی ہوئی تھی۔ صدیقی نے مڑ کر اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور پھر وہ موڑ مڑ کر اس راہداری میں آگئے

لیکن ابھی وہ چند قدم ہی آگے بڑھے ہوں گے کہ اچانک سر کی تیز آوازیں ان کے آگے اور پیچھے دونوں اطراف میں گونجیں وہ تیزی سے پلٹے اور اس کے ساتھ ہی ان کے حلق سے بے اختیار طویل سانس نکل

وہ تیزی سے اوپر کو اٹھتا ہوا پائپ کے درمیان سے گزرتا چلا گیا۔ گن رسی کو پھینکتی ہوئی تیزی سے اور پوری فورس سے اوپر کو اٹھا رہی تھی اور اس میں اتنی فورس تھی کہ وہ چوہان کے جسم کو بھی ساتھ اوپر اٹھانے لے جا رہی تھی اسے شوٹنگ گن کہا جاتا ہے۔ چند لمحوں بعد چوہان کا جسم اس پائپ سے گزر گیا۔ اوپر چونکہ اندھیرا تھا اس لئے انہیں اس کا جسم اب نظر نہ آ رہا تھا۔ چند لمحوں بعد اوپر ہلکے سے دھماکے کی آواز سنائی دی اور تھوڑی دیر بعد چوہان کی آواز سنائی دی۔

”یہ ایک بڑا سا کمرہ ہے جو خالی ہے میں شوٹنگ گن نیچے پھینک رہا ہوں تم اوپر آ جاؤ۔“..... چوہان کی آواز سنائی دی اور تھوڑی دیر بعد گن اس پائپ سے نیچے آتی دکھائی دی تو صدیقی نے اسے کچ کر لیا۔

”پائپ سے ہٹ جاؤ۔“..... صدیقی نے کہا اور پھر اس نے گن کا رخ اوپر کی طرف کر دیا دیکم پلیٹ ایک بار پھر گن کے دہانے پر نظر آ رہی تھی۔ صدیقی نے ٹریگر دیا تو شاش کی آواز کے ساتھ ہی پلیٹ

ایک بار پھر اوپر کو اٹھتی چلی گئی اور پھر ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی صدیقی کے ہاتھ کو جھٹکا لگا۔

”چلو نعمانی تم اوپر جاؤ۔“..... صدیقی نے گن نعمانی کے ہاتھ میں دھپتے ہوئے کہا اور پھر چوہان کی طرح نعمانی بھی اس گن کی مدد سے اوپر اٹھتا ہوا پائپ میں غائب ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد گن ایک بار پھر نیچے پھینکی گئی۔ صدیقی نے اسے کچ کیا اور پہلی والی کارروائی ایک بار پھر

دہرائی گئی اور اس بار صدیقی نے خاد کو اوپر بھیجا اور پھر سب سے آخر

صدیقی کے حواس اس کا ساتھ چھوڑ گئے۔ اس کا ذہن مکمل طور پر تاریکی میں ڈوب گیا تھا۔ پھر جس طرح گھپ اندھیرے میں جگنو چمکتا ہے اس طرح اس کے ذہن میں بھی روشنی کے نقطے سے پیدا ہونے لگ گئے اور آہستہ آہستہ یہ نقطے پھیلتے چلے گئے اور صدیقی کی آنکھیں کھل گئیں لیکن چند لمحوں تک تو اسے ایسے محسوس ہوا جیسے اس کا ذہن ماؤف ہو گیا ہو لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کے حواس جاگ گئے اور اس کے ذہن میں وہ منظر فلم کی طرح چلنے لگا جب وہ گیلری میں مڑ کر آگے بڑھے تھے کہ سرد سر کی آوازوں کے ساتھ ہی ان کے آگے پیچھے دیواریں آگئی تھیں اور پھر چھت سے سرخ رنگ کی گیس کے مرغولے سے نکلنے لگے گو اس نے سانس روک رکھا تھا لیکن پھر آہستہ سے سانس لیتے ہی اس کا ذہن تاریکی میں ڈوب گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس کا شعور پوری طرح جاگ اٹھا اس نے بے اختیار اپنے جسم کو سمیٹنا چاہا لیکن دوسرے لمحے وہ یہ محسوس کر کے چونک پڑا کہ وہ ایک چوڑی سی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے جسم کو رازڈ نے جکڑ رکھا تھا اس کے دونوں بازو کرسی کے بازوؤں پر لوہے کے کڑوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ اس نے سر گھما کر ادھر ادھر دیکھا تو بے اختیار ایک طویل سانس اس کے منہ سے نکل گیا۔ وہ ایک خامے بڑے کمرے میں لوہے کی بنی ہوئی کرسی پر رازڈ میں جکڑا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ساتھی بھی اسی حالت میں تھے۔ سب سے آخر میں نعمانی تھا جس کی ناک سے ایک نوجوان نے ایک نیلے رنگ کی بڑی سی بوتل لگائی ہوئی تھی اس نوجوان کے جسم پر فوجی

گئے کیونکہ ان کے پیچھے بھی راہداری ایک ٹھوس دیوار سے بند ہو گئی تھی اور آگے بھی دونوں اطراف میں دیواریں تھیں جو زمین سے نکل کر چھت تک چلی گئی تھیں۔  
”یہ کیا ہوا“..... چوہان نے کہا۔

”ہمیں مار کر لیا گیا ہے دیواروں سے لگ جاؤ ہو سکتا ہے چھت سے فائر کھولا جائے“..... صدیقی نے کہا اور وہ سب تیزی سے دیواروں کی طرف بڑھے اور پھر وہ دیواروں سے پشت لگا کر جھٹ سے گئے۔ اسی لمحے چھت میں تقریباً آٹھ کے قریب خانے کھلے اور دوسرے لمحے ان خانوں میں سے فائرنگ ہونے کی بجائے سرخ رنگ کی گیس کے مرغولے سے نکلنے لگے۔

”سانس روک لو اور نیچے گر کر اس طرح ظاہر کرو جیسے ہم اس گیس سے بے ہوش ہو گئے ہوں“..... صدیقی نے تیزی سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سانس روکا اور پھر ٹیڑھے میزے انداز میں فرش پر گر گیا۔ اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی۔ صدیقی سانس روکے پڑا ہوا تھا لیکن چھت سے نکلنے والی گیس کے مرغولے مسلسل نکلے چلے آ رہے تھے اور پھر چند ہی لمحوں میں گیلری کا وہ بند حصہ جس میں وہ سب فرش پر پڑے ہوئے تھے۔ سرخ رنگ کی گیس سے بھر گیا مسلسل سانس روکنے کی وجہ سے صدیقی کا سینہ پھٹنے کے قریب ہو گیا تھا اور آخر کار اس نے مجبور ہو کر آہستہ سے سانس لیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر جیسے اندھیرے نے شب خون مارا اور

اس بات کو چھوڑو اور سمجھو یہ بتاؤ کہ تمہارا یعنی فوج کا یہاں کیا کام ہے۔..... صدیقی نے کہا۔

”ابھی تھوڑی دیر بعد تمہیں خود ہی سب کچھ معلوم ہو جائے گا تم ابھی تک زندہ ہی اسی لئے ہو کہ تم اہتائی پر اسرار انداز میں یہاں پہنچ گئے ہو۔..... نوجوان نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑا اور دروازہ سے باہر نکل گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی دروازہ بند ہو گیا۔

”یہ تو فوجی کمانڈو لگ رہا تھا اس کی یونیفارم بھی وہی ہے اور اس کا انداز بھی فوجی کمانڈو جیسا ہی ہے۔..... اسی لمحے صدیقی کے ساتھ بیٹھے ہوئے چوہان نے کہا۔

”ہاں میں خود یہ دیکھ کر حیران رہ گیا ہوں کہ یہاں تو فوجی کمانڈو موجود ہیں جب کہ یہاں مجرموں کا اڈہ ہونا چاہئے۔..... صدیقی نے کہا۔

”ہمیں پہلے تو ان کرسیوں سے رہائی کے بارے میں سوچنا چاہئے۔“ خاور نے کہا۔

”ہاں کوشش کرو ہو سکتا ہے کسی کی ٹانگ عقبی پائے میں موجود بن تک پہنچ جائے۔..... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے خود بھی کوشش شروع کر دی لیکن اس کی ٹانگ پوری طرح مڑ کر پیچھے نہ جا رہی تھی کہ اچانک چوہان کی آواز سنائی دی۔

”میرا پیچ پہنچ گیا ہے لیکن یہاں کوئی بن نہیں ہے۔..... چوہان

کمانڈو جیسی یونیفارم تھی اور اس کی بغل میں ایک مشین گن لٹک رہی تھی۔ صدیقی کے ساتھ بیٹھے ہوئے چوہان اور خاور دونوں ہوش میں آنے کی کیفیات سے گزر رہے تھے۔ اسی لمحے اس کمانڈو نے بوتل نعمانی کی ناک سے ہٹائی اسے بند کیا اور واپس مڑا تو اس کی نظریں صدیقی پر پڑ گئیں۔

”تم پوری طرح ہوش میں آگئے ہو۔ تمہاری زندگی ختم ہونے والی ہے اس لئے جو دعا چاہو مانگ لو۔..... اس نوجوان نے سلسلے موجود دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تمہارا تعلق فوج سے ہے۔..... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو وہ نوجوان بے اختیار ہنس پڑا۔

”ہاں میں کافرستانی فوج میں کمانڈو ہوں۔..... اس نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن یہ تو سمگروں کا اڈہ ہے یہاں فوج کا کیا کام۔ کیا یہاں فوج نے قبضہ کر لیا ہے۔..... صدیقی نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو وہ نوجوان مڑ کر صدیقی کی طرف بڑھ آیا۔

”تم سمگرو ہو۔..... نوجوان نے کہا۔

”ظاہر ہے سمگرو ہی یہاں آسکتے ہیں اور کسے ضرورت ہے ان جہیزوں میں بھینکنے کی۔..... صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم یہاں تک پہنچے کیسے۔..... نوجوان نے کہا۔

”سمگروں کے لئے ہر جگہ پہنچنے کے بے شمار راستے ہوتے ہیں تم

نے کہا۔

"لازمی ہوگا کوشش کرو"..... صدیقی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ پورا ہوتا چانک دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک فوجی کمانڈر اندر داخل ہوا۔ اس کے کاندھے پر کیپٹن کے ستار موجود تھے اس کے پیچھے دو سپاہی کمانڈو تھے ان دونوں کے کاندھوں سے مشین گنیں لٹک رہی تھیں ان میں سے ایک تو وہی نوجوان تھا جو ابھی کمرے سے باہر گیا تھا اور جس نے صدیقی کے ساتھ باتیں کی تھیں۔ "کون ہو تم اور یہاں اندر کس طرح پہنچ گئے ہو"..... کیپٹن نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"پہلے تم اپنا تعارف کراؤ کیپٹن تاکہ ہمیں صحیح طور پر اندازہ ہو سکے کہ ہم کس سے بات کر رہے ہیں"..... صدیقی نے بڑے با اعتماد لہجے میں کہا۔

"میرا نام کیپٹن شیر سنگھ ہے اور میں کانچی پورم جہیز کے اسسٹنٹ کمانڈر ہوں"..... کیپٹن شیر سنگھ نے تیز اور سخت لہجے میں کہا۔

"کمانڈر کون ہے"..... صدیقی نے کہا۔

"کمانڈر کرنل پروپ ہیں"..... کیپٹن شیر سنگھ نے جواب دیا۔ "تمہارا تعلق واقعی فوج سے ہے یا تم نے صرف کمانڈو ریونیوٹرز میں رکھی ہیں"..... صدیقی نے کہا۔

"ہمارا تعلق کافرستان آرمی سے ہے"..... کیپٹن شیر سنگھ نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہمیں تو یہی معلوم تھا کہ اس جہیز پر کافرستان کے ایک مجرم گروپ نے لڑکیاں اغوا کر کے رکھی ہوئی ہیں ہم تو ان لڑکیوں کو یہاں سے لے جانے کے لئے آئے تھے لیکن یہاں فوج کو دیکھ کر تو مجھے یہی احساس ہو رہا ہے کہ یہاں کوئی فوجی کارروائی ہو رہی ہے جب کہ ہمارا فوج سے تو کوئی تھکڑا نہیں ہے"..... صدیقی نے کہا۔

"تمہارا تعلق کس گروپ سے ہے"..... کیپٹن شیر سنگھ نے پوچھا۔

"ہم بھی اسی طرح کے مجرم ہیں جس طرح کا مجرم شام سنگھ ہے۔ ہماری اس سے کاروباری مخالفت ہے اور ہم بھی لڑکیاں اغوا کر کے انہیں فروخت کرتے ہیں اور ہم ایک دوسرے کے خلاف مخالفانہ کارروائیاں کرتے رہتے ہیں ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اس بار شام سنگھ نے یہاں اچھا مال بھریا ہے لیکن آپ لوگوں کو یہاں دیکھ کر تو مجھے احساس ہو رہا ہے کہ یہ سب باتیں غلط ہیں یہ جہیز تو فوج کے قبضے میں ہے اور فوج سے ہمارا کیا تھکڑا ہو سکتا ہے۔ ہم واپس جانے کے لئے تیار ہیں ہمیں معافی دلوا دو"..... صدیقی نے کہا۔

"پہلے تم یہ بتاؤ گے کہ تم اس قدر زبردست انتظامات کے باوجود یہاں تک پہنچے کیسے"..... کیپٹن شیر سنگھ نے کہا۔

"اگر تم ہمیں واپس بھجوانے کا وعدہ کر لو تو ہم یہ راز بھی بتانے کے لئے تیار ہیں کیونکہ ہم فوج سے کچھ نہیں چھپانا چاہتے"..... صدیقی نے



مقل بھی نہیں ہے تو میں کیا کہہ سکتا ہوں..... صدیقی نے منہ  
بٹاتے ہوئے کہا۔

”تم کرنل پردیپ کے سامنے کیوں یہ سب بتانا چاہتے ہو۔“  
کیپٹن شیر سنگھ نے صدیقی کا جواب سن کر قدرے نرم پڑتے ہوئے کہا۔  
”کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ کمانڈر سب کچھ کر سکتا ہے۔ ہم تمہیں  
سب کچھ بتا دیں اور تم وعدہ بھی کر لو لیکن بعد میں تمہارا کمانڈر نہ مانے  
تو تم بھی اس کے سامنے مجبور ہو جاؤ گے جب کہ کمانڈر وعدہ کرے گا تو  
وہ اسے خود ہی پورا کر سکتا ہے“..... صدیقی نے جواب دیا۔

”مجھے تو تم اپنی باتوں سے مجرم نہیں لگتے۔ بڑی گہری باتیں کرتے  
ہو..... کیپٹن شیر سنگھ نے کہا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

”تمہارے ذہنوں میں ابھی تک یہ نظریہ موجود ہے کہ مجرم ان پڑھ  
اور جاہل ہوتے ہیں۔ حالانکہ یہ نظریہ موجودہ دور میں ختم ہو چکا ہے  
اب جرائم بھی صنعت کا درجہ حاصل کر چکے ہیں یہ بھی باقاعدہ بزنس  
بن چکا ہے۔ اگر تم یقین کرو تو میں تمہیں بتا دوں کہ میں نے  
کرنا لوجی میں ماسٹر ڈگری لی ہوئی ہے“..... صدیقی نے کہا تو کیپٹن  
شیر سنگھ بے اختیار چونک پڑا۔

”کرنا لوجی میں ماسٹر ڈگری اور پھر مجرم بھی ہو تمہیں تو پولیس

میں ہونا چاہئے تھا“..... کیپٹن شیر سنگھ نے کہا تو صدیقی ہنس پڑا۔

”اگر حکومتیں نوجوانوں کے باعزت روزگار پر توجہ دیں تو نوجوان

کیوں جرائم کی دنیا میں داخل ہوں۔ یہ سب کچھ مجبوراً ہوتا ہے اور

کہا۔  
”چلو ٹھیک ہے تمہیں واپس بھجوا دیا جائے گا۔ تفصیل سے  
بتاؤ..... کیپٹن شیر سنگھ نے کہا۔

”کرنل پردیپ وعدہ کرے تب میں زبان کھولوں گا“..... صدیقی  
نے کہا۔

”کرنل پردیپ اس وقت یہاں موجود نہیں ہے۔ اس وقت میں  
کمانڈر ہوں اور یہ بھی سن لو کہ میں چاہوں تو تمہیں ایک لمحے میں  
ہلاک کیا جا سکتا ہے اس لئے اپنی جانیں بچا لو“..... کیپٹن شیر سنگھ  
نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

”ہم لوگ مرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں کیپٹن شیر سنگھ اور  
یہ بھی بتا دوں کہ ہم یہاں سے زندہ واپس چلے گئے تو پھر ادھر کا رخ  
کوئی مجرم نہیں کرے گا کیونکہ سب کو بتا دیا جائے گا کہ اب کاغذی  
پورم جہیز پر شام سنگھ کا نہیں بلکہ فوج کا قبضہ ہے لیکن اگر ہم  
واپس نہ گئے تو پھر یہی سمجھا جائے گا کہ شام سنگھ نے ہمیں ہلاک کر دیا  
ہے اور پھر اس کے بعد ہمارا پورا گروپ ہمارا انتقام لینے کے لئے  
جہیز پر جہیز دوڑے گا اور تم جلتے ہو کہ اس طرح نقصان فوج کا  
بھی ہو سکتا ہے“..... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہم دشمن فوجوں سے نہیں ڈرتے تو مجرموں سے کیا ڈریں گے۔

بولو بتاتے ہو یا نہیں“..... کیپٹن شیر سنگھ نے کرحش لہجے میں کہا۔

”تم ہمیں گولی مار دو۔ معاملہ ختم۔ اگر تم میں ہم مجرموں جیسی

”کرسی کے عقبی دونوں پایوں میں کسی قسم کا کوئی بٹن نہیں ہے۔ صدیقی میں نے پوری تسلی کر لی ہے۔“..... چوہان نے کہا تو صدیقی کے چہرے پر لٹھن کے تاثرات ابھرائے۔

”یہاں کوئی ایسا سوچ پٹنل بھی تو نظر نہیں آ رہا جسے دیکھ کر یہ احساس ہو کہ راڈز کا تعلق اس سے ہوگا۔“..... صدیقی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر وہ اس بارے میں سوچ ہی رہے تھے کہ دروازہ کھلا اور وہی نوجوان اندر داخل ہوا جس نے انہیں ہوش میں لانے کی کارروائی کی تھی۔ اس نے اپنے پیچھے دروازہ بند کیا اور پھر سیدھا صدیقی کی طرف بڑھتا چلا آیا۔

”کیا تم واقعی مجرم ہو؟“..... اس نے سرگوشی کے انداز میں صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تمہارا کیا خیال ہے؟“..... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ تم مجرم نہیں ہو بلکہ تمہارا تعلق سیکرٹ سجنسی سے ہے۔“..... اس نوجوان نے کہا۔

”اس خیال کی وجہ؟“..... صدیقی نے کہا۔

”میں نے کچھ عرصہ ملٹری انٹیلی جنس میں کام کیا ہے اس کے بعد مجھے کمانڈو فورس میں بھیج دیا گیا تھا اس لئے مجھے معلوم ہے کہ سیکرٹ ایجنٹ اور مجرموں کے درمیان کیا فرق ہوتا ہے۔“..... اس نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہارا نام کیا ہے؟“..... صدیقی نے پوچھا۔

جب ایک بار کوئی نوجوان جرائم کی دنیا میں داخل ہو جاتا ہے تو پھر وہ اس سے مر کر ہی باہر جاسکتا ہے۔ یہ دلدل ہے دلدل..... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے پھر تمہیں چند گھنٹے اسی طرح گزارنے پڑیں گے۔ کرنل پردیپ چند گھنٹوں بعد ہی آئیں گے پھر تم سے بات ہوگی۔“

کیپٹن شیر سنگھ نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہی کمرے سے باہر نکل گیا اور دروازہ بند ہو گیا۔

”کوشش دوبارہ کرو چوہان اب ہمیں کچھ وقت مل گیا ہے۔“

صدیقی نے کہا۔

”کر رہا ہوں؟“..... چوہان نے کہا۔

”صدیقی یہ سب چکر کیا ہے فوجی کمانڈوز کی یہاں موجودگی واقعی حیرت انگیز ہے۔“..... نعمانی نے کہا۔

”جس قسم کے یہاں انتظامات تھے اس سے مجھے پہلے ہی شک پڑ رہا تھا لیکن اب ان کمانڈوز کو دیکھ کر یہ شک یقین میں بدل گیا ہے۔ یہاں لڑکیوں کے دھندے کے علاوہ کافرستان کی کوئی خاص فوجی لیبارٹری یا اسلحے کا سٹور وغیرہ ہے۔ میرا خیال ہے کہ شام سنگھ نے اس کرنل پردیپ سے بالائی بالا لگھ جوڑ کر رکھ ہے یہاں لڑکیاں اکٹھی کر کے نیلام کر دی جاتی ہوں گی اس کا حصہ کرنل پردیپ کو بھی جاتا ہوگا اور فوجی یونٹ کے وجہ سے یہ جگہ انتہائی محفوظ بھی بنی جاتی ہوگی۔“

صدیقی نے کہا۔

واقعی لڑکیاں اغوا کر کے اکٹھی کی گئی ہیں۔ پورا مہینہ یہاں کافرستان اور دوسرے ممالک سے لڑکیاں اکٹھی کر کے رکھی جاتی ہیں اور ہر مہینے میں ایک بار یہاں منڈی لگتی ہے۔ منڈی کی تاریخ طے ہونے سے پندرہ دن پہلے کمانڈو کا سپیشل سیکشن یہاں آکر چارج سنبھال لیتا ہے۔ ہم اپنے ساتھ انتہائی جدید ترین حفاظتی آلات بھی لے آتے ہیں تاکہ کوئی دوسرا مجرم یا گروپ یہاں مداخلت نہ کر سکے۔ جب منڈی کا کاروبار ختم ہو جاتا ہے اور لڑکیاں فروخت کر دی جاتی ہیں تو پھر ہم واپس چلے جاتے ہیں اور اس کام میں ہمیں کثیر رقومات مل جاتی ہیں اور یہ سارا کام انتہائی خفیہ طریقے سے ہوتا ہے۔ سپیشل سیکشن میں صرف اسے شامل کیا جاتا ہے جو باقاعدہ رازداری کا حلف دے اور یہ سارا سلسلہ دراصل جنرل شرما کا ہے۔ کمانڈو فورس کے سربراہ جنرل شرما..... کاشل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”جنرل شرما خود یہاں آتا ہے..... صدیقی نے کہا۔

”وہ صرف منڈی والے روز صبح سویرے آتا ہے اور یہاں سے اپنی پسند کی دو یا تین لڑکیاں چھانٹ کر انہیں ساتھ لے کر واپس چلا جاتا ہے وہ حد درجہ عیاش فطرت آدمی ہے۔ اس کے جانے کے بعد غیر ملکی اور ملکی بیوپاری آتے ہیں۔ جو لڑکیاں پسند کرتے ہیں ہر لڑکی کو باقاعدہ نمبر الاٹ کیا جاتا ہے جو اس کے بازو پر کندھا ہوتا ہے۔ پھر دارالحکومت میں خفیہ طور پر ہر لڑکی باقاعدہ بولی ہوتی ہے۔ پھر جو جس نمبر کی لڑکی کو خرید لیتا ہے وہ لڑکی اس کے ساتھ بھجوا دی جاتی ہے

”میرا نام کاشل ہے..... نو جوان نے جواب دیا۔

”اگر ہم یہ کہیں کہ تمہارا خیال درست ہے تو پھر تم کیا کرو گے۔“

صدیقی نے کہا۔

”پہلے تم قسم کھا کر بتاؤ۔ پھر میں تمہیں اپنی بات بتاؤں گا اور ہو سکتا ہے کہ اس میں تمہارا فائدہ ہو جائے.....“ کاشل نے کہا۔

”پہلے تم قسم کھاؤ کہ تم ہماری حقیقت کسی اور کو نہیں بتاؤ گے.....“ صدیقی نے کہا تو کاشل بے اختیار چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں چمک اُبھر آئی تھی اور پھر اس نے جلدی سے ہاتھ اٹھا کر فوجی انداز میں قسم کھالی۔

”تو پھر میں بھی قسم کھا کر تمہیں بتاتا ہوں کہ تمہارا تعلق ایک انتہائی سیکرٹ ایجنسی سے ہے۔ اس ایجنسی کا تعلق براہ راست صدر مملکت سے ہے.....“ صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن تم لوگ یہاں کیوں آئے ہو۔ یہاں تو واقعی لڑکیوں کی نیلامی ہوتی ہے.....“ کاشل نے کہا۔

”یہی تو ہم نے معلوم کر کے صدر صاحب کو رپورٹ دینی ہے۔“

صدر صاحب کو مسلسل شکایات مل رہی ہیں کہ اس جہیز پر مجرموں اور فوج کا پراسرار گٹھ جوڑ ہو رہا ہے۔ صدر صاحب یہ نہیں چاہتے کہ مجرموں اور فوج کے درمیان کسی قسم کا گٹھ جوڑ ہو۔“

صدیقی نے اپنے آئیڈیے کے تحت بات کرتے ہوئے کہا۔

”تم ٹھیک کہتے ہو۔ میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں۔ اس جہیز پر

اس کے انتقامات میں خامی ہے اس لئے وہ اس خامی کو جانتا چاہتا ہے  
اس کے بعد وہ بھی تمہیں زندہ رکھنے کا قائل نہیں ہے لیکن میں تمہیں  
یہاں سے زندہ واپس بھجوا سکتا ہوں اس شرط پر کہ تم اپنے چیف سے  
کہہ کر مجھے کمانڈو سیکشن سے واپس ملٹری انٹیلی جنس میں بھجوا دو۔  
کاشل نے کہا۔

”تم اس سیکشن کو کیوں چھوڑنا چاہتے ہو جب کہ یہاں تمہیں تنخواہ  
کے علاوہ کثیر آمدنی بھی ہے“..... صدیقی نے کہا۔

”اس لئے کہ میری ایک چھوٹی بہن ہے وہ اب جوان ہو چکی ہے مجھے  
ہر ماہ یہی خطرہ رہتا ہے کہ وہ کسی مجرم کے ہاتھ چڑھ کر یہاں نہ پہنچ  
جائے۔ وہ بے حد خوبصورت ہے اور انتہائی بھولی بھالی ہے اور چند ماہ  
بعد اس کی شادی ہے۔ شادی ہونے کے بعد وہ اپنے خاوند کے ساتھ  
بیرون ملک چلی جائے گی پھر میں مطمئن ہو جاؤں گا۔ ویسے مجھے اس  
تمام کاروبار سے دلی نفرت ہے لیکن مجبور تھا کہ اگر میری بہن یہاں پہنچ  
جائے تو میں اسے چھڑا سکوں“..... کاشل نے جواب دیا۔

”تم نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ یہاں جو شریف لڑکیاں آتی ہیں ان  
کے بھی تو تمہاری طرح کے بھائی ہوں گے اور بے بس ہوں گے۔“  
صدیقی نے کہا۔

”ہاں میں اکثر سوچتا ہوں لیکن میں مجبور ہوں میں اکیلا کچھ بھی  
نہیں کر سکتا یہ اتنا بڑا سیٹ اپ ہے کہ تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔“  
کاشل نے کہا۔

ہر ماہ اس طرح کروڑوں کاروبار ہوتا ہے اور اس کا باقاعدہ حصہ جنرل  
شرما کو بھی ملتا ہے اور ہمیں بھی..... کاشل نے جواب دیا۔

”لیکن فوج کو اس کاروبار میں شامل کرنے کی کیا ضرورت ہے  
ویسے بھی تو یہ کاروبار ہو سکتا تھا آخر دوسرے مجرم گروپ بھی تو یہی  
دھندہ کرتے رہتے ہیں“..... صدیقی نے کہا۔

”یہ دھندہ بہت بڑے جیمانے پر ہوتا ہے اور خطرہ رہتا ہے کہ  
دوسرے گروپ حملہ کر کے منڈی لگنے سے پہلے ہی لڑکیاں چھین کر نہ  
چلے جائیں اس لئے فوج یہاں لڑکیوں کی حفاظت کے لئے تعینات کی  
جاتی ہے جب لڑکیاں فروخت ہو جاتی ہیں تو فوج کا کام بھی ختم ہو جاتا  
ہے“..... کاشل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب جب کہ تمہیں ہم نے سب کچھ بتا دیا ہے اور تم نے ہمیں  
تفصیل بتا دی ہے تو اب تم ہماری کیا مدد کر سکتے ہو اور کیوں کر نا  
چاہتے ہو کھل کر بات کرو“..... صدیقی نے کہا۔

”پہلی بات تو یہ بتا دوں کہ کرنل پر روپ انتہائی سخت آدمی ہے  
اس نے تمہیں ہر صورت میں گولیوں سے اڑا دینا ہے اور تمہاری  
لاشیں بھی غائب کر دینی ہیں کیونکہ تمہاری زندگی یا داپسی کیا مطلب  
ہے کہ اس سارے کھیل کا اوپر والوں کو علم ہو جائے گا اور سب کی  
آمدنی کا ایک بہت بڑا ذریعہ ختم ہو جائے گا۔ کیپٹن شیر سنگھ نے اس  
لئے تمہیں زندہ رکھا ہوا ہے کہ یہاں کے تمام حفاظتی آلات کا انچارج  
وہ ہے اور تمہارے یہاں اس طرح اچانک پہنچ جانے کا مطلب ہے کہ



”ابھی تم خود کہہ رہے تھے کہ ہم فرار ہو جائیں اور اب کہہ رہے ہو کہ یہاں سے نکلنے ہی ہم مارک ہو جائے گے“..... صدیقی نے کہا۔  
”اس کے لئے تو مجھے چیکنگ مشین کا فیوز اڑانا پڑتا۔ جب تک فیوز ٹھیک ہوتا تم یہاں سے نکل جاتے اور میں کہہ دیتا کہ میں تو یہاں آیا ہی نہیں“..... کاشل نے کہا۔

”تم ہمیں رہا کر دو اور فیوز اڑا دو اس کے بعد ہم جانیں اور ہمارا کام تم بہر حال ہمارے سامنے نہ آنا البتہ تمہیں صرف ایک کام کرنا ہو گا کہ ہمیں اس ساری مشینری کے کنٹرول روم تک لے جانا ہو گا“۔ صدیقی نے کہا۔

”جو تم سوچ رہے ہو ایسا ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ اوپر ایک سو مسلح کمانڈو موجود ہیں اور یہ سب اس قدر تربیت یافتہ ہیں کہ ہمیں ایک لمحہ میں ہلاک کر دیں گے“..... کاشل نے کہا۔  
”منڈی کب ہوتی ہے“..... صدیقی نے کہا۔

”کل صبح جنرل شرا آئے گا پھر دوپہر کو انجنٹ آئیں گے اور پچھلے پہر لڑکیاں یہاں سے نکال لی جائیں گی۔ رات کو یہ جزیرہ خالی ہو چکا ہو گا۔ فوج بھی واپس چلی جائے گی اور لڑکیاں بھی“..... کاشل نے جواب دیا۔

”لڑکیاں یہاں سے اکٹھی لے جائی جائیں گی یا علیحدہ علیحدہ“۔ صدیقی نے پوچھا۔

”اس کا طریقہ کاریہ ہے کہ تمام لڑکیوں کو یہاں سے ایک بڑے

”مجرموں کا سینٹ اپ چاہے جتنا بھی بڑا ہو اسے بہر حال ختم کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ ایسا کرنے والے یہ جذبہ رکھتے ہوں۔ اگر تم ہماری دلی طور پر مدد کرو تو ہم اس پورے سینٹ اپ کو جڑ سے اکھاڑ سکتے ہیں اور پھر کسی بھائی کی بہن اور کسی باپ کی بیٹی اغوا ہو کر فروخت نہیں ہوگی“..... صدیقی نے کہا۔

”کیا واقعی تم ایسا کر سکتے ہو لیکن مجھے تو بہر حال گولی ماری جائے گی میں نے تو فوج میں ہی رہنا ہے“..... کاشل نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

”تمہیں شاید کافرستان کا سب سے بڑا ایوارڈ مل جائے اور اگر نہ بھی ملا تو یہ بات طے ہے کہ تمہیں ہماری ہتھکنسی میں بڑا عہدہ دیا جائے گا“..... صدیقی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ نجانے کیوں میرا دل کہہ رہا ہے کہ تم لوگ جو کچھ کہہ رہے ہو وہ سچ ہے۔ ٹھیک ہے میں تمہیں رہا کر دیتا ہوں تم یہاں سے نکل جاؤ“..... کاشل نے کہا۔

”نہیں اس طرح تم پھنس جاؤ گے ہم یہاں کا سارا سینٹ اپ ختم کر کے جانیں گے اس طرح نہیں“..... صدیقی نے کہا۔

”لیکن کس طرح یہاں تو بڑے سخت ترین انتظامات ہیں جیسے ہی تم اس کمرے سے باہر نکلو گے چیکنگ مشین پر لگا ہوا آلہ تمہیں مارک کر لے گا اور پھر ایک لمحے میں یا تو تمہیں گولیوں سے اڑا دیا جائے گا یا بے ہوش کر کے دوبارہ پکڑ لیا جائے گا“..... کاشل نے کہا۔

ساتھ کیا ہوا وعدہ بہر حال پورا ہوگا"..... صدیقی نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں باہر جا کر تمہاری کرسیوں کے راڈز آف کرتا ہوں اس کا سسٹم دروازے سے باہر لگا ہوا ہے اور پھر جا کر فیوز اڑاتا ہوں۔ اس کے بعد میں یہاں آؤں گا اور تمہیں ساتھ لے کر راہداری میں جاؤں گا جہاں سے تمہیں پکڑا گیا ہے اس کے بعد تم چلے جانا میں واپس اپنی ڈیوٹی پر چلا جاؤں گا"..... کاشل نے کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور کاشل تیزی سے مڑا اور دروازے سے باہر نکل گیا اور دوسرے لمحے کھٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی ان کے جسموں کے گرد موجود راڈز غائب ہو گئے اور وہ سب ایک جھٹکے سے کھڑے ہو گئے۔

"کیا تم واقعی یہاں سے واپس چلے جاؤ گے"..... چوہان نے کہا۔  
"ہاں ہمارا مقصد لڑکیوں کو چھوڑنا ہے اور یہاں کی بجائے یہ کام زیادہ آسانی سے اس اندر ناتھ جیرے کے قریب ہو سکتا ہے یہاں کارروائی سے یہ لڑکیاں یقیناً موت کے گھاٹ اتر جائیں گی"۔ صدیقی نے کہا تو باقی ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیے۔

جہاز میں سوار کر کے بین الاقوامی سمندر میں لے جایا جاتا ہے وہاں تمام گاہکوں کے لپٹے لپٹے سٹیر اور جہاز موجود ہوتے ہیں پھر ان خریدی ہوئی لڑکیوں کو اس بڑے جہاز سے اتار کر ان کے ساتھ ان کے جہازوں یا سٹیروں میں پہنچا دیا جاتا ہے"..... کاشل نے کہا۔  
"یہ جہاز کس وقت جاتا ہے اور کہاں جاتا ہے"..... صدیقی نے پوچھا۔

"کل رات کو نو بجے جب اندھیرا گہرا ہو جائے گا تب یہاں سے جہاز بھرا جائے گا اور دس بجے روانہ ہو جائے گا اور پھر شمال کی طرف بین الاقوامی سمندر میں جا کر کسی جگہ رکنا ہے مجھے پوری طرح معلوم نہیں البتہ اس جہاز کی باقاعدہ کمانڈو حفاظت کرتے ہیں اور بحریہ کے افسر بھی ساتھ ہوتے ہیں اس لئے وہ اس ساری کارروائی کو نظر انداز کر رہے ہیں"..... کاشل نے کہا۔

"کسی خاص جگہ کا تمہیں علم نہیں ہے"..... صدیقی نے کہا۔  
"میں کبھی ساتھ نہیں گیا کیونکہ لڑکیاں اس وقت بری طرح رو رہی ہوتی ہیں۔ میرا دل برداشت نہیں کرتا۔ بہر حال یہ سنا ہے کہ بین الاقوامی سمندر میں کوئی چھوٹا سا جیرہ ہے جسے اندر ناتھ کہا جاتا ہے۔ یہ سارا اثرانفرو ہیں ہوتا ہے یا اس کے قریب ہوتا ہے"..... کاشل نے جواب دیا۔

"اوکے پھر ٹھیک ہے تم ہمیں رہا کر دو اور ہماری یہاں سے نکلنے میں مدد کرو۔ باقی کام ہم سنبھال لیں گے اور ہمارا وعدہ کہ تمہارے

چکے ہیں۔..... کیپٹن نے اہتائی مودبانہ لہجے میں جواب دیا اور دراز سے ایک سرخ رنگ کا کارڈ نکال کر اس نے ٹائیکر کی طرف بڑھا دیا۔  
 ”جنرل صاحب کو اطلاع تو نہیں دی گئی؟..... ٹائیکر نے پوچھا۔  
 ”نو سر جیسے حکم دیا گیا تھا ویسے ہی کیا گیا ہے۔..... کیپٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او کے آپ ایک سپاہی ساتھ بھیج دیں تاکہ وہ ہمیں ان کی کوٹھی تک چھوڑ آئے۔..... ٹائیکر نے کارڈ لیتے ہوئے کہا۔  
 ”یہ سپاہی آپ کے ساتھ جانے گا سر۔..... کیپٹن نے ایک طرف کھڑے ہوئے سپاہی سے کہا۔

”یس سر۔..... اس سپاہی نے باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ کرتے ہوئے کہا اور ٹائیکر سر ملتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔  
 سپاہی اس کے پیچھے تھا۔ ٹائیکر نے کار کا عقبی دروازہ کھولا اور سپاہی کو عقبی سیٹ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تو سپاہی نے عمران کو جو شاگل بنا ہوا بیٹھا تھا بڑے مودبانہ انداز میں سیلوٹ مارا اور خاموشی سے لیکن اہتائی مودبانہ انداز میں عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ عمران خاموش بیٹھا رہا۔  
 ٹائیکر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور اس نے کار آگے بڑھا دی ہرڈل راڈ ہٹا لیا گیا تھا۔ کالونی بے حد وسیع و عریض تھی اور اس میں بنی ہوئی کوٹھیاں گو ایک ہی انداز کی تھیں لیکن اہتائی و وسیع و عریض اور شاندار تھیں۔ سپاہی کی رہنمائی میں وہ کافی دیر تک کالونی کے اندر مختلف سڑکوں پر گھومنے کے بعد آخر کار ایک کوٹھی کے گیٹ کے سامنے

سیاہ رنگ کی کار جس کے سامنے سیکرٹ سروس کا مخصوص جھنڈا ہرا ہوا تھا تیزی سے سڑک پر دوڑتی ہوئی اس کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جس میں کمانڈو فورس کے جنرل شرما کی رہائش گاہ تھی ڈرائیونگ سیٹ پر ٹائیکر تھا جب کہ سائیڈ سیٹ پر عمران شاگل کے میک اپ میں اکڑا ہوا بیٹھا تھا۔ عقبی سیٹ خالی تھی۔ کالونی کے آغاز سے پہلے ایک فوجی چیک پوسٹ تھی۔ ٹائیکر نے کار چیک پوسٹ کے قریب جا کر روکی اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اترا اور تیز قدم اٹھاتا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں چیک پوسٹ کا انچارج کیپٹن موجود تھا۔  
 ”چیف آف سیکرٹ سروس تشریف لائے ہیں وہ جنرل شرما سے ملاقات کے لئے جا رہے ہیں۔..... ٹائیکر نے اندر داخل ہوتے ہی سرد لہجے میں کہا۔

”یس سران کا خصوصی کارڈ تیار ہے سر۔ ہمیں اوپر سے احکامات مل

نے اثبات میں سر ملادیا۔ وہی فوجی پھانک بند کر کے واپس آیا۔

”آئیے جناب ادھر ڈرائنگ روم میں جناب“..... سپاہی نے عمران کو سیلوٹ مارتے ہوئے کہا جو گردن اٹکراتے اس طرح ادھر ادھر دیکھ رہا تھا اور اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے اسے جنرل شرما پر ترس آ رہا ہو کہ وہ ایسی عام سی کوٹھی میں رہ رہا ہے۔ سبند لکھوں بعد سپاہی انہیں ایک وسیع لیکن انتہائی قیمتی فرنیچر سے سجے ہوئے ڈرائنگ روم میں بٹھا کر واپس چلا گیا۔ ڈرائنگ روم میں جنرل شرما کی دو قد آدم تصاویر بھی لگی ہوئی تھیں۔ تھوری دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور ٹھوس جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جبڑے باہر کو نکلے ہوئے تھے اور سر کنپٹیوں والے حصوں سے اندر کی طرف دبا ہوا تھا۔ چھوٹے چھوٹے بال اوپر کو اٹھے ہوئے تھے۔ چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں سانپ کی سی چمک تھی۔ ٹھوڑی کی ساخت بتا رہی تھی کہ وہ حد درجہ ظالم اور بے رحم فطرت کا آدمی ہے۔

”چیف آف سیکرٹ سروس اور یہاں سیری کوٹھی میں اور اس طرح اچانک کیا مطلب“..... اس آدمی نے اندر داخل ہوتے ہی انتہائی حیرت بھرے انداز میں عمران اور ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اس کی آنکھوں میں تجسس تھا اور اس کا انداز دیکھ کر عمران سمجھ گیا کہ اس کا کبھی شاگل سے ٹکراؤ نہیں ہوا۔ اس لئے وہ اسے پہچان ہی نہیں سکا۔

”جناب شاگل، چیف آف سیکرٹ سروس“..... ٹائیگر نے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”کچھ گئے۔ ٹائیگر نے سپاہی کو واپس جانے کا کہا اور وہ سلام کر کے تیزی سے واپس مڑ گیا۔

”کال بیل، بجاد“..... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے آگے بڑھ کر ستون پر لگے ہوئے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ سبند لکھوں بعد چھوٹا پھانک کھلا اور ایک یونیفارم پہنے ہوئے فوجی باہر آیا۔ وہ انتہائی حیرت سے عمران کی کار اور ٹائیگر کو دیکھ رہا تھا۔

”جنرل صاحب سے ملاقات کے لئے سیکرٹ سروس کے چیف تشریف لائے ہیں“..... ٹائیگر نے کہا۔

”مم مگر جنرل صاحب کو تو اطلاع ہی نہیں ہے ورنہ وہ مجھے ضرور اطلاع دیتے“..... سپاہی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سیکرٹ سروس کے چیف پیشگی اطلاع نہیں دیا کرتے پھانک کھولو“..... ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔

”یس سر یس سر“..... سپاہی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ سبند لکھوں بعد بڑا پھانک کھلا تو ٹائیگر واپس آکر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور اس نے کار آگے بڑھادی۔ پورچ میں سفید رنگ کی ایک بڑی سی کار موجود تھی جس پر فوجی نشانات کی پلیٹیں لگی ہوئے تھیں۔ ٹائیگر نے کار پورچ میں لے جا کر کھڑی کر دی تو عمران دروازہ کھول کر نیچے اترا آیا۔

”پوری طرح ہوشیار رہنا ہو سکتا ہے کہ یہ شاگل سے واقف ہو یا اس کا دوست ہو“..... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا تو ٹائیگر



خیال ہے کہ سیکرٹ سروس کا چیف مٹ پونجیا ہے کہ تم جیسے جنرلوں سے ہاتھ ملاتا پھرے گا..... عمران نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا تو غصے کی شدت سے جنرل شرما کا چہرہ یکھٹ آگ کی طرح تپ اٹھا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے سے نکلنے لگے۔

”آپ میری ہی کو ٹھہی میں اور میری اس طرح توہین کر رہے ہیں۔ میں ابھی سی این سی سے بات کرتا ہوں“..... جنرل شرما نے غصے سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اطمینان سے بیٹھ جاؤ ورنہ چیف آف سیکرٹ سروس پر اس طرح شاور کرنے کی سزا موت ہو سکتی ہے۔ بیٹھو اور مجھے بتاؤ کہ تمہارا کمانڈو سیکشن کانچی پورم جہیرے پر کیا کر رہا ہے“..... عمران نے غراتے ہوئے کہا تو جنرل شرما بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھرائے تھے۔

”کانچی پورم جہیرے پر کیا مطلب کس جہیرے کی بات کر رہے ہیں آپ“..... جنرل شرما نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

”اطمینان سے بیٹھ جاؤ جنرل شرما میں سرکاری ڈیوٹی پر ہوں۔ تم سے دوستانہ ملاقات کرنے نہیں آیا۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ کمانڈو سیکشن کسی جہیرے پر کارروائی کر رہا ہے جب کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایجنٹ علی عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس کارروائی میں مداخلت کرنے کے لئے یہاں کافرستان پہنچا ہوا ہے“..... عمران نے

”اوہ آپ ہیں آپ کی تعریفیں تو میں نے بہت سن رکھی ہیں لیکن آپ سے کبھی ملاقات نہیں ہو سکی۔ آپ کی اس طرح اچانک آمد نے مجھے حیران کر دیا ہے“..... جنرل شرما نے بڑے بے تکلفانہ انداز میں کہا اور اس طرح مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا جیسے کسی بے تکلف دوست کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا جاتا ہے۔

”کیپٹن چندر“..... عمران نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھانے کی بجائے بڑے نخوت بھرے انداز میں ٹانگیں سے مخاطب ہوا۔

”میں سر“..... ٹانگیں نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”جنرل شرما سے میری طرف سے مصافحہ کرو۔ انہیں شاید مظلوم نہیں کہ قانون کے مطابق چیف آف سیکرٹ سروس صرف صدر اور وزیراعظم سے مصافحہ کر سکتا ہے اور کسی سے نہیں“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں میں کمانڈو فورس کا جنرل ہوں۔ آپ مجھے کیا سمجھتے ہیں“..... جنرل شرما نے عمران کی بات سن کر ایک جھٹکے سے ہاتھ واپس کھینچتے ہوئے کہا اس کے چہرے پر شدید برہمی کے تاثرات ابھرائے تھے۔

”جنرل شرما میرے نزدیک تم ایک معمولی سپاہی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے سمجھئے۔ میں سیکرٹ سروس کا چیف ہوں میں چاہوں تو ابھی ایک لمحے میں تمہیں تمہارے عہدے سے معزول کر کے زندہ قبر میں اتار دوں۔ تم سیکرٹ سروس کے چیف کو کیا سمجھتے ہو۔ کیا تمہارا

اطلاعات غلط نہیں ہوتیں اس لئے میں نے فوری تم سے ملاقات کرنا ضروری سمجھا۔ میں چاہتا تو تمہیں سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر بلوا کر بھی تم سے بات کر سکتا تھا لیکن میں نے تمہیں عزت دی ہے کہ میں خود چل کر یہاں آگیا ہوں"..... عمران نے کہا۔

"آپ کی سہرا بی"..... جنرل شرمانے ہونٹ ہنچتے ہوئے کہا۔  
"اس جہیز پر آپ کی فورس مشقیں کر رہی ہے"..... عمران نے کہا۔

"جی ہاں"..... جنرل شرمانے جواب دیا۔

"کون انچارج ہے وہاں"..... عمران نے پوچھا۔

"کرئل پردیپ"..... جنرل شرمانے جواب دیا۔

"آپ وہاں خود جاتے رہتے ہیں"..... عمران نے کہا۔

"جی ہاں اکثر چیکنگ کے لئے جانا پڑتا ہے"..... جنرل شرمانے کہا۔

"تو کرئل پردیپ سے بات کیجئے اور اسے کیجیے کہ آپ کافرستان

سیکرٹ سروس کے چیف سمیت ابھی اور اسی وقت جہیز پر پہنچ رہے

ہیں تاکہ میں خود جا کر حالات کا معائنہ کر سکوں"..... عمران نے کہا۔

"اس وقت رات کو اس کی کیا ضرورت ہے"..... جنرل شرمانے

کہا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کریں آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ سیکرٹ

سروس کے مشن میں دن رات کافرستان نہیں دیکھا جاتا"..... عمران نے

یکتا سرولجے میں کہا۔

سرولجے میں کہا تو جنرل شرمانے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ وہ اب کرسی پر بیٹھ گیا تھا کچھ دیر تک تو وہ بیٹھا اپنے آپ کو نارمل کرتا رہا اس کی آنکھیں سکڑ سی گئی تھیں اور عمران اس کا یہ انداز دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ اس انداز میں آنکھیں سکڑنے کا مطلب تھا کہ جنرل شرما اپنے ذہن میں کوئی ایسی کہانی تیار کر رہا ہے جس سے چیف آف سیکرٹ سروس کو مطمئن کیا جاسکے۔

"مجھے کسی عمران یا اس کے ساتھیوں کے بارے تو علم نہیں ہے البتہ سمندر میں کئی جہیز ایسے ہیں جہاں کمانڈوز اپنی مخصوص کارروائیاں کرتے رہتے ہیں انہیں آپ مشقیں کہہ لیں۔ آپ کس جہیز کی بات کر رہے ہیں"..... جنرل شرمانے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

"کافرستانی سمندر کے اندر کانچی پورم جہیز جہاں اغوا شدہ لڑکیوں کی منڈی لگتی ہے اور کل یہ منڈی لگتی ہے"..... عمران نے اہتائی سرد لہجے میں کہا تو جنرل شرما ایک بار پھر چونک پڑا۔

"لڑکیوں کی منڈی یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے۔

لڑکیوں کی منڈی کیا مطلب یہ لڑکیاں بھڑبھڑیاں تو نہیں ہے جن کی

منڈی لگائی جائے"..... جنرل شرمانے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا

گو اس کا اندازہ مصنوعی تھا لیکن عمران نے بڑے سنجیدہ انداز میں سر ہلا

دیا۔

"مجھے یہی اطلاع ملی تھی۔ تم جانتے ہو کہ سیکرٹ سروس کی

اس کی ٹانگوں نے اچانک اس کے جسم کا وزن اٹھانے سے انکار کر دیا ہو۔ نیچے گر کر وہ صرف چند لمحوں کے لئے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔

"باہر جا کر دیکھو جو نظر آئے اسے بے ہوش کر دو"..... عمران نے ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر سر ملاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"اس کو ہوش میں لانے والے مخلول کی شنیشی مجھے دے دو۔" عمران نے اٹھ کر فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے جنرل شرما کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے جلدی سے جیب سے ایک شنیشی نکالی اور عمران کی طرف بڑھا کر وہ واپس مڑا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

عمران نے شنیشی درمیانی میز پر رکھی اور پھر تھک کر اس نے جنرل شرما کو اٹھا کر کرسی پر ڈالا اور اس کے جسم پر موجود گاؤن کو اس نے اس کی پشت کی طرف کافی نیچے تک جھکا دیا۔ اس کے بعد اس نے میز پر پڑی ہوئی شنیشی اٹھائی اس کا ڈھکن ہٹایا اور جنرل شرما کی ناک سے اس کا دہانہ لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے شنیشی ہٹائی اور اس کا ڈھکن لگا کر اس نے شنیشی کو جیب میں ڈالا اور پھر اطمینان سے سلسنہ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد ہی جنرل شرما کے جسم میں حرکت کے تاثرات پیدا ہوئے اور پھر اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں آنکھیں کھلنے کے چند لمحوں بعد تک تو وہ لاشعوری کیفیت میں رہا لیکن پھر شعور پوری طرح بیدار ہوتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے اور کانڈھوں کو جھٹکا دے کر اپنا گاؤن اونچا کرنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ وہ نہ ہی اٹھ کر کھڑا ہو سکا اور نہ ہی گاؤن کو اونچا کر سکا۔

"لیکن اس وقت وہاں کیسے جائیں گے۔ فوجی ہیلی کاپٹر پہلے تیار کرانا پڑتا ہے انتظامات کرنا پڑتے ہیں"..... جنرل شرما نے ملنے والے لہجے میں کہا۔

"کہاں سے فوجی ہیلی کاپٹر آپ لیتے ہیں"..... عمران نے کہا۔

"فوجی ہوائی اڈے سے"..... جنرل شرما نے جواب دیا۔

"آپ فوجی اڈے پر کال کر کے انہیں کہیں کہ وہ ہیلی کاپٹر یہاں آپ کی کوشھی پر بھیج دیں۔ چلیں جیسے میں کہہ رہا ہوں ویسے کریں۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"سوری جناب یہ سب کچھ ضابطے کے تحت ہوتا ہے اس طرح نہیں ہوتا جس طرح آپ کہہ رہے ہیں اس لئے سوری"..... یکھت جنرل شرما نے سرد لہجے میں کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کمیشنر چندر"..... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا جو اس کے ساتھ ہی بڑے مودبانہ انداز میں کھڑا ہوا تھا۔

"جنرل صاحب کو بتاؤ کہ سیکرٹ سروس کے چیف کے حکم کی خلاف ورزی کیا معنی رکھتی ہے"..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ یہ یہ کون ہے۔ یہ مجھے کیا بتائے گا میں جنرل شرما ہوں"..... جنرل شرما نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے ٹائیگر کے ہاتھ میں ایک چوڑی نال والا پستول نظر آیا اور پھر تھک کی آواز کے ساتھ ہی ایک نیلے رنگ کا غبارہ جنرل شرما کی ناک سے نکل آیا اور جنرل شرما یکھت اس طرح لڑکھڑا کر نیچے گر جیسے

میں جڑیں پھیلی ہوئی ہیں اور تم نے سنڈیکیٹ کے ذریعے اس وقت کافرستان میں جرائم کے کنگ ہو۔ میرے پاس سب ثبوت موجود ہیں میں چاہتا تو یہ سب ثبوت لے جا کر صدر اور وزیراعظم کے سامنے رکھ دیتا اور تم خود اندازہ کر سکتے ہو کہ جہارا کیا انجام ہوتا لیکن میں نے سوچا کہ پہلے تم سے بات کر لوں اور یہ بھی سن لو کہ مجھے جہارے اس سنڈیکیٹ کی کمائی سے کوئی حصہ نہیں چاہئے اور نہ ہی مجھے اس منڈی کے کاروبار میں سے حصہ چاہئے البتہ مجھے اس منڈی سے دو تین لڑکیاں چاہئیں۔ اپنی پسند کی دو تین لڑکیاں اور اس کے بعد میں خاموش ہو جاؤں گا بولو کیا تم تیار ہو یا....." عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیسی لڑکیاں میرے پاس لڑکیاں کہاں سے آئیں تم غلط کہہ رہے ہو اور میرا لڑکیوں یا لڑکیوں کی کسی منڈی سے کوئی تعلق نہیں ہے....." جنرل شرمانے کہا۔

"تو پھر میں یہیں جہارے سامنے صدر اور وزیراعظم سے بات کروں۔ ملٹری انٹیلی جنس کے چیف سے کہہ دوں کہ وہ جا کر کانچی پورم جہارے پر چھاپہ ماریں اور جہارے کمانڈو کو وہاں سے گرفتار کریں اور اس کے بعد تمہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ کیا نتیجہ نکلتا ہے۔" عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"تم یقین کرو میرا کسی منڈی سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن اگر تمہیں لڑکیاں چاہئیں تو اس کا بندوبست ہو سکتا ہے شام سنگھ میرا

"تم کمانڈو فورس کے جنرل ہو جنرل شرما اس لئے تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اس طرح تم نہ ہی اٹھ سکو گے اور نہ ہی گاؤں اونچا کر سکو گے....." عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم تم کون ہو۔ یہ کیا ہے۔ کیا تم واقعی سیکرٹ سروس کے چیف ہو....." جنرل شرمانے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں کیوں کیا تمہیں میرے چیف ہونے پر شک ہے۔" عمران نے کہا۔

"یقیناً سیکرٹ سروس کا چیف اس طرح کی کارروائیاں اپنے ہی فوج کے جنرلوں کے خلاف نہیں کر سکتا۔ تم چیف نہیں ہو تم کوئی دشمن ایجنٹ ہو....." جنرل شرمانے چیتے ہوئے کہا۔

"اگر میں دشمن ایجنٹ ہوتا تو مجھے کیا ضرورت تھی کہ تمہیں بے ہوش کرتا۔ ایک چھٹانک سبب جہارے سینے میں اتار کر اطمینان سے واپس چلا جاتا....." عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر یہ سب کیا ہے تم کیا چاہتے ہو....." جنرل شرمانے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"جنرل شرما میری یہاں اچانک آمد کی ایک خاص وجہ ہے۔ مجھے جہارے کاروبار کی پوری تفصیل کا علم ہو چکا ہے۔ تم کمانڈو کے ایک سیکشن کو اپنے ساتھ ملا کر شام سنگھ کے ساتھ کاروبار کرتے ہوئے کانچی پورم منڈی کا کاروبار کر رہے ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ تم مجرموں کا ایک سنڈیکیٹ بھی چلا رہے ہو اور اس سنڈیکیٹ کی پورے کافرستان



لجے میں کہا جیسے اسے عمران کی بات پر سرے سے یقین ہی نہ آ رہا ہو۔  
 "تم تعاون جو نہیں کر رہے تھے لڑکیاں چاہئیں اور اپنی پسند کی  
 چاہئیں یولو۔ کرنل پر دھپ سے بات کرو پھر فوجی ہوائی اڈے سے  
 ہیلی کاپٹر یہاں منگو آؤ اور ہمارے ساتھ اس جہز پر چلو میں وہاں سے  
 اپنی مرضی کی دو تین لڑکیاں پسند کروں گا پھر اس ہیلی کاپٹر پر وہ  
 لڑکیاں سوار کر کے ہم واپس آجائیں گے۔ ہیلی کاپٹر واپس اسی کو بھی  
 میں آکر اتارے گا۔ ہم لڑکیاں لے کر کار میں واپس چلے جائے گے اور  
 پھر ہم سب کچھ بھول جائیں گے ورنہ دوسری صورت یہ ہوگی کہ میں  
 تمہیں گولی مار کر ہلاک کر دوں گا اور تمہارے کاروبار کے سارے راز  
 اعلیٰ حکام کے سامنے رکھ دوں گا"..... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو  
 جنرل شرمائی آنکھوں میں ٹپکت چمک سی ابھرائی۔

"ٹھیک ہے بالکل ٹھیک ہے میں تیار ہوں میں بالکل ویسے ہی  
 کروں گا جیسے تم کہو گے"..... جنرل شرمائی تیز لہجے میں کہا تو عمران  
 بے اختیار مسکرا دیا وہ سمجھ گیا تھا کہ جنرل شرمائی کیوں رضا مند ہو گیا  
 ہے اسے معلوم تھا کہ جنرل شرمائی نے سوچا ہو گا کہ جب وہ جہز سے پر  
 پہنچیں گے تو وہاں جنرل شرمائی اپنے کمانڈر کو کہہ کر ان دونوں کا آسانی  
 سے خاتمہ کر دے گا۔

"یہ تم نے عقل مندانہ فیصلہ کیا ہے۔ اپنی زندگی بھی بچالی ہے  
 اور اپنا کاروبار بھی۔ یولو کس طرح بات کرتے ہو کرنل پر دھپ سے  
 ٹرانسمیٹر پر یا فون پر"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

دوست ہے وہ میرا کلاس فیلو رہا ہے میں اسے کہہ کر تمہارے لئے  
 لڑکیاں منگوا سکتا ہوں لیکن میرا اس دھندے سے کوئی تعلق نہیں  
 ہے"..... جنرل شرمائی نے جواب دیتے ہوئے کہا اسی لمحے دروازہ کھلا اور  
 ٹائیگر اندر داخل ہوا۔

"کیا ہوا"..... عمران نے پوچھا۔

"چار ملازمین تھے چاروں ہی ہاف آف کر دیئے ہیں"..... ٹائیگر نے  
 جواب دیا تو جنرل شرمائی بے اختیار چونک پڑا۔  
 "کیا۔ کیا کہہ رہے ہو ملازموں کو آف کر دیا ہے کیا مطلب"۔  
 جنرل شرمائی چونکتے ہوئے کہا۔

"تاکہ تمہارے حلق سے نکلنے والی چیخیں نہ سن سکیں"..... عمران  
 نے مسکراتے ہوئے کہا تو جنرل شرمائی بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب یہ آخر تم کیا کہہ رہے ہو"..... جنرل شرمائی کی حالت  
 دیکھنے والی ہو رہی تھی اسی لمحے عمران نے جیب سے ریوالبور نکال لیا۔  
 "سنو جنرل شرمائی آخری بار کہہ رہا ہوں کہ تم تعاون کرتے ہو یا نہیں  
 ورنہ دوسرے لمحے تمہارے دل میں ایک گولی اتر جائے گی اور میں  
 بڑے اطمینان سے کہہ دوں گا کہ تم نے مجھے گولی مارنے کی کوشش کی  
 نتیجہ یہ کہ تم میرے ہاتھوں مارے گئے اور چونکہ میں کافرستان سیکرٹ  
 سروس کا چیف ہوں اس لئے میری بات پر سب نے اعتبار کر لینا  
 ہے"..... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"مجھے گولی مار دو گے۔ تم مگر کیوں"..... جنرل شرمائی نے ایسے

رپورٹ دیتے ہی والا تھا سر..... جنرل پردیپ نے کہا تو جنرل شرما کے ساتھ ساتھ عمران بھی چونک پڑا۔

”کیا واقعہ ہوا ہے“..... جنرل شرما نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔  
 ”سر میں حسب دستور تھری ایکس راؤنڈ پر گیا ہوا تھا سر کہ اس دوران اچانک جہرے کے اندر نجلی گیلڈی میں چار مسلح افراد نظر آئے جنہیں گیلڈی میں بند کر کے بے ہوش کر دیا گیا اور پھر کیپٹن شیر سنگھ نے ان چاروں کو ریڈروم میں راڈز والی کرسیوں پر جکڑ دیا انہیں ہوش میں لایا گیا تو انہوں نے بتایا کہ وہ سمجھ رہے ہیں ان سے وہ راستہ پوچھا گیا جس سے وہ اس قدر سخت ترین چیکنگ کے باوجود اندر پہنچ جانے میں کامیاب ہوئے تو انہوں نے کہا کہ وہ صرف مجھے یہ سب کچھ بتائیں گے چنانچہ شیر سنگھ نے انہیں ویس راڈز میں ہی جکڑے رہنے دیا اور ریڈروم بند کر دیا لیکن جب میں جہرے پر پہنچا اور اس ریڈروم میں گیا تو راڈز کھلے ہوئے تھے اور وہ چاروں غائب ہو چکے تھے۔ پھر جہرہ چھان مارا گیا لیکن ان کا کہیں نام و نشان تک نہیں ملا۔ صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ اچانک چیکنگ کمیوٹر کافیز اڑ گیا تھا اسے چیک کرنے اور فیوز لگانے میں نصف گھنٹہ لگ گیا تھا اور اس نصف گھنٹے میں وہ غائب ہو گئے ہیں ہم سب بے حد پریشان ہیں“..... کرنل پردیپ نے کہا۔  
 ”یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ چار آدمی وہاں داخل ہوں اور کسی کو علم نہ ہو سکے“..... جنرل شرما نے کہا۔  
 ”اسی بات نے تو ہمیں بھی پریشان کر رکھا ہے سر“..... کرنل

”فون پر دہاں باقاعدہ وائرلیس فون ایکس چینج نصب کی گئی ہے تاکہ میرا ان سے ہر وقت رابطہ رہے“..... جنرل شرما نے کہا۔  
 ”کیا نمبر ہے اس کا“..... عمران نے ایک طرف تپائی پر پڑے فون سیٹ کو اٹھا کر اپنے سامنے رکھتے ہوئے کہا تو جنرل شرما نے فوراً ہی نمبر بتا دیا۔ عمران نے سب سے پہلے تو فون میں نصب لاؤڈر کا بٹن پریس کیا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے جنرل شرما کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے اور پھر اس نے ٹائیکر کو اشارہ کیا تو ٹائیکر نے آگے بڑھ کر فون سیٹ اٹھایا اور رسیور عمران کے ہاتھ سے لے کر وہ جنرل شرما کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے رسیور جنرل شرما کے کان سے لگا دیا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی چند لمحوں بعد رسیور اٹھائے جانے کی آواز سنائی دی۔

”ہیلو سپیشل کمانڈو سیکشن“..... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔  
 ”جنرل شرما بول رہا ہوں کرنل پردیپ سے بات کراؤ“..... جنرل شرما نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔  
 ”یہیں سر“..... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔  
 ”ہیلو سر میں کرنل پردیپ بول رہا ہوں سر“..... چند لمحوں بعد ایک اور آواز سنائی دی البتہ لہجہ مؤدبانہ تھا۔  
 ”کیا پوزیشن ہے کرنل پردیپ“..... جنرل شرما نے تیز لہجے میں کہا۔

”سر یہاں انتہائی حیرت انگیز واقعہ پیش آیا ہے سر۔ میں آپ کو

پردہ پٹنے جواب دیا۔

"یہ تو مجھے خود چیک کرنا پڑے گا۔ میں خود آ رہا ہوں اور میرے ساتھ دو مہمان بھی ہیں..... جنرل شرمائے کہا۔

"ٹھیک ہے سر بلکہ بہتر ہے سر کہ آپ خود یہاں آکر اس معاملے کو چیک کر لیں کیونکہ آپ جیسی ذہانت تو بہر حال ہم میں نہیں ہے۔" دوسری طرف سے خوشامد اندہ لہجے میں کہا گیا۔

"اوکے میرا انتظار کرو..... جنرل شرمائے کہا اور ٹائیگر نے رسیور اس کے کان سے ہٹایا اور فون آف کر دیا۔

"یہ نجانے کون لوگ ہوں گے اور کیسے وہاں پہنچے ہوں گے۔" جنرل شرمائے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"جو بھی ہوں گے بھاگ ہی گئے ناں اب ہیلی کاپٹر منگواؤ اور یہ بتاؤ کہ ہیلی کاپٹر کا پائلٹ جہارے اور کرنل پردہ کے بارے میں جانتا ہے یا نہیں..... عمران نے کہا۔

"میں تو وہیں اڈے سے ہی ہیلی کاپٹر خود چلا کر جاتا ہوں۔" جنرل شرمائے کہا۔

"کوئی بات نہیں ہم پائلٹ کر پابند کر دیں گے کہ وہ ہیلی کاپٹر میں ہی رہے..... عمران نے کہا اور جنرل شرمائے اشتباہ میں سر ہلا دیا۔

"نمبر بتاؤ..... عمران نے کہا تو جنرل شرمائے فوراً ہی نمبر بتا دیئے تو عمران کے اشارے پر ٹائیگر نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے پھر اس نے رسیور ایک بار پھر جنرل شرمائے کے کان سے لگا

دیا۔

"میس ڈیفنس ایئر پورٹ تھری..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"جنرل شرما بول رہا ہوں..... جنرل شرمائے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"میس سرس سر حکم سر..... دوسری طرف سے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کیپٹن کمانڈر سے بات کراؤ..... جنرل شرمائے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"میس سر..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میس سر کیپٹن پیارے لعل بول رہا ہوں سر..... چند لمحوں بعد ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

"کیپٹن پیارے لعل میری کوٹھی پر ایک ڈبل ایکس ہیلی کاپٹر بھجواؤ فوراً ابھی میں نے ایئر جنسی نوڈ پر جانا ہے..... جنرل شرمائے تیز لہجے میں کہا۔

"میس سر حکم کی تعمیل ہوگی سر..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے..... جنرل شرمائے کہا تو ٹائیگر نے رسیور ہٹایا اور فون پر رکھ کر اس نے فون سیٹ میز پر رکھ دیا۔

"باہر جاؤ اور ہیلی کاپٹر کا انتظار کرو..... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اشتباہ میں سر ہلا دیا اور تیزی سے بیردنی دروازے کی طرف بڑھ

گیا۔

"اب میرا گاؤں اونچا کرو میں اس حالت میں بیٹھے بیٹھے بری طرح تھک گیا ہوں"..... جنرل شرمانے کہا۔  
 "پہلے یہ بتاؤ کہ تم وہاں پہنچنے کے بعد کیا کرتے ہو۔ کیا وہاں جہارے کوئی اشارے مخصوص ہیں"..... عمران نے کہا تو جنرل شرما بے اختیار چونک پڑا۔

"تم یہ بات کیوں پوچھ رہے ہو"..... جنرل شرمانے کہا۔  
 "اس لئے کہ کہیں تم انہیں کوئی خاص اشارہ کر دو اور وہ ہیلی کاپٹر سے نکلے ہی ہم پر فائر کھول دیں"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوه نہیں ایسی کوئی بات نہیں وہاں جہارے پر ہیلی پیڈ بنا ہوا ہے ہیلی کاپٹر وہاں اترتا ہے اور کرنل پردیپ اور اس کا نائب کیپٹن شیر سنگھ وہاں استقبال کے لئے موجود ہوتے ہیں"..... جنرل شرمانے جواب دیا۔

"وہاں کتنے کمانڈوز ہیں اور کیا کیا انتظامات ہیں"..... عمران نے پوچھا۔

"ڈیڑھ سو کمانڈوز وہاں کی حفاظت کرتے ہیں اور چیکنگ کمیونٹر نصب ہیں انتہائی جدید کمیونٹر"..... جنرل شرمانے کہا۔

"اس کے باوجود چار آدمی وہاں پہنچ گئے اور جہارے جدید کمیونٹر انہیں چیک ہی نہ کر سکے"..... عمران نے کہا تو جنرل شرمانے بے

اختیار ہونٹ سکیڈئے۔

"یہی بات تو میری سمجھ میں نہیں آرہی ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے"..... جنرل شرمانے جواب دیا۔

"وہاں کتنی لڑکیاں موجود ہوں گی"..... عمران نے کہا۔  
 "چار ساڑھے چار سو لڑکیاں تو ہیں اس بار تو ویسے بھی سنا ہے کہ بہترین مال ملا ہے"..... جنرل شرمانے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔  
 "کس کس ملک سے یہ لڑکیاں لائی جاتی ہیں"..... عمران نے پوچھا۔

"یہ مجھے نہیں معلوم شام سنگھ کو معلوم ہو گا یہ اسی کا دھندہ ہے میرا کام تو اس جہاز کی مکمل حفاظت کرنا ہے اگر میں وہاں کی حفاظت نہ کروں تو وہاں کوئی ایک لڑکی بھی نہ رہنے دیں۔ بے شمار جرائم پیشہ گروپ سمندر میں پھرتے رہتے ہیں لیکن میری وجہ سے وہ کچھ نہیں کر سکتے"..... جنرل شرمانے کہا۔

"جہارے جو کمانڈوز وہاں کام کرتے ہیں وہ اس بارے میں حکومت کو کوئی رپورٹ نہیں دیتے"..... عمران نے کہا۔

"نہیں انہیں ہر ماہ انتہائی معقول رقم مل جاتی ہے اور اس کے علاوہ ان کے ساتھ عام حالات میں انتہائی خصوصی رعایت کی جاتی ہے"..... جنرل شرمانے جواب دیا۔

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ شام سنگھ کہاں ہو گا مجھے تو معلوم ہوا ہے کہ وہ غائب ہو چکا ہے"..... عمران نے کہا تو جنرل شرما بے اختیار



شرمانے کہا۔

”پھر کیا ضرورت ہے اس سے بات کرنے کی بعد میں ہی۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے باہر سے ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی۔

”مجھے ٹھیک کر دو ورنہ وہ پائلٹ مجھے اس حالت میں دیکھ لے گا۔“ جنرل شرمانے ہیلی کاپٹر کی آواز سنتے ہی پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”پریشان ہونے کی ضرورت نہیں جنرل شرما وہ یہاں نہیں آئے گا میرا آدمی بے حد عقل مند ہے وہ اسے باہر ہی رکھے گا۔“ عمران نے کہا۔

”لیکن مجھے ٹھیک تو کرونا اب جب کہ میں تمہارے ساتھ پورا تعاون کر رہا ہوں تو پھر تم نے مجھے اس حالت میں کیوں رکھا ہوا ہے۔“ جنرل شرمانے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا کوئی جواب دیتا۔ دروازہ کھلا اور ٹائیگر اندر داخل ہوا ہیلی کاپٹر پہنچ گیا ہے باس۔“ ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”پائلٹ کا کیا ہوا۔“ عمران نے پوچھا۔

”فی الحال تو ہاف آف کیا ہے ویسے آپ جیسے حکم دیں۔“ ٹائیگر نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے جاؤ اور میک اپ باکس لے آؤ۔“ جنرل شرما کا

قد و قامت تم سے ملتا ہے اب تم نے جنرل شرما بننا ہے۔“ عمران

ہنس پڑا۔

”ہاں سب کے لئے وہ غائب رہتا ہے لیکن میرے لئے نہیں وہ اپنی رہائش گاہ پر ہی ہے لیکن روپ بدل کر عام طور پر وہ اپنے کمرے میں ہی رہتا ہے اور یہی ظاہر کرتا ہے کہ وہ دونوں ٹانگوں سے معذور ہے لیکن روپ بدل کر وہ اپنی رہائش گاہ کے ایک خفیہ حصے میں منتقل ہو جاتا ہے اور وہاں تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔“ جنرل شرمانے کہا۔

”اس سے تمہاری فون پر تو بات ہوتی رہتی ہوگی۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں ابھی تمہارے آنے سے کچھ دیر پہلے ہی اس سے بات ہوئی ہے۔“ جنرل شرمانے جواب دیا۔

”کیا نمبر ہے اس کا۔“ عمران نے پوچھا۔

”کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو تم نے اس سے کیا لینا ہے۔“ جنرل شرمانے چونک کر کہا۔

”میں نے اس سے کیا لینا ہے میں اس سے اپنا تعارف کرانا چاہتا ہوں تاکہ وہ اپنی اوقات میں رہے۔“ عمران نے جواب دیا تو جنرل شرمانے نمبر بتا دیا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے لیکن پھر اس نے کب ڈیل دبا دیا۔

”وہ تو روپ بدلے ہوئے ہوگا پھر کیسے بات کرے گا۔“ عمران نے چونک کر کہا۔

”وہ صرف مجھ سے بات کرے گا اور کسی سے نہیں۔“ جنرل

”وہاں انتہائی جدید ترین چیکنگ کمپیوٹر ہے ڈبل ون ایکس ون ٹائپ کا“..... جنرل شرمانے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔  
 ”اوہ اس قدر جدید ترین کمپیوٹر تمہیں کہاں سے مل گیا۔“ عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا کیونکہ یہ واقعی انتہائی جدید ترین اور انتہائی طاقتور چیکنگ کمپیوٹر تھا اور یہ واقعی فضا میں بھی اپنی مخصوص بہروں کی مدد سے چیکنگ کر سکتا تھا۔  
 ”شیام سنگھ نے ایکری میا سے منگو کر دیا ہے۔ ایک سال پہلے میں نے اسے جہرے پر نصب کیا ہے“..... جنرل شرمانے جواب دیا اسی لمحے ٹائیگر اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں میک اپ باکس تھا۔  
 ”اب اس کی ضرورت نہیں رہی“..... عمران نے کہا تو ٹائیگر چونک پڑا۔

”وہ کیوں باس“..... ٹائیگر نے حیران ہو کر کہا۔  
 ”وہاں انتہائی جدید ترین اور انتہائی طاقتور چیکنگ کمپیوٹر نصب ہے اس لئے میک اپ فضا میں ہی چیک کر لیا جائے گا“..... عمران نے کہا۔  
 ”اوہ پھر باس“..... ٹائیگر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔  
 ”جنرل شرما کو ہاف آف کر دو“..... عمران نے کہا۔  
 ”کیا کیا کہہ رہے ہو“..... جنرل شرمانے چونک کر کہا لیکن ٹائیگر نے تیزی سے آگے بڑھ کر اس کی کنپٹی پر مکہ جڑ دیا اور جنرل شرما جھٹکا ہوا پہلو کے بل صوفے پر گر کر اور پھر اوندھے منہ نیچے قالین پر جا گر۔ ٹائیگر

نے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔  
 ”یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب ہو اس بات کا“..... جنرل شرما نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔  
 ”تم انتہائی احمق آدمی ہو جنرل شرما مجھے معلوم ہے کہ تمہارے ذہن میں کیا پلاننگ ہے یہی ناں کہ جب تم ہمیں ساتھ لے کر جہرے پر پہنچو گے تو وہاں چونکہ ہم دو آدمی ہوں گے اور تمہارے وہاں ڈیڑھ سو کمانڈوز موجود ہوں گے اس لئے تم ہمیں وہاں قابو کر کے ہلاک بھی کر سکتے ہو اور ہماری لاشیں بھی غائب کر سکتے ہو لیکن ہم بہر حال اتنے احمق نہیں ہیں کہ اتنی معمولی سی بات بھی نہ سمجھ سکیں۔  
 میرا آدمی تمہارے میک اپ میں میرے ساتھ وہاں جائے گا۔ اس کے بعد ہم ظاہر ہے وہی کچھ کریں گے جو ہمارا جی چاہے گا“..... عمران نے کہا۔  
 ”اوہ اوہ ایسا مت کرنا ورنہ تمہارا ہیلی کاپٹر نیچے سے ہی اڑا دیا جائے گا۔ اس سے پہلے کہ ہیلی کاپٹر وہاں اترے کمپیوٹر انز بہرے اسے چیک کریں گی اور تمہارے ساتھی کا میک اپ فوراً چیک کر لیا جائے گا۔ ایسا مت کرنا ورنہ تم مارے جاؤ گے“..... جنرل شرمانے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔  
 ”کس قسم کا کمپیوٹر وہاں موجود ہے“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

کہا۔

”تو پھر تم وہاں گئے کیا سوچ کر گئے تھے اور؟“..... عمران کا ہلچہ  
بھلے سے بھی زیادہ سرد ہو گیا۔

”ہمارا خیال تھا کہ وہاں مجرم ہوں گے ہم اندر پہنچ کر جہیرے پر  
قبضہ کر لیں گے اور اس کے بعد کسی بھی ذریعے سے کسی بھی وقت ان  
لڑکیوں کو کشتیوں کے ذریعے وہاں سے نکال کر بین الاقوامی سمندر  
میں پہنچا دیا جائے گا اور وہاں سے انہیں ان کے گھروں یا ملک بھیج دیا  
جائے گا لیکن وہاں جا کر معلوم ہوا کہ صورت حال ہماری توقع سے  
کبھی زیادہ پیچیدہ اور مختلف تھی۔ اس کے باوجود شاید ہم واپس نہ آتے  
لیکن ہمیں وہاں ایک ایسی ٹپ مل گئی جس سے ہمارا مقصد پورا ہو  
سکتا تھا چنانچہ ہم واپس ہو گئے اور اس وقت بھی ہم کا پانچ پورم جہیرے  
کے قریب ایک جہیرے میں موجود ہیں اور؟“..... صدیقی نے کہا۔  
”کیا ٹپ ملی تھی تمہیں تفصیل سے بتاؤ اور؟“..... عمران نے  
ہونٹ ہجائے ہوئے کہا۔

”نیلامی مکمل ہونے کے بعد رات کو اس جہیرے سے تمام لڑکیوں  
کو ایک بڑے جہاز میں سوار کر کے بین الاقوامی سمندر میں لے جایا جاتا  
ہے۔ اس دوران کافرستانی بحریہ اس جہاز کی حفاظت کرتی ہے۔ بین  
الاقوامی سمندر میں ایک جہیرہ ہے جس کا نام اندر ناٹھ ہے۔ وہاں اس  
جہیرے پر یا اس کے قریب لڑکیاں خریدنے والے سمجھنوں کے سٹیمر یا  
جہاز موجود ہوتے ہیں وہاں ان لڑکیوں کو تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ جن

کی لات حرکت میں آئی اور جنرل شرما ایک بار پھر بچھا اور پھر تڑپ کر  
ساکت ہو گیا۔ عمران نے اس دوران جیب سے ایک جدید ساخت کا  
ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔  
”ہیلو ہیلو ٹو نیکل سٹار کاننگ اور؟“..... عمران نے بار بار کال  
دینا شروع کر دی۔

”میں فور سٹارز اسٹنڈنگ یو اور؟“..... کافی دیر بعد ٹرانسمیٹر سے  
کال رسیو کی گئی اور صدیقی کی آواز سنائی دی۔  
”تم جہیرے پر گئے تھے اور؟“..... عمران نے کہا۔  
”ہاں لیکن آپ کو کیسے علم ہوا اور؟“..... دوسری طرف سے  
حیرت بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔  
”وہاں پہنچنے کے بعد واپسی کیوں ہوئی اور؟“..... عمران نے سرد  
لہجے میں کہا۔

”وہاں کی صورت حال ہماری توقع کے برعکس تھی۔ وہاں دو تین  
سو اہتہائی تربیت یافتہ کمانڈوز موجود ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ وہاں  
اہتہائی جدید ترین کمپیوٹر بھی نصب ہیں۔ اگر ہم وہاں کارروائی کرتے تو  
ہو سکتا ہے کہ صورت حال کو ہم پوری طرح کنٹرول نہ کر سکتے۔ اس  
کے علاوہ وہاں چار سو کے قریب لڑکیاں موجود ہیں۔ پہلی بات تو یہ  
تھی کہ اس کارروائی کے دوران ان سب کی ہلاکت کا بھی خطرہ تھا اور  
دوسری بات یہ کہ ہمارے پاس ان کے لے جانے کا کوئی بندوبست ہی  
نہ تھا اور بحریہ جہرموں کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور؟“..... صدیقی نے

"ٹھیک ہے میں پہنچ رہا ہوں اور اینڈ آف..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور اسے اٹھا کر جیب میں رکھا اور پھر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ٹائیگر تم فوری طور پر اس جنرل شرما کا میک اپ کرو اور اس کا لباس اتار کر پہن لو۔ تم نے اب میرے ساتھ بطور جنرل شرما باہر جانا ہے جلدی کرو"..... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ اس کی کوئی خاص وجہ ہے باس..... ٹائیگر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں جنرل شرما فوج کا جنرل ہے اور اگر اس کی لاش یہاں ملی تو سارا زور سیکرٹ سروس کے چیف شاگل پر آجائے گا اور ہو سکتا ہے کہ وہ سمجھ جائے کہ میں اس کے روپ میں یہاں آیا ہوں تو پھر اس نے پوری سیکرٹ سروس ہمارے پیچھے لگا دی ہے اس لئے میں جنرل شرما کو زندہ حالت میں ساتھ لے جانا چاہتا ہوں۔ رستے میں کسی جگہ ہم کار بھی چھوڑ دیں گے اور جنرل شرما کی لاش بھی اس کے بعد وہ لوگ جو چاہے کرتے رہیں"..... عمران نے کہا۔

"لاش لیکن یہ تو زندہ ہے اور ہم ہیلی کاپٹر پر کیوں نہ چلے جائیں"..... ٹائیگر نے کہا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو ہیلی کاپٹر فوجی ہے اور یہ ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوتے ہی چٹیک ہونا شروع ہو جائے گا"..... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

جن ہینکسٹنوں نے جو جو لڑکیاں خریدی ہوتی ہیں وہاں ان کے حوالے کر دی جاتی ہیں اور یہ ساری کارروائی منڈی والا دن گزارنے کے بعد رات کو دس بجے ہوتی ہے اور منڈی کا دن کل ہے اس لئے کل رات کو یہ کارروائی ہوگی اس لئے میں نے سوچا کہ اس جہیز پر کارروائی کرنے کی بجائے کیوں نہ یہ کارروائی بین الاقوامی سمندر میں اس اندر ناٹھ جہیز پر کی جائے تاکہ لڑکیوں کو تو بچایا جاسکے۔ اس لئے ہم واپس لگے اور..... صدیقی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم اس وقت کون سے جہیز پر ہو اور"..... عمران نے پوچھا۔

"ہم ایک چھوٹے سے جہیز ماکالی پر موجود ہیں۔ یہ جہیز ایک بین الاقوامی سمگر تنظیم نائٹ وایج کے قبضے میں ہے میں نے کاغذی پورم جہیز پر پہنچنے کے لئے اس تنظیم کی ٹپ حاصل کی تھی اور"..... صدیقی نے جواب دیا۔

"اس جہیز کی تفصیل بتاؤ میں خود آ رہا ہوں اور"..... عمران نے کہا۔

"آپ کس جہیز پر آئیں گے اور"..... صدیقی نے پوچھا۔

"فوجی ہیلی کاپٹر کے ذریعے اور"..... عمران نے کہا۔

"اوہ پھر تو خطرہ ہو گا شاید تنظیم اسے پسند نہ کرے آپ ایسا کریں کہ ساحل سمندر پر جہاں لائچوں کا مخصوص گھاٹ ہو وہاں پہنچ جائیں میں بھی وہیں پہنچ جاؤں گا پھر میں آپ کو لائچ پر جہیز پر لے جاؤں گا اور"..... صدیقی نے کہا۔



عمران اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کرنے اور ان کے خاتمے کا کام سونپ دیا تھا۔ تاکہ انہیں ہر طرف سے گھیرا جاسکے۔ گو اسے بہرام اور اشوک ہمتا کی باتیں سن کر اس بات کی امید نہ تھی کہ سورا جگر روپ اس عمران یا اس کے ساتھیوں کو ٹریس کر کے ان کا مقابلہ کر سکے گا لیکن اسے دلیر سنگھ کی صلاحیتوں پر اعتماد تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اگر دلیر سنگھ نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا سراغ لگالیا تو پھر وہ اسے بہر حال پریشان ضرور کرتا رہے گا اور وہ آسانی سے کانچی پورم منڈی کے خلاف کام نہ کر سکے گا اسے اس وقت اصل فکر منڈی کی طرف سے تھی گو منڈی کا تمام تر کنٹرول اس کے پارٹنر جنرل شرما کے ہاتھ میں تھا جو کمانڈ فورس کا انچارج تھا اور اسے معلوم تھا کہ جریمہ اب کمانڈ فورس کے کنٹرول میں ہے جس پر قابو پانا ناممکن ہے اس کے باوجود اسے بہر حال اس کی طرف سے فکر ضرور تھی۔ ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی وہ سمجھ گیا کہ یہ کال دلیر سنگھ کی طرف سے ہوگی کیونکہ دلیر سنگھ ہی اس کے اس نمبر سے واقف تھا۔

”یس سورا جگر سنگھ سپیکنگ“..... رسیور اٹھاتے ہی شیا م سنگھ نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

”دلیر سنگھ بول رہا ہوں باس“..... دوسری طرف سے ایک ہماری آواز سنائی دی لیکن لہجہ مودبانہ تھا۔

”ہاں کیا رپورٹ ہے“..... شیا م سنگھ نے کہا۔

”باس وہ عمران اور اس کے ساتھی تو ٹریس نہیں ہو سکے البتہ میں

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی شیا م سنگھ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا وہ اس وقت پہلے سے مختلف میک اپ میں تھا اور اپنی رہائش گاہ کے علیحدہ حصے میں موجود تھا۔ اس نے شروع سے ہی اپنے دور روپ رکھے ہوئے تھے جن میں سے ایک روپ میں تو وہ شیا م سنگھ تھا جب کہ دوسرے روپ میں اس کا نام سورا جگر سنگھ تھا اور سورا جگر سنگھ کے طور پر بھی اس نے ایک خاصی بڑی تنظیم قائم کی ہوئی تھی جسے اس کی عدم موجودگی میں اس کا نائب دلیر سنگھ کنٹرول کرتا تھا۔ دلیر سنگھ بھی شیا م سنگھ کے اصل روپ سے واقف نہ تھا۔ چنانچہ جب بہرام اور اشوک ہمتا کے کہنے پر اس نے منڈی کی تکمیل تک انڈر گراؤنڈ رہنے کا فیصلہ کیا تو اس نے سورا جگر سنگھ کا مخصوص میک اپ کیا اور اس حصے میں آگیا جسے وہ سورا جگر سنگھ کے طور پر استعمال کرتا تھا۔ یہاں پہنچ کر اس نے اپنے اس گروپ کو جسے اس نے سورا جگر روپ کا نام دے رکھا تھا

معلوم ہو جاتے ہیں۔ مجھے معلوم تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی یقیناً آپس میں بات کرنے کے لئے کسی نہ کسی وقت ٹرانسمیٹر کا استعمال کریں گے اس طرح میں آسانی سے ان کی کال کرنے والی جگہ کو ٹریس کر کے انہیں بھی ٹریس کر لوں گا۔ سہتاچہ میں نے کالیں انتہائی احتیاط سے چیک کرنا شروع کر دیں اور پھر یہ کال سامنے آئی گو اس میں عمران کا نام تو نہیں آیا لیکن کانچی پورم جریرے کا نام آگیا اور میں نے اس کال کو نہ صرف محفوظ کر لیا بلکہ اس کا منیچ چیک کر لیا۔..... دلیر سنگھ نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کال مجھے سنواؤ۔..... شیام سنگھ نے کہا۔

"میں باس۔..... دوسری طرف سے دلیر سنگھ نے جواب دیا اور پھر چند لمحوں بعد ایک آواز سنائی دینے لگی۔

"ہیلو ہیلو ٹوٹل سٹار کالنگ اور۔..... ایک آواز بار بار سنائی دے رہی تھی۔

"میں فور سٹارز انڈنگ یو اور۔..... کچھ دیر بعد ایک اور آواز سنائی دی اور پھر ان دونوں کے درمیان گفتگو کا آغاز ہو گیا اور شیام سنگھ ہونٹ پیچھے خاموش بیٹھا یہ گفتگو سنتا رہا۔ جب اس فور سٹار نے لڑکیوں کے جہاز میں اندر ناٹھ جریرے پر لے جانے کی بات کی تو شیام سنگھ کے چہرے پر زلزلے کے سے تاثرات ابھر آئے لیکن وہ خاموش بیٹھا رہا۔ پھر ٹرانسمیٹر کال ختم ہو گئی۔

"آپ نے کال سن لی باس۔ فوراً بعد ہی دلیر سنگھ کی آواز سنائی دی۔

نے ایک انتہائی پراسرار ٹرانسمیٹر کال کچ کر لی ہے جس میں کانچی پورم جریرے کا بھی ذکر ہے اور نائٹ وائج نامی تنظیم کا بھی۔ آپ کو تو معلوم ہو گا کہ نائٹ وائج تنظیم ہماری مخالف تنظیم ہے اور باس جب میں نے اس جگہ کا سراغ لگایا جہاں سے یہ کال کی جا رہی تھی تو باس انتہائی حیرت انگیز بات سامنے آئی کہ یہ کال جنرل شرما کی سرکاری رہائش گاہ سے کی جا رہی تھی۔..... دلیر سنگھ نے کہا تو شیام سنگھ بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا مطلب میں تمہاری بات نہیں سمجھا۔ جنرل شرما کی سرکاری رہائش گاہ سے کال کیسے کی جاسکتی ہے اور اس میں کانچی پورم جریرے کا ذکر کیسے آسکتا ہے۔ کانچی پورم جریرہ تو شیام سنگھ کی ملکیت ہے اور وہی وہاں لڑکیوں کی منڈی لگاتا ہے جنرل شرما کا وہاں کیا کام۔..... شیام سنگھ نے جان بوجھ کر مخصوص انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"وہ تو مجھے معلوم ہے باس اور آپ نے ہی بتایا تھا کہ یہ عمران اور اس کے ساتھی بھی شیام سنگھ اور اس کی منڈی کے خلاف کام کرنے کے لئے کافرستان آئے ہوئے ہیں اور شیام سنگھ نے ہی آپ کو یہ مشن سونپا ہے کہ ان کو ٹریس کر کے ختم کیا جائے اس لئے تو کانچی پورم جریرے کا نام سننے ہی میں چونک پڑا۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ میں نے اپنے ہیڈ کوارٹر میں ٹرانسمیٹر کالز کچ کرنے کے انتظامات کئے ہوئے ہیں کیونکہ مجرم اور دوسرے گروپ ٹرانسمیٹر کالز کو فون کال کی نسبت محفوظ خیال کرتے ہیں اس لئے ٹرانسمیٹر کالز کی وجہ سے انتہائی اہم راز

"اوہ آپ۔ میں ملٹری پولیس کا چیف راجندر کمار بول رہا ہوں۔ جناب جنرل شرما کی لاش ہائی آفیسرز کالونی سے کافی فاصلے پر سڑک کے کنارے چھاڑیوں سے دستیاب ہوئی ہے۔ جب مجھے اس کی اطلاع ملی تو میں یہاں ان کی رہائش گاہ پر آیا تو یہاں ان کے تمام ملازمین بے ہوش پڑے ہوئے ملے ہیں یہاں فوجی ہیلی کاپٹر بھی موجود ہے۔ اس کا پائلٹ بھی بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ ہم اس سلسلے میں انکوائری کر رہے تھے کہ آپ کی کال ملی ہے۔"..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا اور شام سنگھ مسکرا دیا کہ کیونکہ بحیثیت شام سنگھ اس کے ملٹری پولیس کے چیف راجندر کمار پر بے حد احسانات تھے اس لئے وہ اس کا ہمیشہ ممنون احسان رہتا تھا اس لئے اس نے اسے پوری تفصیل بتا دی۔

"لیکن ایسا کس نے کیا ہے۔"..... شام سنگھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چیک پوسٹ کے مطابق انہیں صدر مملکت کی طرف سے فون آیا کہ کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف جناب شاگل صاحب جنرل شرما سے خفیہ ملاقات کے لئے آ رہے ہیں ان کو چیک پوسٹ پر نہ روکا جائے اور ساتھ ہی یہ ہدایت بھی کی گئی اس کی اطلاع جنرل شرما تک بھی نہیں پہنچی چلتے۔ چنانچہ چیک پوسٹ پر موجود کیپٹن نے اجازت نامے کا کارڈ پہلے ہی تیار کر لیا پھر چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس اپنی مخصوص کار میں پہنچے تو انہیں کارڈ دے دیا گیا اور کیپٹن نے اپنا

"ہاں میں نے سن لی ہے لیکن کیا اس کال کا منبع واقعی جنرل شرما کی سرکاری رہائش گاہ ہی نہیں ہوا ہے۔"..... شام سنگھ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میں باس۔"..... دوسری طرف سے دلیر سنگھ نے اہتائی اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے وہاں لانچ گھاٹ پر آدمی بھیجے ہیں۔" شام سنگھ نے پوچھا۔

"نو باس کیونکہ وہاں تو بے پناہ رش ہوتا ہے اور میرے آدمی بہر حال انہیں شکوں سے نہیں پہنچاتے اور باس جس جہیزے کی بات ہو رہی ہے وہ واقعی نائٹ ڈاچ والوں کے قبضے میں ہے اور آپ جانتے ہیں کہ نائٹ ڈاچ بہت بڑی تنظیم ہے میرے آدمی وہاں جانے سے ان کے ہاتھوں ہلاک بھی ہو سکتے تھے۔"..... دلیر سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے تم بہر حال مزید کالوں کو چیک کرتے رہو میں اس سارے سلسلے کو خود دیکھ لوں گا۔" شام سنگھ نے کہا اور ہاتھ مار کر اس نے کریڈل دیا اور پھر تیزی سے منبرِ دائل کرنے شروع کر دیے۔

"میں۔"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک کرخت سی آواز سنائی دی اور شام سنگھ بے اختیار چونک پڑا۔

"جنرل شرما سے بات کرائیں میں ان کا دوست شام سنگھ بول رہا ہوں۔"..... شام سنگھ نے اس بار اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

تھا کہ اس عمران کو یہ بات معلوم ہو گئی تھی کہ جنرل شرما دراصل کانچی پورم منڈی کا انچارج ہے سبجانہ وہ چیف آف سیکرٹ سروس کا روپ دھار کر وہاں پہنچا اور پھر شاید اس نے ہیلی کاپٹر منگوایا تاکہ وہاں جائے لیکن پھر شاید اسے معلوم ہو گیا کہ وہاں جا کر وہ پھنس بھی سکتا ہے تو اس نے اپنے ساتھیوں کو کال کیا اور پھر وہاں سے نکل گئے اور اب وہ اس جریرہ ماکالی پر پہنچیں گے اور پھر وہاں سے وہ لوگ لازماً کل رات کو اندر ناتھ جریرے کے قریب نیلام شدہ لڑکیوں کے جہاز پر حملہ کریں گے۔ وہ کافی دیر تک بیٹھا سوچتا رہا پھر سیور اٹھایا اور تیزی سے منبر ڈائل کرنے شروع کر دینے۔

”یہ کانچی پورم جریرہ“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

”کرنل پردیپ سے بات کرؤ میں شام سنگھ بول رہا ہوں۔“ شام سنگھ نے اہتائی سخت اور تھکمانے لہجے میں کہا۔

”اوہ یس سر ہو لڈ آن کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔  
”ہیلو کرنل پردیپ بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”کرنل پردیپ میں شام سنگھ بول رہا ہوں“..... شام سنگھ نے کہا۔

”یہ سر۔ لیکن آپ نے کیسے کال کر دی آپ تو ان دنوں کال نہیں کیا کرتے“..... کرنل پردیپ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

سپاہی بھی ساتھ بھیجا تاکہ وہ انہیں جنرل شرما کی رہائش گاہ تک پہنچا دے۔ پھر فوجی ہیلی کاپٹر کو ان کی رہائش گاہ پر اترتے دیکھا گیا۔ اس کے بعد چیف آف سیکرٹ سروس کی کار واپس چیک پوسٹ پر پہنچی تو چیف کے ساتھ جنرل شرما بھی کار میں موجود تھے البتہ چیف کے ساتھ جو پہلے آدمی اندر گیا تھا وہ کار میں موجود نہ تھا لیکن ظاہر ہے چیک پوسٹ والے کچھ معلوم نہیں کر سکتے تھے اس کے بعد اچانک ملٹری پولیس والوں کی جنرل شرما کی لاش گشت کے دوران نظر آگئی اور مجھے اطلاع دی گئی میں فوراً ان کی رہائش گاہ پر پہنچا تو وہاں ان کے ملازم اور ہیلی کاپٹر پائلٹ بھی بے ہوش پڑا ہوا تھا..... راجندر کمار نے ایک بار پھر تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

”تو اس کا مطلب ہے جنرل شرما کو چیف آف سیکرٹ سروس نے ہلاک کیا ہے“..... شام سنگھ نے کہا۔

”جی نہیں میں نے معلومات کی ہیں۔ صدر صاحب کے ملٹری سیکرٹری نے بتایا ہے کہ صدر صاحب کی طرف سے چیک پوسٹ کو کوئی کال نہیں کی گئی اور چیف آف سیکرٹ سروس کسی اپنے خفیہ مشن پر گزشتہ ایک ہفتے سے کافرستان سے باہر گئے ہوئے ہیں اس لئے یہ سب پراسرار واقعات کی گئی ہے“..... راجندر کمار نے کہا۔

”نھیک ہے اب سوائے افسوس کے اور کیا کیا جاسکتا ہے“۔ شام سنگھ نے کہا اور سیور رکھ دیا۔ اب بات اس کی سمجھ میں آگئی تھی کہ یہ ٹرانسمیٹر کال کیوں جنرل شرما کی رہائش گاہ سے کی گئی تھی اس کا مطلب



یہ علم ہو گیا کہ تم اور جہار اسیکشن خفیہ طور پر جریرے پر ڈیوٹی دے رہا ہے تو معاملہ بے حد بگڑ جائے گا اور جہار اور جہارے ساتھیوں کا کورٹ مارشل بھی ہو سکتا ہے اس لئے تم فوری طور پر اپنے ساتھیوں سمیت اس جریرے کو چھوڑ دو اور واپس اپنی ڈیوٹی پر پہنچ جاؤ میرے آدمی خود ہی جریرے کو سنبھال لیں گے۔۔۔۔۔ شام سنگھ نے کہا۔

”اوہ واقعی ان حالات میں تو یہ ضروری ہو گیا ہے لیکن ہماری فوری واپس کے بعد تو یہاں اکیلی لڑکیوں ہی رہ جائیں گی ان کا کیا کرنا ہوگا آپ کے آدمیوں کو تو یہاں تک پہنچنے میں بہر حال وقت لگے گا۔۔۔۔۔ کرنل پردیپ نے کہا۔

”تم ایسا کرو کہ بے ہوش کر دینے والی گیس کو پورے جریرے پر پھیلا دو تاکہ وہاں موجود تمام لڑکیاں بے ہوش ہو جائیں پھر میرے آدمی خود ہی انہیں سنبھال لیں گے اور سنو جہار اور جہارے پورے گروپ کا معاوضہ بہر حال تمہیں مل جائے گا اور اب جب کہ جنرل شرما ہلاک ہو گیا ہے تو اب جنرل شرما کے حصے کا معاوضہ بھی تمہیں ہی ملے گا اور آئندہ بھی تمہیں ملتا رہے گا لیکن شرط یہی ہے کہ کسی کو تمہاری یا جہارے ساتھیوں کی اس کاروبار میں شمولیت کا علم نہ ہو سکے۔۔۔۔۔ شام سنگھ نے کہا۔

”اوہ آپ بے فکر رہیں ایسا ہی ہوگا۔ میں سنبھال لوں گا۔۔۔۔۔ کرنل پردیپ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او کے پھر تم فوری طور پر وہاں سے نکلو اور اپنی سرکاری ڈیوٹی پر

”حالات ہی ایسے ہو گئے ہیں کہ مجھے فوری کال کرنی پڑی ہے۔ جنرل شرما کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔۔۔۔۔ شام سنگھ نے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ یہ کیسے ممکن ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کرنل پردیپ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں تقریباً چیختے ہوئے کہا۔

”ایسا ہو گیا ہے تمہیں معلوم ہوگا کہ جہارے جریرے پر چار آدمی پراسرار طور پر پہنچے تھے کیا تمہیں معلوم بھی ہے یا نہیں۔۔۔۔۔ شام سنگھ نے کہا۔

”ہاں مجھے معلوم ہے اور میں نے جنرل شرما کی کال آنے پر انہیں بتا دیا تھا اس پر جنرل شرما نے کہا تھا کہ وہ خود جریرے پر آ رہے ہیں اور اب تک ہم ان کی آمد کا انتظار کر رہے ہیں اور اب آپ کہہ رہے ہیں کہ انہیں ہلاک کر دیا گیا ہے کس نے ایسا کیا ہے۔۔۔۔۔ کرنل پردیپ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن اس کا بوجھ پہلے کی نسبت کافی سنبھلا ہوا تھا۔

”یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک گروپ ہے جو ہمارے مخالفوں کی شہ پر ہمیں ختم کرنے کے لئے کام کر رہا ہے۔ وہ چاروں آدمی بھی اسی گروپ کے ہی تھے اور ان کے دوسرے ساتھی جنرل شرما کے پاس پہنچے اور انہیں وہاں سے نکال کر لے گئے اور انہیں ہلاک کر دیا اور اب وہ یقیناً مزید کارروائی کریں گے اور دوسری بات یہ کہ جنرل شرما کی موت سے اعلیٰ حکام یقیناً بوکھلا جائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ اعلیٰ حکام جہارے اور جہارے ساتھیوں کے خلاف ہو جائیں۔ اگر اعلیٰ حکام کو



تفصیلات حاصل کرنا چاہتے ہوں گے تم نے یقیناً انہیں سارا سیٹ آپ بتا دیا ہوگا۔..... شام سنگھ نے کہا۔

”میں سر وہ تو ظاہر ہے بتانا ہی پڑتا ہے۔“ جیکب نے جواب دیا۔  
”پھر معاملہ اور بھی سنجیدہ ہو جاتا ہے۔ تمہارا نائب ٹونی بھی اس نئی پارٹی سے ملتا تھا۔..... شام سنگھ نے پوچھا۔

”نہیں جناب وہ تو اپنے اڈے پر تھا وہ کیوں ملتا۔..... جیکب نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”میں نے سوچا کہ شاید وہ تمہارے پاس پہنچا ہوا ہو۔ بہر حال تم دو گھنٹوں تک حرکت میں نہ آؤ تاکہ جہیزہ فوجیوں سے خالی ہو جائے اس کے بعد میں تمہیں دوبارہ فون کروں گا اور پھر تفصیلی ہدایات دوں گا۔..... شام سنگھ نے کہا۔

”میں سر۔..... جیکب نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی شام سنگھ نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ہاتھ ہٹا کر اس نے ٹون آ جانے پر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”گراؤڈ ہوٹل۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔  
”ٹونی سے بات کراؤ میں شام سنگھ بول رہا ہوں۔..... شام سنگھ نے کہا۔

”میں سر۔..... دوسری طرف سے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔  
”ہیلو سر میں ٹونی بول رہا ہوں سر۔..... چند لمحوں بعد ایک اور انتہائی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”لیکن باس اگر یہی صورت حال ہے تو پھر ان لڑکیوں کو نیلامی کے بعد اندر ناتھ جہیزہ پر لے جانا بھی خطرناک ہو گا۔ ہو سکتا ہے کہ مخالف دہاں پہنچ جائیں اس طرح پارٹیاں بھی خراب ہوں گی اور ہماری ساکھ بھی خراب ہو جائے گی۔..... جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں مجھے معلوم ہے لیکن ابھی منڈی کا کام مکمل ہوتا ہے جب یہ مکمل ہو جائے گا تو پھر میں تمہیں اس کام کے لئے نیا پوائنٹ دوں گا۔ تم پارٹیوں کو اطلاع کر دینا۔“ شام سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
”ٹھیک ہے باس جیسے آپ کا حکم۔..... جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم فوری طور پر یہ کارروائی کرو اور سہولت تمہیں منڈی کا بھی نیا سیٹ اپ کرنا پڑے گا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ نیلامی کے دوران کوئی حرکت کریں۔..... شام سنگھ نے کہا۔

”نئی پارٹیوں کے بارے میں کیا حکم ہے۔..... جیکب نے پوچھا۔  
”کیا کوئی نئی پارٹی آئی ہے۔ شام سنگھ نے چونک کر پوچھا۔  
”میں باس پاکیشیا کی ایک نئی پارٹی نے رابطہ کیا ہے لیکن میں نے انہیں بتایا دیا ہے کہ وہ آئندہ ماہ کی نیلامی میں حصہ لے سکتے ہیں۔“ جیکب نے جواب دیا۔

”اوہ اوہ ہمارے دشمنوں کا تعلق بھی پاکیشیا سے ہے۔ اوہ یہ یقیناً ذہی پارٹی ہو گی اور وہ اس طرح تمہارے سیٹ اپ کے بارے میں

کو تابی بھی ناقابل برداشت ہوگی جیکب کو بھی اس کی کوتاہی کی سزا دی گئی ہے..... شام سنگھ نے کہا۔

”میں سر میں سمجھتا ہوں سر“..... ٹونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
”اب میری ہدایات کو غور سے سنو اور اس پر عملدرآمد کے لئے فوری حرکت میں آ جاؤ اور یہ بات بھی تم جانتے ہو کہ مجھے اپنی بات دہرانے کی عادت نہیں ہے“..... شام سنگھ نے سخت لہجے میں کہا۔  
”میں سر“..... ٹونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کانچی پورم سے فوری طور پر فوج واپس بھجوا دی گئی ہے اور وہاں موجود تمام لڑکیوں کو بے ہوش کر دیا گیا ہے تم دو گھنٹوں بعد اپنے ساتھیوں سمیت دو بڑے شیر لے کر کانچی پورم جریرے پر جاؤ گے اور وہاں بے ہوش تمام لڑکیوں کو ان شیروں پر لاد کر پانچی گھاٹ پر پہنچاؤ۔ وہاں دیگنیں پہلے سے موجود ہونی چاہئیں جو ان لڑکیوں کو پانچی گھاٹ سے راجسٹریہ پوائنٹ پر پہنچائیں گی۔ وہاں کی حفاظت کے مکمل اور فول پروف انتظامات ہونے چاہئیں۔ پارٹیوں کو تم نے اب برگزنا ہوٹل کی بجائے رچرڈ ہوٹل میں اکٹھا کرنا ہے اور وہاں سے اپنی کاروں میں انہیں راجسٹریہ پوائنٹ لے جاؤ اور مال دیکھا کر واپس انہیں رچرڈ ہوٹل کی بجائے شیرنگن میں ڈراپ کرو۔ اس دوران ان کا سارا سامان بھی شیرنگن پہنچ جانا چاہئے۔ نیلامی کی تمام کارروائی شیرنگن کے خفیہ ہال میں ہوگی۔ اس کی حفاظت کے بھی مکمل انتظامات کرو۔ پھر ان پارٹیوں کو کہہ دو کہ وہ اپنے اپنے شیر لے کر

”شام سنگھ بول رہا ہوں“..... شام سنگھ نے کہا۔  
”میں سر مجھے استقبالیہ لڑکی نے بتایا ہے سر حکم سر“..... ٹونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
”اپنے آدمی لے کر جاؤ اور جا کر جیکب کو گولی مار دو۔ میں نے جیکب کی جگہ تمہیں نمبرون بنا دیا ہے“..... شام سنگھ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”میں سر حکم کی تعمیل ہوگی سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔  
”میں نصف گھنٹے بعد تمہیں جیکب والے نمبر پر رنگ کر کے مزید تفصیلی ہدایات دوں گا“..... شام سنگھ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر وہ مسلسل گھڑی دیکھتا رہا جب نصف گھنٹہ گزر گیا تو اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔  
”میں ٹونی بول رہا ہوں“۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ٹونی کی آواز سنائی دی  
”شام سنگھ بول رہا ہوں“..... شام سنگھ نے کہا۔  
”میں سر حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے سر“..... ٹونی نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کوئی پرابلم تو پیش نہیں آیا“..... شام سنگھ نے کہا۔  
”نو سر پرابلم کیسا۔ آپ کا حکم پوری تنظیم تک پہنچا دیا گیا اور جیکب کو میں نے اس کے دفتر آکر حکم سے مطلع کیا اور اسے گولی مار دی“..... ٹونی نے بڑے سیدھے سادھے لہجے میں کہا۔  
”منڈی کا کام اب تم نے سنبھالنا ہے اور اس کام میں معمولی سی



رات کو بین الاقوامی سمندر میں اندر ناٹھ جہرے کی بجائے بنام جہرے پر پہنچ جائیں اور مال کو تم را جسٹریہ پوائنٹ سے کھلی گھاٹ پر لے جاؤ گے اور وہاں سے انہیں بنام جہرے پر پہنچاؤ گے اور ہر پارٹی کا مال ان کے حوالے کرنے کے بعد تم اپنے ساتھیوں سمیت واپس آ جاؤ گے..... شام سنگھ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"میں سر حکم کی تعمیل ہوگی سر"۔ ٹونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
"معاملات پر پوری طرح گرفت رکھنا"..... شام سنگھ نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس معاملات بالکل ویسے ہی ہوں گے جیسے آپ کا حکم ہے"..... ٹونی نے جواب دیا تو شام سنگھ نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"اب تم اندر ناٹھ جہرے پر انتظار کرتے رہو عمران..... شام سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا اور سامنے پڑا ہوا شراب کا گلاس اٹھا کر اس نے منہ سے لگا لیا اس کے چہرے پر اب گہرے اطمینان کے تاثرات ابھرتے تھے۔

ایک بڑے سے کمرے میں کرسیوں پر عمران اور فور سٹارز موجود تھے۔ یہ کمرہ اس رہائش گاہ کا تھا جو عمران نے کافرستانی دارالحکومت میں ایک پراپرٹی ڈیلر کے ذریعے حاصل کی تھی۔ جوزف اور جوانا دونوں باہر کی نگرانی کا کام سرانجام دے رہے تھے۔

"عمران صاحب آپ نے اچانک اس جہرے پر جانے کا ارادہ کیوں تبدیل کر دیا ہے"..... صدیقی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔  
"جب میں نے تم سے ٹرانسمیٹر بات کی تھی تو میرا ارادہ یہی تھا کہ میں اپنے ساتھیوں سمیت تمہارے ساتھ اس جہرے پر جاؤں گا اور پھر وہاں سے ہم رات کو اندر ناٹھ جہرے پر پہنچ کر ان لڑکیوں کو چھووانے کی کوشش کریں گے لیکن جب میں نے ٹھنڈے دماغ کے ساتھ اس ساری صورتحال پر غور کیا تو میں نے اپنا ارادہ بدل دیا اور بجائے خود تمہارے پاس جانے کے تمہیں بھی اپنے ساتھ یہاں لے

آیا..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اس تبدیلی کی وجہ ہی تو پوچھ رہا ہوں“۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے ایک فون کال کا انتظار ہے اس کے بعد بات ہوگی“۔ عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”فرنس آف ڈھپ بول رہا ہوں“..... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ٹائٹیکر بول رہا ہوں باس“..... دوسری طرف سے ٹائٹیکر کی آواز سنائی دی۔

”کیا رپورٹ ہے“..... عمران نے کہا۔

”باس کا بچی پورم جریرہ خالی ہو چکا ہے وہاں سے لڑکیاں ہٹائی گئی ہیں“..... ٹائٹیکر نے جواب دیا تو عمران اور اس کے ساتھ ساتھ لاؤڈر پر ٹائٹیکر کی بات سننے والے صدیقی اور باقی ساتھی بھی بری طرح چونک پڑے۔

”یہ کیا کہہ رہے ہو۔ تم وہاں کیسے پہنچ گئے۔ میں نے تو تمہیں جیکب کے گروپ میں شمولیت اور ان کی مکمل کارروائی معلوم کرنے کا کام سونپا تھا“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یس سر میں اسی سلسلے میں کوشش کر رہا تھا کہ میرا نکرہ ایک ایسے آدمی سے ہو گیا جو جیکب کا خاص آدمی ہے۔ میں نے اسے انتہائی

بھاری رقم دے کر اور پاکیشیا میں اسے ایک بڑی تنظیم میں شمولیت کا لانچ دے کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ اس آدمی نے جس کا نام جاگر ہے۔ حیرت انگیز انکشافات کئے ہیں۔ جاگر کے مطابق شام سنگھ نے اچانک جیکب کو اس کے نمبر ٹونی کے ہاتھوں مروا دیا اور انب جیکب کی بجائے ٹونی اس گروپ کا انچارج بن گیا ہے۔ جاگر اس ٹونی کا دست راست ہے اس لئے اس سے انتہائی اہم معلومات ملی ہیں ان کے مطابق شام سنگھ نے اچانک منڈی کا پورا سیٹ اپ ہی تبدیل کر دیا ہے۔ جریرہ خالی کر دیا گیا ہے وہاں سے فوجی کمانڈوز بھی واپس چلے گئے ہیں اور لڑکیوں کو بے ہوش کر کے جریرے سے کسی اور خفیہ مقام پر شفٹ کر دیا گیا ہے لیکن اس سارے تبدیل شدہ سیٹ اپ کا علم جاگر کو بھی نہیں ہے کیونکہ ٹونی نے اپنے گروپ کی بجائے کسی اور گروپ سے یہ کام لیا ہے۔ جاگر نے جب مجھے یہ بتایا تو مجھے بھی اس بات پر یقین نہ آیا جس پر جاگر نے پیش کش کی کہ وہ مجھے کانچی پورم جریرے پر لے جا کر صورت حال دکھا سکتا ہے۔ میں تیار ہو گیا۔ سہانچہ ہم دونوں ساحل پر آئے اور یہاں سے ایک تیز رفتار لانچ کے ذریعے ہم کانچی پورم جریرے پر پہنچ گئے۔ جریرہ واقعی خالی پڑا ہوا ہے۔ سنہ ہی وہاں کوئی آدمی ہے اور نہ فوجی کمانڈوز اور نہ کوئی لڑکی البتہ جریرے کے نیچے بنے ہوئے تہہ خانوں میں ایسے آثار موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں لڑکیاں رہتی رہی ہیں۔ ایک تہہ خانے میں البتہ اسلحے سے بھری ہوئی بیٹیاں موجود ہیں۔ اس جریرے کی کسی طور پر کوئی حفاظت بھی نہیں کی

”مجھے پہلے ہی شبہ تھا کہ ایسا ہوگا اسی لئے میں تم لوگوں کو اپنے ساتھ لے آیا تھا اور اب ٹائیگر کی بات نے میرے شبہ کی تصدیق کر دی ہے اگر ہم وہیں اس نائٹ وایج کے ساتھ رہتے اور اندر ناٹھ جہیزے پر ریڈ کرتے تو ہمارے ہاتھ سوائے مایوسی کے اور کچھ بھی نہ آتا۔“ عمران نے کہا۔

”آپ کو شبہ کیسے ہوا؟“..... صدیقی نے کہا۔

”میرا خیال تھا کہ جنرل شرما کی لاش ایک دو روز تک دستیاب نہ ہو سکے گی کیونکہ ٹائیگر سے کہہ کر میں نے اسے ایسی جگہ پھینک دیا تھا جہاں سے اس کی دستیابی اس وقت تک ممکن نہیں تھی جب تک کوئی خصوصی طور پر اس تک نہ پہنچتا لیکن شاید کسی بھی طرح اس کی لاش جلد ہی ٹریس ہو گئی اور جیسے ہی جنرل شرما کی لاش سلمے آئی ہوگی اس شام سنگھ نے سارا سیٹ اپ ہی تبدیل کر دیا حتیٰ کہ لپے خاص آدمی جیکب کو بھی ہلاک کر دیا۔ کیونکہ جیکب سے ارباب اور اس کی بیوی نے رابطہ کیا تھا ان دونوں کا تعلق چونکہ پاکیشیا سے تھا اس لئے شام سنگھ نے جیکب کو بھی سلمے سے ہٹا دیا۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر تو اس شام سنگھ کو ٹریس کرنا چاہئے وہ اس سارے کھیل کا اصل کرنا دھرتا ہے۔“..... صدیقی نے کہا۔

”وہ غائب ہے اور اگر وہ مل بھی جائے تو اس سے ہمیں فوری طور پر کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ اب یہ سارا کھیل ٹوٹی کے ہاتھ میں چلا گیا

جاری ہے۔ اس پر ہم واپس آگئے اور اب میں آپ سے فون پر بات کر رہا ہوں۔“..... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کیا تمہیں یقین ہے کہ تمہیں جس جہیزے پر لے جایا گیا ہے وہی کانچی پورم جہیزہ ہے؟“..... عمران نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”یس باس میں نے نقشے میں کانچی پورم جہیزے کی لوکیشن کو مارک کیا ہوا ہے اور میں جس جہیزے پر پہنچا ہوں وہ واقعی اسی لوکیشن کے مطابق ہے۔“..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”لیکن اب یہ تو بہر حال معلوم کرنا ہے کہ لڑکیاں کہاں ہیں۔ تم ایسا کرو کہ ان لڑکیوں کو خریدنے والی پارٹیاں جہاں ٹھہری ہوئی ہوں وہاں جا کر معلومات حاصل کرو۔ اب ہمیں ان میں سے کسی پارٹی کا روپ دھارنا ہوگا۔“..... عمران نے کہا۔

”سب پارٹیاں غائب ہو چکی ہیں باس۔ جاگر کے مطابق ٹوٹی نے تمام پارٹیوں کو برگزہا ہوٹل سے اچانک اٹھالیا ہے اور اب نجانے وہ کہاں ہوں۔“..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”اب یہ سارے کام اس ٹوٹی نے اکیلے تو نہیں کئے ہوں گے اس گروپ کے بارے میں معلومات حاصل کرو جس کے ساتھ مل کر اس نے یہ کام کیا ہے یا پھر اس ٹوٹی کو ٹریس کرو۔“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”یس باس۔“..... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

بارے میں معلومات حاصل کرنے کی لیکن مجھے باوجود کوشش کے کچھ معلوم نہیں ہو سکا تو میں واپس پاکیشیا آگیا کیونکہ میری وہاں موجودگی کا کوئی فائدہ نظر نہیں آ رہا تھا..... ارباب نے جواب دیا۔

”شیام سنگھ کا آدمی جیکب جس سے تم ملے تھے اسے بھی اچانک راستے سے ہٹا دیا گیا اور اب اس گروپ کا انچارج ٹوٹی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کا بچی پورم جہیرے سے اغوا شدہ لڑکیاں بھی غائب کر دی گئی ہیں اور ہم ایک بار پھر مکمل اندھیرے میں ہیں کیونکہ ٹوٹی بھی غائب ہے اور نیلامی میں حصہ لینے والی تمام پارٹیاں بھی جبکہ کل یہ نیلامی ہونی ہے اس لئے اگر کل تک ان لڑکیوں کا پتہ نہ چل سکا تو پھر ہم مکمل طور پر بے بس ہو جائیں گے“..... عمران نے کہا۔

”اوہ لیکن اچانک یہ سب کچھ کیسے ہو گیا“..... ارباب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بنیادی غلطی مجھ سے ہوئی ہے۔ مجھے معلوم ہوا کہ اس سارے کھیل کا بڑا پارٹنر کافرستانی فوج میں کمانڈو فورس کا سربراہ جنرل شرما ہے چنانچہ میں نے سوچا کہ جنرل شرما کو کور کر کے اس کے روپ میں اگر اس جہیرے پر پہنچا جائے تو وہاں آسانی سے معاملات کو کنٹرول کر لیا جائے گا۔ چنانچہ میں جنرل شرما کی سرکاری رہائش گاہ پر پہنچ گیا میں نے جہیرے پر جانے کے لئے فوجی ہیلی کاپٹر بھی دیں اس کی کونٹری پر منگوا لیا لیکن اس وقت اچانک یہ انکشاف ہوا کہ جہیرے پر ایسے جدید ترین اور طاقتور کمپیوٹر نصب ہیں جو فاصلے سے ریز کی مدد سے میک اپ

ہے اور ٹوٹی نیلامی کی ساری کارروائی خود مکمل کرے گا۔ شیام سنگھ کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ وہ ہدایات دینے کے بعد خود آؤٹ رہتا ہے اور سارا کام اس کے آدمی مکمل کرتے ہیں اب تو اس ٹوٹی کو ٹریس کرنا پڑے گا“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر سیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”آپ شاید پاکیشیا کال کر رہے ہیں“..... صدیقی نے اسے مسلسل ڈائل کرتے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران نے زبان سے جواب دینے کی بجائے اثبات میں سر ہلادیا۔

”ارباب بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ارباب کی آواز سنائی دی۔

”اس الف نے سارا مزہ کر کر اکر رکھا ہے اگر یہ الف نہ ہو تو کم از کم اچھی موسیقی تو سننے کو مل جاتی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ میرا نام ارباب کی بجائے رباب ہوتا۔ لیکن عمران صاحب آپ کو پھر بھی آواز یہی سننا پڑتی“..... دوسری طرف سے ارباب نے ہنستے ہوئے کہا۔

”کم از کم ایک آدھا تار تو کس جاتا۔ بہر حال یہ بتاؤ کہ تم نے شیام سنگھ کے بارے میں کیا معلومات حاصل کی ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شیام سنگھ غائب ہے اور میں نے بڑی کوشش کی ہے اس کے



گروپ کو استعمال کیا ہے۔..... عمران نے کہا۔  
 "میں کو شش کرتا ہوں آپ کس نمبر سے بات کر رہے ہیں۔"  
 ارباب نے کہا تو عمران نے اسے اپنا نمبر بتا دیا۔  
 "او کے خدا حافظ۔..... دوسری طرف سے ارباب نے کہا اور  
 عمران نے بھی خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"عمران صاحب اگر ہمیں یہ معلوم ہو بھی جائے کہ لڑکیاں فلاں  
 جگہ یا جہرے پر موجود ہیں تب بھی ہم کیا کریں گے۔ لڑکیوں کی تعداد  
 چار سو کے قریب ہے اور ان میں کافرستان کے علاوہ پاکیشیا اور  
 دوسرے ہمسایہ ملکوں سے اغوا شدہ لڑکیاں بھی ہیں۔ ان لڑکیوں کو  
 ان مجرموں کے ہاتھوں سے نکال کر کہاں رکھا جائے گا اور کیسے انہیں  
 ان کے گھروں میں واپس بھجوا دیا جائے گا۔ میں تو مسلسل اسی بات پر  
 سوچتا رہا ہوں لیکن مجھے تو اس کا کوئی حل سمجھ میں نہیں آیا آپ نے بھی  
 یقیناً اس بارے میں سوچا ہو گا۔..... صدیقی نے کہا۔

"میرا خیال تھا کہ ان لڑکیوں کو مجرموں کے چنگل سے نکلنے کے  
 بعد جس جس ملک کی لڑکیاں ہوں ان ممالک کے سفارتخانے کے  
 حوالے کر دوں گا اس طرح وہ اپنے اپنے ملکوں اور گھروں میں آسانی  
 سے پہنچ جائیں گی۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ واقعی یہ اس کا صحیح حل ہے۔ ٹھیک ہے لیکن اب اصل مسئلہ  
 تو انہیں ٹریس کرنا ہے۔..... صدیقی نے کہا اور عمران نے اثبات میں  
 سر ہلادیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے

چیک کر لیتے ہیں اور ایسی صورت میں ظاہر ہے ہمارا جنرل شرما کے  
 میک اپ میں وہاں جانا فضول تھا وہاں موجود تربیت یافتہ فوجی  
 کمانڈوز کو کنٹرول کرنا ناممکن ہو جاتا اس لئے مجبوراً مجھے یہ سکیم ختم  
 کرنی پڑی لیکن ظاہر ہے اب ہم جنرل شرما کو زندہ نہ چھوڑ سکتے تھے اس  
 لئے میں نے اسے ہلاک کر دیا اور پھر اس کی لاش سرکاری کالونی سے  
 باہر جھاڑیوں میں چھپا دی تاکہ دو تین روز تک وہ دستیاب نہ ہو سکے  
 اور معاملات جوں کے توں رہیں گے لیکن جنرل شرما کی لاش فوراً ہی  
 دستیاب ہو گئی اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سارا سیٹ اپ ہی بیکھرت اور  
 اچانک بدل دیا گیا۔..... عمران نے کہا۔

"یہ آپ کی اعلیٰ طرفی ہے عمران صاحب کہ آپ اسے اپنی غلطی کہہ  
 رہے ہیں ورنہ ظاہر ہے آپ کی سکیم تو انتہائی شاندار تھی اور یہ تو سوچا  
 ہی نہیں جاسکتا کہ عام مجرم اس طرح فوج کی خدمات حاصل کر سکتے  
 ہیں اور اس طرح کے حفاظتی انتظامات بھی کر سکتے ہیں۔..... لدباب  
 نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کافرستانی فوج میں عیش کوشی کے عناصر کی رپوٹیں تو ملتی رہتی  
 تھیں لیکن اس حد تک تو سوچا بھی نہ جاسکتا تھا۔ بہر حال اب میں نے  
 تمہیں اس لئے فون کیا ہے کہ تمہارے لازماً کافرستان کی معلومات  
 فروخت کرنے والی بڑی پارٹیوں سے تعلقات ہوں گے کیا تم اس ٹوٹی  
 کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہو کہ وہ کہاں مل سکے گا یا یہ  
 معلوم ہو جائے کہ اس نے اس سارے سیٹ اپ میں یہاں کے کس

”ٹائیگر بول رہا ہوں باس میں نے ٹونی کا کھوج نکال لیا ہے۔“  
ٹائیگر نے کہا۔

”کہاں ہے وہ؟“..... عمران نے کہا۔

”یہ تو معلوم نہیں ہو سکا البتہ یہ معلوم ہو گیا ہے کہ اس نے مقامی مجرم گروپ کا کس کے ساتھ مل کر جویرے سے لڑکیاں نکالی ہیں اس گروپ کا ایک اہم آدمی میرے ہاتھ لگ گیا ہے میں اسے اپنے ساتھ لے کر آ رہا ہوں تاکہ اس سے ساری تفصیلات معلوم ہو سکیں۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”استاد شانتی رام ہاتھ لگا ہے یا اس کا کوئی نائب؟“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ باس آپ کیسے جانتے ہیں استاد شانتی رام کو وہ تو کاکس گروپ کا چیف ہے اس کے ایک آدمی ناروگو کو میں نے ٹریس کر کے کور کیا ہے؟“..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

”میں نے ارباب کو فون کر کے کہا تھا کہ وہ یہاں کی کسی معلومات فروخت کرنے والی پارٹی سے ٹونی کے بارے میں معلومات حاصل کرے ابھی تمہارے فون آنے سے پہلے اس کا فون آیا تھا اس نے بتایا ہے کہ ٹونی کا کاکس گروپ کے ہیڈ کوارٹر میں دیکھا گیا تھا اور یہ کاکس گروپ پرانے وعرم شالاروڈ پر واقع کاکس ہوٹل کے تہہ خانوں میں ہے اور اس گروپ کا انچارج استاد شانتی رام ہے؟“..... عمران نے

ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”ہی۔“..... عمران نے کہا۔

”ارباب بول رہا ہوں؟“..... دوسری طرف سے ارباب کی آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں۔ کوئی امید افزا خبر؟“..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ ٹونی آج کافرستانی دارالحکومت کے ایک مجرم گروپ ”کاکس“ کے ہیڈ کوارٹر میں دیکھا گیا ہے اور بس۔ اس کے بعد اس کے بارے میں کسی کے پاس کوئی اطلاع نہیں ہے؟“..... ارباب نے کہا۔

”یہ کاکس گروپ کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور اس کا چیف کون ہے؟“..... ارباب نے کہا۔

”کافرستانی دارالحکومت کی پرانا وعرم شالاروڈ پر ایک ہوٹل ہے کاکس ہوٹل۔ اس ہوٹل کے نیچے تہہ خانوں میں اس گروپ کا ہیڈ کوارٹر ہے اس کا انچارج ہوٹل کا مالک استاد شانتی رام ہے۔“ ارباب نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے شکریہ“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ ابھی اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے ایک بار پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”پرنس آف ڈمب؟“..... عمران نے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ کال یقیناً ٹائیگر کی طرف سے ہوگی۔

عمران جو انا کے ساتھ کار میں سوار نرائن کالونی کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ نرائن کالونی کافرستانی دارالحکومت کی مشہور اور پرانی کالونی تھی جہاں متوسط طبقے کے لوگوں کی رہائش گاہیں تھیں۔ نرائن کالونی پہنچنے کے بعد عمران کو سی بلاک میں کوٹھی نمبر آٹھ سو بارہ تلاش کرنے میں کافی وقت لگ گیا لیکن بہر حال وہ اس متوسط درجے کی کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ ہی گیا۔

"بیل دو"..... عمران نے جوتا سے کہا تو جوتا سر ملاتا ہوا کار سے اترتا اور اس نے ستون سے لگا ہوا کال بیل بٹن پر پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد پھانک کھلا اور ٹائیگر باہر آگیا اور پھر اس نے جلدی سے پورا پھانک کھول دیا تو عمران نے جو خود ڈرائیونگ سیٹ پر موجود تھا کار آگے بڑھا دی۔ سامنے چھوٹے سے پورچ میں ایک پرانے ماڈل کی کار موجود تھی۔ عمران نے کار اس کے پیچھے روکی اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا اسی لمحے برآمدے میں موجود ایک لمبے قد اور درمیانے جسم کا آدمی سیدھیان اترتا ہوا نیچے آگیا۔

"میرا نام جاگر ہے۔ بتاب آپ پرنس آف ڈھمپ ہیں؟"..... اس آدمی نے قریب آکر کہا۔

"اب میں کیا کہہ سکتا ہوں ماں باپ تو بہر حال اپنی اولاد کو پرنس ہی سمجھتے ہیں"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جاگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"لیکن بتاب یہ ڈھمپ کون سی ریاست ہے؟"..... جاگر نے

تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"شانتی رام اور اس کا پورا گروپ غائب ہے صرف یہ آدمی نار دو گو ٹریس ہو سکا ہے یہ ایک اہم پارٹی سے ملاقات کے لئے کا کس ہوٹل آیا تھا کہ میں نے اور جاگر نے مل کر اسے کوہ کر لیا اور اس وقت میں جاگر کی رہائش گاہ سے آپ کو فون کر رہا ہوں"..... ٹائیگر نے کہا۔

"وہاں اس سے پوچھ گچھ نہیں ہو سکتی"..... عمران نے کہا۔

"ہو تو سکتی ہے باس میں نے تو سوچا تھا کہ شاید آپ خود معلومات حاصل کرنا چاہیں"..... ٹائیگر نے کہا۔

"جہاں سے اس نام کے ہم وزن جاگر کی رہائش گاہ کہاں ہے؟" عمران نے کہا۔

"نرائن کالونی کی کوٹھی نمبر آٹھ سو بارہ سی بلاک"..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تم وہیں رہو میں خود وہیں آ رہا ہوں میں جہاں سے اس جاگر کو اپنی رہائش گاہ کی زیارت نہیں کرانا چاہتا"..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"تم لوگ یہیں ٹھہرو گے میں جوتا کے ساتھ وہاں جا رہا ہوں اگر اس آدمی سے کوئی اہم معلومات مل گئیں تو میں تمہیں یہاں فون پر کال کر کے ہدایات دے دوں گا"..... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا تو صدیقی اور اس کے ساتھی جو عمران کے کرسی سے اٹھتے ہی خود بھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد

ڈنک کے بغیر ہوں"..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو جاگر کا منہ کھلا اور پھر کافی دیر تک کھلا رہ گیا۔

"پرنس آپ واقعی بہت قابل آدمی ہیں۔ انہوں نے تو آج ایسی باتیں کی ہیں کہ میں نے ساری زندگی کبھی سوچی تک نہیں ہوں گی"..... جاگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ تموڑی در بعد وہ ایک تہہ خانے میں پہنچے تو وہاں کرسی پر ایک آدمی رسیوں سے بندھا ہوا بیٹھا تھا اس کی گردن ڈھکی ہوئی تھی۔

"یہ ہے وہ ناروگو"..... عمران نے اس آدمی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ییس باس"..... ٹائیگر نے ایک کرسی اٹھا کر اس ناروگو کے سامنے رکھتے ہوئے کہا تو عمران سر ملاتا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یہ یہاں کا بہت بڑا بد معاش ہے جناب اس کی بڑی دھوم ہے بڑا تیز مزاج ہے"..... جاگر نے کہا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ ٹائیگر"..... عمران نے جاگر کی بات کا جواب دینے کی بجائے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹائیگر نے آگے بڑھ کر ناروگو کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو ٹائیگر ہچکچہ ہٹ گیا۔

"کمال ہے بڑا عجیب طریقہ ہے ہوش میں لانے کا"..... جاگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

دانت ٹکلاتے ہوئے کہا۔

"جاگر اور جاگیر میں فرق سمجھتے ہو"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اسی دوران جو انا اور ٹائیگر دونوں وہاں پہنچ گئے تھے۔

"جی ہاں جاگر تو میرا نام ہے جب کہ جاگیر تو نوابوں کی زمین کو کہتے ہیں"..... جاگر نے جواب دیا۔

"بس یہی فرق ہے ڈمب اور ڈنک میں"..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو جاگر چند لمحوں تو خاموش رہا جیسے اس فرق کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔ پھر وہ بے اختیار ہنس پڑا۔

"اوہ آپ کا مطلب ہے کہ آپ ڈنک کے بغیر ہیں"..... جاگر نے کہا۔

"دیمک کے دانت۔ سانپ کے پاؤں اور چیونٹی کی ناک دیکھی ہے تم نے کبھی"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا وہ اب عمارت کے اندرونی طرف بڑھ رہے تھے۔

"دیمک کے دانت۔ سانپ کے پاؤں اور چیونٹی کی ناک کیا مطلب میں سمجھا نہیں"..... جاگر نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"دیمک لکڑی کو کھا جاتی ہے لیکن اس کے دانت آج تک کسی نے نہیں دیکھے۔ سانپ کس قدر تیز چلتا ہے لیکن اس کے پاؤں نہیں ہوتے اسی طرح چیونٹی دور سے کھانے پینے کی چیزوں کی خوشبو سونگھ لیتی ہے لیکن اس کی ناک کسی کو نظر نہیں آتی پھر اسی طرح میں بھی



کہا۔

”سنو نارو گو اگر تم اپنے جسم کی ہڈیاں ٹوٹنے سے بچانا چاہتے ہو تو پھر بتاؤ کہ ٹوٹی نے کا کس گروپ کے ساتھ مل کر جہیز کا کچی پورم سے لائی جانے والی لڑکیوں کو کہاں رکھا ہے۔“..... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ لڑکیاں جہیز سے لائی گئی ہیں کیا مطلب کیسی لڑکیاں تھیں تو معلوم نہیں ہے۔“..... نارو گو نے چوٹکتے ہوئے کہا لیکن اس کے بولنے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ جان بوجھ کر بات نال رہا ہے۔

”جوانا“..... عمران نے جوانا سے کہا۔

”ییس ماسٹر“..... جوانا نے کہا۔

”اس نارو گو کی ایک آنکھ ختم کر دو“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”ییس ماسٹر“..... جوانا نے کہا اور نارو گو کی طرف بڑھنے لگا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیا“..... نارو گو نے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا لیکن پھر اس کا فقرہ اس کے حلق سے نکلنے والی انتہائی کر بناک چیخ میں گم ہو گیا۔ جوانا نے ایک ہاتھ اس کے سر پر رکھا تھا اور دوسرے ہاتھ کی انگلی کسی نیزے کی طرح اس کی آنکھ میں اتار دی تھی۔ نارو گو کے حلق سے ایک اور چیخ نکلی اور اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ جوانا نے خون اور مواد سے لتھری ہوئی انگلی

”جوانا“..... عمران نے اپنے ساتھ کھڑے ہوئے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ییس ماسٹر“..... جوانا نے چونک کر کہا۔

”جاگر کچھ ضرورت سے زیادہ ہی باتونی گتا ہے اسے ہاف آف کر دو“..... عمران نے کہا اور ابھی عمران کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ جاگر چیختا ہوا اچھل کر کئی فٹ دور جاگرا۔ جوانا کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما تھا اور جاگر کے چہرے پر پڑنے والے زور دار تھوڑے اسے واقعی ہوا میں اچھال کر کئی فٹ دور جاگرایا تھا۔ ایک ہی تھوڑے کے لئے کافی ثابت ہوا تھا۔ کیونکہ نیچے گرنے کے بعد وہ چند لمحے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا اس کے منہ اور ناک سے خون کی لکیریں سی نکلنے لگی تھیں اسی لمحے نارو گو ہوش میں آگیا۔ چند لمحوں تک تو وہ لاشعوری کیفیت میں رہا پھر جیسے ہی اس کا شعور پوری طرح بیدار ہوا وہ بے اختیار چونک پڑا۔

”یہ۔ یہ سب کیا ہے یہ میں کہاں ہوں تم کون ہو“..... اس نے اپنے جسم کو حرکت دینے کی کوشش کرتے ہوئے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تم استاد شانتی رام کے خاص آدمی ہو“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”ہاں ہاں میں استاد شانتی رام کا آدمی ہوں مگر تم کون ہو اور یہ تم نے مجھے کیوں باندھ رکھا ہے۔“..... نارو گو نے حیرت بھرے لہجے میں

"اس کے دائیں بازو کی ہڈی تو لڑو"..... عمران نے کہا۔  
 "رک جاؤ رک جاؤ مت توڑو۔ میں سب کچھ بتا دیتا ہوں رک جاؤ  
 مت مارو"..... ناروگو نے لیکھت ہڈیانی انداز میں چیتے ہوئے کہا اس کا  
 چہرہ جو انا کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر خوف سے زرد پڑ گیا تھا۔  
 "اس کے قریب رک جاؤ اور اگر یہ یوں بنا بند کر دے تو ہڈی توڑ  
 دینا"..... عمران نے جو انا سے کہا تو جو انا کرسی کے قریب رک گیا۔  
 "بولو کا بچی پورم جبرے سے لڑکیوں کو کہاں لے جایا گیا ہے۔"  
 عمران نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی جو انا نے اپنی ہتھیلی  
 کو اس انداز میں کر لیا جیسے وہ ہتھیلی مار کر اس کے بازو کی ہڈی توڑ  
 دے گا۔

"راہسٹریہ پوائنٹ لڑکیاں راہسٹریہ پوائنٹ پر ہیں"..... ناروگو  
 نے چیتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہے یہ پوائنٹ پوری تفصیل سے بتاؤ"..... عمران نے کہا۔  
 "دارالحکومت کے شمال مغرب میں تقریباً ایک سو کلو میٹر کے  
 فاصلے پر ساحل سمندر سے چالیس کلو میٹر اندر ویران علاقہ ہے اس  
 علاقے کو وچ پور کہتے ہیں یہاں ایک پرانا قلعہ ہے جسے راہسٹریہ  
 قلعہ کہتے ہیں اس قلعے کے نیچے بڑے بڑے تہہ خانے ہیں لڑکیاں ان  
 تہہ خانوں میں رکھی گئی ہیں۔ اس قلعے اور اس پورے علاقے پر شام  
 سنگھ کا قبضہ ہے"..... ناروگو کی زبان تیز فینچی کی طرح رواں ہو گئی  
 تھی۔

ناروگو کے لباس سے صاف کی اور پھر پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے ساتھ ہی  
 ناروگو کی گردن ایک سائیڈ پر ڈھلک گئی۔  
 "پانی لے آؤ نا ٹیگر"..... عمران نے کہا۔

"یس باس"..... ٹائیگر نے کہا اور تہہ خانے کی اوپر جاتی ہوئی  
 سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ  
 میں پانی سے بھرا ہوا جگ تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر جگ میں بھرا ہوا  
 آدھا پانی ناروگو کے سر اور زخمی آنکھ پر ڈالا تو ناروگو چند لمحوں بعد ہی  
 چیخا ہوا ہوش میں آگیا اور ٹائیگر نے ایک ہاتھ سے اس کا سر پکڑا اور  
 جگ کا کنارہ اس کے منہ سے لگا دیا۔ اور ناروگو نے اس طرح غنا غٹ  
 پانی پینا شروع کر دیا جیسے صدیوں کی پیاس کے بعد اسے پانی پینے کو ملا  
 ہو۔ جب کافی سارا پانی اس کے حلق سے نیچے اتر گیا تو ٹائیگر نے جگ  
 ہٹایا اور اس میں بچا ہوا پانی اس کے بھرے پر اچھال دیا اور پھر پیچھے  
 ہٹ گیا۔

"اب جہاری یادداشت واپس آگئی ہے یا دوسری آنکھ ختم ہونے  
 کے بعد واپس آنے گی"..... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔  
 "تم۔ تم۔ تم ظالم آدمی ہو۔ تم نے میری آنکھ ضائع کر دی ہے" ناروگو  
 نے چیتے ہوئے کہا۔

"جو انا"..... عمران نے ایک بار پھر اسی طرح سرد لہجے میں جو انا  
 سے کہا۔

"یس ماسٹر"..... جو انا نے جواب دیا۔

ٹوٹ جائے گی"..... عمران نے غراتے ہوئے کہا تو ناروگو نے اس طرح یخخت ہونٹ بھینچ لئے جیسے اسے ڈر ہو کہ منہ سے ہوا باہر نہ نکل جائے لیکن اس کا چہرہ اسی طرح تکلیف کی شدت سے بگڑا ہوا تھا اور انکوئی آنکھ کا رنگ یکے ہوئے ٹائمر سے بھی زیادہ سرخ نظر آ رہا تھا اس کا وہ بازو جس کی ہڈی ٹوٹی تھی تھوڑا سا نلک سا گیا تھا اور اس طرح کانپ رہا تھا جیسے رعشہ سے کانپتا ہے۔

"اب تمہیں معلوم ہو گیا ہے یا ابھی اور ہڈیاں توڑی جائیں۔" عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"وہ وہ کل منڈی لگے گی سہجیف باس ٹوٹی کہہ رہا تھا کہ ہجبنوں کو مال دکھا کر واپس شرنگلن ہوٹل میں پہنچایا جائے گا اور پھر بولی بھی شرنگلن ہوٹل میں لگے گی۔ اس ہوٹل کے نیچے تہہ خانے ہیں۔" ناروگو نے رک رک کر کہا۔

"ہجبنوں کو کس وقت مال دکھایا جائے گا"..... عمران نے پوچھا۔

"کل صبح دس بجے"..... ناروگو نے جواب دیا۔

"اور پھر مال اتہیں دیا کہاں جائے گا"..... عمران نے کہا۔

"تم یقین کرو اس بارے میں مجھے معلوم نہیں نہ ہی چیف باس ٹوٹی نے بتایا ہے اور نہ ہی استاد شانتی رام نے۔ میں جھوٹ نہیں بول رہا میں سچ کہہ رہا ہوں"..... ناروگو نے اہتائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"تم وہاں گئے تھے لڑکیوں کے ساتھ"..... عمران نے پوچھا۔  
 "ہاں میں استاد شانتی رام کے ساتھ پہلے جہرے پر گیا تھا۔ چیف باس ٹوٹی بھی ساتھ تھا وہاں سب لڑکیاں بے ہوش پڑی ہوئی تھیں ان لڑکیوں کو ہم نے اٹھا کر سنٹیروں میں ڈالا اور پھر ہم ساحل پر لے گئے۔ وہاں اسٹیشن ویگنیں موجود تھیں ان اسٹیشن ویگنوں پر ہم نے لڑکیوں کو لادا اور راجسٹریہ پوائنٹ پر چھوڑا۔ پھر استاد شانتی رام نے مجھے ایک ضروری کام سے واپس بھیج دیا۔ استاد اور اس کے ساتھی وہاں حفاظت پر ہیں"..... ناروگو نے کہا۔

"کتنے آدمی ہیں وہاں"..... عمران نے پوچھا۔  
 "چالیس کے قریب تو ہیں۔ استاد کا سارا گروپ ہے"..... ناروگو نے جواب دیا۔

"کل منڈی کا کیا پروگرام ہے"..... عمران نے پوچھا۔  
 "مجھے نہیں معلوم"..... ناروگو نے کہا تو عمران نے جو اتنا کو ہاتھ سے اشارہ کر دیا دوسرے لمحے تہہ خانہ ناروگو کے حلق سے نکلنے والی اہتائی کر بناک جیتھوں سے گونج اٹھا۔ جو اتنا نے عمران کا اشارہ ملتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اس کے بازو پر کھڑی ہتھیلی کا وار کر دیا اور کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی ناروگو کے بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بگڑ گیا اور وہ جیتھنے کے ساتھ ساتھ دائیں بائیں اپنا سر مار رہا تھا۔

"اب اگر تمہارے حلق سے چیخ نکلی تو دوسرے بازو کی ہڈی بھی

”ٹونی کا حلیہ بتاؤ“..... عمران نے کہا تو ناروگو نے جلدی سے حلم بتانا شروع کر دیا۔

”اور استاد شامتی رام کا“..... عمران نے پوچھا تو ناروگو نے فوہا ہی ایک اور حلیہ بتا دیا۔

”جوانا اسے آف کر دو“..... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا تو جوانا نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ریو انورٹکالا اور پھر اس سے پہلے کہ ناروگو کچھ سمجھتا یا کوئی احتجاج کرتا جوانا نے اس کی کنپٹی پر ریو انور کی نال رکھ کر ٹریگر دبا دیا اور ناروگو کی کھوپڑی کئی حصوں میں تقسیم ہو کر زمین پر بکھر گئی۔ اس کے منہ سے جھنجھک نہ نکل سکی تھی۔

شاکل ایک غیر ملکی دورے سے واپس جیسے ہی اپنے ہیڈ کو اتر کے دفتر میں داخل ہوا۔ میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ شاکل نے آگے بڑھ کر سیور اٹھایا۔

”اس جاگہ کا بھی خاتمہ کر دو اب ہمیں اس کی ضرورت نہیں رہی“..... عمران نے کہا تو جوانا نے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے جاگہ کی کھوپڑی بھی ناروگو کی طرح اڑا دو۔

”یس“..... شاکل نے سیور اٹھاتے ہی بیزار سے لہجے میں کہا۔  
”سر ریڈنٹ ہاؤس سے فون آیا تھا کہ آپ جیسے ہی ہیڈ کو اتر کر تشریف لائیں پر ریڈنٹ ہاؤس فون کریں۔ اس لئے میں نے کال کی ہے کہ اگر آپ حکم دیں تو میں کال ملواؤں“..... دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”آؤ اب یہاں سے نکل چلیں۔ اب ہمارے لئے آسانی ہو گئی ہے اس جہیز کے نسبت بہر حال اب اس پرانے قلعے پر ریڈ آسانی سے کیا جا سکتا ہے“..... عمران نے تہہ خانے کی سیر دیو کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور جوانا اور ٹائیگر دونوں نے اثبات میں سر ہلادیئے۔

”ابھی میں نے سانس بھی نہیں لیا اور تم نے پر ریڈنٹ ہاؤس کی بھیر ویں الاپنی شروع کر دی ہے کیا ہو گیا ہے پر ریڈنٹ ہاؤس کو کیا اسے آگ لگ گئی ہے یا اپنی جگہ سے ہل گیا ہے تائنس مجھے بیٹھنے تو دو“..... شاکل نے حلق کے بل چیتے ہوئے کہا۔



"میں سر جیسے آپ حکم دیں سر"..... دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"میں سر آپ حکم کریں سر میرا تو ہر لمحہ ملک و قوم کے لئے وقف ہے جناب"..... شاگل نے کہا۔

"آپ جیسے فرش شاس آفسیر ہمارے ملک کے لئے سرمایہ ہیں مسٹر شاگل لیکن یہاں آپ کی عدم موجودگی میں ایک انتہائی عجیب بات سامنے آئی ہے۔ کمانڈر فورس کے جنرل شرما کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور اسے ہلاک کرنے والے آپ تھے"..... صدر نے کہا تو شاگل کی آنکھیں حیرت سے پھیلی چلی گئیں۔

"ج ج جناب یہ۔ یہ آپ کیا فرما رہے ہیں میں نے جنرل شرما کو ہلاک کیا۔ مگر میں تو ملک سے باہر تھا جناب ابھی چند لمحے پہلے واپس آیا ہوں"..... شاگل نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے لیکن کوئی آدمی آپ کے روپ میں اور آپ کی کار میں ہائی آفسیر ڈکالونی گیا ہے۔ آپ ایسا کریں یہاں پریزیڈنٹ ہاؤس آجائیں یہاں تفصیل سے بات ہوگی مجھے اس معاملے نے بے حد فکر مند کر دیا ہے اور میں اس سلسلے میں تفصیل سے آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس سارے سلسلے میں میری ذات کو بھی ملوث کیا گیا ہے اور یقیناً یہاں کوئی انتہائی خطرناک اور گہرا کھیل کھیلا جا رہا ہے اس لئے مجھے آپ کی واپسی کا شدت سے انتظار تھا"..... صدر نے کہا۔

"میں سر میں حاضر ہو رہا ہوں سر"..... شاگل نے کہا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو جانے پر اس نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور رکھ دیا

"حکم کیا دیں۔ احمق آدمی اب حکم دینے کے لئے کیا رہ گیا ہے اب ملو ڈکال جلد کرو"..... شاگل نے پھر جھٹکنے ہوئے کہا اور رسیور کر بیڈل پر منچ دیا اور پھر میز کے پیچھے رکھی ہوئی اپنی کرسی پر اس طرح گر گیا جیسے غیر ملک سے ہوائی جہاز پر آنے کے بجائے پیدل ہی دوڑتا ہوا آیا ہو۔

"یہ پریزیڈنٹ ہاؤس میں پھر کیا مصیبت ٹوٹ پڑی ہے آرام بھی کرنے نہیں دیتے کسی کو"..... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو شاگل نے ایک طویل سانس لیا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"میں شاگل بول رہا ہوں"..... شاگل نے کہا۔

"ملٹری سیکرٹری نو پریزیڈنٹ بول رہا ہوں صدر صاحب آپ سے فوری بات کرنا چاہتے ہیں"..... دوسری طرف سے ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے کراڈ بات"..... شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہیلو"..... چند لمحوں بعد صدر کی باوقار سی آواز سنائی دی۔

"شاگل بول رہا ہوں سر"..... شاگل نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"آپ شاید ابھی واپس آئے ہیں"..... دوسری طرف سے صدر نے

سبے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ ایک فوجی ہیلی کاپٹر بھی وہاں موجود تھا اور اس کا پائلٹ بھی بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ چونکہ اس کالونی میں جانے والے ہر آدمی کو چیک کیا جاتا ہے اس لئے چیک پوسٹ سے معلوم کرنے پر ایک نئی کہانی سامنے آئی کہ چیک پوسٹ پر ڈیوٹی دینے والے کپٹن کو پریذیڈنٹ ہاؤس سے کال کیا گیا اور میری آواز میں اسے براہ راست حکم دیا گیا کہ سیکرٹ سروس کے چیف شاگل چیک پوسٹ پر پہنچ رہے ہیں انہیں اندر جانے کا اجازت نامہ دیا جائے انہوں نے جنرل شرما سے ملاقات کرنی ہے لیکن جنرل شرما کو اس بارے میں کچھ نہ بتایا جائے۔ اس کے بعد ایک کار جس پر سیکرٹ سروس کا مخصوص فلگ موجود تھا چیک پوسٹ پر پہنچی۔ ڈرائیور ایک نوجوان تھا اس نے اندر جا کر کار ڈلیا جب کہ کار میں آپ فرنٹ سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے آپ کو وہاں موجود فوجی سپاہیوں نے دیکھا اس کے بعد کار اندر چلی گئی ایک فوجی کار کے ساتھ گیا اور آپ کو جنرل شرما کی کوٹھی کے گیٹ پر چھوڑ کر واپس آگیا۔ اس کے بعد وہ کار جب واپس چیک پوسٹ پر پہنچی تو اس میں آپ کے ساتھ جنرل شرما موجود تھے البتہ وہ آدمی موجود نہ تھا جو پہلے آپ کے ساتھ تھا۔ اس اطلاع ملنے پر میں بے حد حیران ہوا کیونکہ میں نے چیک پوسٹ پر ایسی کوئی کال نہیں کی تھی اور نہ میں ایسا کرتا ہوں اور آپ بھی ملک سے باہر تھے اس لئے لازمی بات ہے کہ یہ سب کچھ کسی خاص مقصد کے لئے کیا گیا ہے لیکن کس نے کیا ہے اور کس مقصد کے لئے سب کچھ کیا گیا ہے

اس کا چہرہ ابھی تک حیرت کی شدت سے بگڑا ہوا تھا۔  
 "یہ کیا ہوا۔ میرے روپ میں جنرل شرما کو کس نے ہلاک کیا اور کیوں یہ یہ کیا مطلب"..... شاگل نے رسیورک کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ کرسی سے ایک جھٹکے سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار پریذیڈنٹ ہاؤس کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ پریذیڈنٹ ہاؤس پہنچتے ہی اسے فوراً صدر صاحب کے خصوصی کمرے میں پہنچا دیا گیا۔  
 "ایسے مسٹر شاگل"..... شاگل کے سلام کا جواب دیتے ہوئے صدر نے کہا اور میز کی سائیڈ پر رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"شکریہ سر"..... شاگل نے مودبانہ لہجے میں کہا۔  
 "مسٹر شاگل دو روز پہلے کمانڈ فورس کے جنرل شرما کی لاش ہائی آفیسر کالونی سے کافی فاصلے پر جھاڑیوں کے اندر چھپی ہوئی ملری پولیس کے ایک گشتی دستے کو اتفاقاً مل گئی اتفاقاً اس لئے کہ رہا ہوں کہ یہ گشتی دستہ منشیات کے ایک ریڈ میں جانے کے لئے وہاں سے گزر رہا تھا ان کے ساتھ خصوصی تربیت یافتہ تھے وہاں سے گورنر نے پرکتوں نے مخصوص آوازیں نکالیں اور ان جھاڑیوں کی طرف لپکے۔ جب سپاہی وہاں گئے تو انہیں یہ لاش نظر آگئی۔ اگر کتے ساتھ نہ ہوتے تو یقیناً یہ لاش اس انداز میں چھپائی گئی تھی کہ وہ خصوصی طور پر چیک کیے بغیر نظر نہ آسکتی تھی۔ بہر حال جنرل شرما کی لاش ملنے پر جب ان کی رہائش گاہ ہائی آفیسر کالونی کو چیک کیا گیا تو وہاں ان کے تمام ملازمین

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف سے مگر جناب ان کا فون نمبر تو معلوم ہی نہیں ہے پھر کیسے بات ہوگی"..... شاگل نے کہا۔  
 "اگر آپ بات کرنا چاہیں تو میں ہاٹ لائن پر پاکیشیا کے صدر سے بات کر کے آپ کی بات کر سکتا ہوں۔ پروٹو کول کے مطابق میں خود بات نہیں کر سکتا اور نہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کا رینک اس کے برابر ہے اس لئے آپ بات کر سکتے ہیں شاید اس طرح کوئی کلیو سامنے آ جائے میں دراصل اس سارے سلسلے میں انتہائی بے چینی محسوس کر رہا ہوں"..... صدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر میں بات کرنے کے لئے تیار ہوں"..... شاگل نے کہا تو صدر نے سامنے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کارسیور اٹھالیا۔  
 "ہاٹ لائن پر پاکیشیا کے صدر سے میری بات کراؤ"..... صدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آپ سیکرٹ سروس کے چیف ہیں مگر آپ کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کا نمبر بھی معلوم نہیں ہے اب صدر پاکیشیا سے یہ بات کرتے ہوئے مجھے شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے گا"..... صدر نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا لیکن شاگل نے کوئی جواب نہ دیا وہ خاموش رہا اسی لمحے ایک طرف پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صدر نے رسیور اٹھالیا۔

"ہیلو میں صدر کافرستان بول رہا ہوں"..... صدر نے رسیور اٹھاتے ہی باوقار لہجے میں کہا۔

اور جنرل شرما جیسے ہائی کمان فوجی آفیسر کی اس انداز میں ہلاکت یہ سب کچھ مجھے انتہائی خطرناک محسوس ہو رہا ہے"..... صدر نے کہا۔  
 "جناب بظاہر تو یہ سب پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران کا ہی کام نظر آتا ہے کیونکہ ایسے کام وہی کرتا ہے۔ وہی آپ کی آواز کی نقل اتار سکتا ہے اور میرے میک اپ میں وہاں جاسکتا ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ اگر اس نے ایسا کیا ہے تو اس کے پیچھے مقصد کیا تھا یقیناً کوئی خاص مقصد ہوگا یہ تو اب مجھے اس بارے میں تحقیقات کرنی ہوں گی۔"  
 شاگل نے کہا۔

"میرے ذہن میں بھی یہی نام آیا تھا اور اگر وہ اس سارے کھیل کے پیچھے ہے تو پھر وہہاں کسی خاص مشن پر ہی آیا ہوگا لیکن جنرل شرما کی ہلاکت کی کوئی خاص وجہ سمجھ میں نہیں آرہی۔ اس سے اس نے کیا فائدہ اٹھایا ہوگا"..... صدر نے کہا۔

"ہو سکتا ہے سر کہ وہ جنرل شرما کے میک اپ میں کسی پوائنٹ پر گیا ہو"..... شاگل نے کہا۔

"نہیں ملزئی انٹیلی جنس نے مکمل تحقیقات کرائی ہیں۔ ایسی کوئی بات سامنے نہیں آئی"..... صدر نے کہا۔

"اب جب تک اصل بات سامنے نہ آجائے جناب کیا کہا جاسکتا ہے"..... شاگل نے کہا۔

"کیا آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف سے بات کر سکتے ہیں"..... صدر نے کہا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔

اشیات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً پانچ منٹ کے بعد سفید رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صدر نے ہاتھ بڑھا کر سیور اٹھالیا۔  
"یس"..... صدر نے اہتائی باوقار لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا کے سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان صاحب کا فون ہے وہ آپ سے بات کرنے کے خواہش مند ہیں"..... دوسری طرف سے ملٹری سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔  
"بات کراؤ"..... صدر نے کہا۔

"ہیلو جناب میں سلطان بول رہا ہوں سیکرٹری وزارت خارجہ پاکستان کے صدر صاحب نے مجھے بتایا کہ آپ پاکستان سیکرٹری سروس کے چیف سے بات کرنے کے خواہش مند ہیں..... دوسری طرف سے ایک باوقار آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد پرسکون اور ٹھہرا ہوا سا تھا اس میں قطعاً اس قسم کی بوکھلاہٹ نہ تھی جیسی کسی سیکرٹری کی سطح کے آدمی کی ملک کے صدر سے بات کرتے ہوئے عام طور پر دیکھی جاتی ہے۔

"میں نے ان سے کوئی بات نہیں کرنی سر سلطان صاحب کافرستان سیکرٹری سروس کے چیف مسٹر شاگل بات کرنا چاہتے ہیں"۔  
صدر نے قدرے تلخ سے لہجے میں کہا۔

"سوری سر شاید پیغام میں کوئی غلط فہمی ہو گئی ہوگی۔ میں بہر حال معذرت خواہ ہوں میں نے یہی سمجھا تھا کہ آپ بات کرنا چاہتے ہیں۔ شاگل صاحب کس نمبر پر موجود ہیں"..... سیکرٹری وزارت خارجہ نے

"یس میں پاکستان سروس کے چیف جناب شاگل پاکستان سیکرٹری سروس کے چیف سے کوئی اہم بات کرنا چاہتے ہیں لیکن ان کے پاس آپ کے سیکرٹری سروس کے چیف کا نمبر نہیں ہے۔ کیا آپ ان کا نمبر بتانا پسند کریں گے"..... صدر نے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹری سروس کے چیف جناب ایکسٹنوکا نمبر سوری مجھے ان کے نمبر کا علم نہیں ہے اور نہ ہی مجھے کبھی اس کی ضرورت پڑی ہے کیونکہ میرے اور سیکرٹری سروس کے درمیان سرکاری طور پر سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان رابطے کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ میں سر سلطان کو کہہ دیتا ہوں وہ آپ کو فون کر لیں گے"..... صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بے حد شکریہ گڈ بائی"..... صدر نے کہا اور سیور رکھ دیا۔  
"حیرت ہے کہ اس کا نمبر اس کے ملک کے صدر کو بھی معلوم نہیں ہے"..... کافرستان کے صدر کے لہجے میں اہتائی حیرت تھی۔  
"وہ اہتائی پراسرار سی شخصیت ہے جناب۔ مجھے تو یہاں تک معلوم ہے کہ خود سیکرٹری سروس کے ارکان اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ ان کا رابطہ اس سے صرف فون پر ہی ہوتا ہے اس لئے تو مجھے بھی ان کے نمبر کا علم نہیں ہو سکا"..... شاگل نے کہا اور صدر نے



"ہیلو میں شاگل بول رہا ہوں چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس"..... شاگل نے لہجے کو دنگ بناتے ہوئے کہا۔  
 "ایکسٹو سپیکنگ"..... دوسری طرف سے انتہائی باوقار لیکن سپاٹ لہجے میں مختصر سا جواب دیا گیا۔  
 "مسٹر ایکسٹو یہاں کافرستان میں آپ کے اجنٹ علی عمران نے میرا روپ دھار کر اور صدر صاحب کی آواز میں چیک پوسٹ پر فون کر کے کمانڈو فورس کے جنرل شرما کو ہلاک کر دیا ہے۔ بغیر کسی وجہ کے بغیر کسی مقصد کے اور یہ جرم ہے"..... شاگل نے غصیلے اور جذباتی لہجے میں کہا۔

"علی عمران سیکرٹ سروس کا اجنٹ نہیں ہے اور نہ اس کا کوئی تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے وہ فری لاسر ہے جب سیکرٹ سروس کو اس کی ضرورت پڑتی ہے تو اسے ہار کر لیا جاتا ہے جہاں تک آپ کی بات کا تعلق ہے تو اگر واقعی عمران نے کوئی جرم کیا ہے تو آپ بے شک اسے گرفتار کر کے اس پر مقدمہ چلائیں اور جو سزا چاہیں آپ اسے دیں اگر کوئی جرم کرتا ہے تو اسے سزا بھی بھگتنا چاہئے لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ اپنے صدر صاحب کو میری طرف سے بتا دیں کہ کافرستان کمانڈو فورس کے جنرل شرما کے بارے میں مجھے وقتاً فوقتاً رپورٹس ملتی رہی ہیں کہ وہ جرائم میں ملوث ہیں اور انہوں نے کافرستان میں باقاعدہ جرائم کا سنڈیکیٹ بنایا ہوا تھا اور وہاں کے کسی مجرم شام سنگھ کے ساتھ اس کا گٹھ جوڑ تھا۔ عمران کے بارے میں

اسی طرح باوقار اور بااعتماد لہجے میں کہا۔  
 "وہ اس وقت میرے آفس میں موجود ہیں لیکن آپ ان کا نمبر بتا دیں وہ خود ہی بات کر لیں گے"..... صدر نے کہا۔  
 "دہری سوری سر سیکرٹ سروس کے چیف نے مجھے سختی سے منع کر رکھا ہے کہ ان کا نمبر کسی کو نہ دیا جائے۔ میں ان سے درخواست کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ شاگل صاحب سے بات کرنے پر رضامند ہو جائیں گے۔ گڈ بائی سر"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"عجیب لوگ ہیں یہ ان کی سیکرٹ سروس کا چیف تو مجھے ان کے ملک کے صدر سے بھی زیادہ بااختیار محسوس ہوتا ہے"..... صدر کے لہجے میں انتہائی حیرت تھی۔ شاگل خاموش رہا اس نے کوئی جواب نہ دیا تھوڑی دیر بعد اسی سفید فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔  
 "ہیس"..... صدر نے کہا۔

"پاکیشیا وزارت خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان جناب شاگل صاحب سے بات کرنا چاہتے ہیں"..... دوسری طرف سے ملٹری سیکرٹری کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"..... صدر نے ہونٹ میچھتے ہوئے کہا اور رسیور شاگل کی طرف بڑھا دیا سوچو کہ لاؤڈر کا بٹن پہلے ہی آن تھا۔ اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز کمرے میں بخوبی سنائی دے رہی تھی۔

"یس..... دوسری طرف سے ان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔  
"ملٹری انٹیلی جنس کے چیف سے بات کر او"..... صدر نے سخت  
لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔  
"یہ بھی انتہائی عجیب بات ہے کہ عمران کا پاکیشیا سیکرٹ سروس  
سے کوئی تعلق نہیں ہے وہ فری لانس ہے مگر وہی ہمیشہ سیکرٹ سروس  
کو ہر مشن کے دوران لیڈ کرتا ہے"..... صدر نے رسیور رکھ کر  
بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"میں تو کہہ رہا ہوں سر کہ یہ ایکسٹروفراڈ ہے یہ جھوٹ بول رہا ہے  
خواہ مخواہ ہم پر رعب جتانے کی کوشش کر رہا ہے"..... شاگل نے منہ  
بناتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی سفید فون  
کی گھنٹی بج اٹھی اور صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔  
"یس..... صدر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ملٹری انٹیلی جنس کے چیف جناب مہادیو لائن پر ہیں جناب۔"  
"دوسری طرف سے ان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔  
"ہیلو جناب میں مہادیو بول رہا ہوں جناب"..... چند لمحوں بعد  
ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔  
"مسٹر مہادیو ہمیں اطلاع ملی ہے کہ کمانڈو فورس کے جنرل شرما  
جرائم میں ملوث تھے کیا آپ کے ٹکسے نے اس بارے میں کوئی رپورٹ  
تیار کی ہے"..... صدر نے کہا۔

"سر میں نے تو ایک ہفتہ پہلے چارج لیا ہے۔ میرے نوٹس میں تو

میرے پاس رپورٹ موجود ہے کہ وہ پاکیشیا کی ایک سرکاری ایجنسی  
فور سٹارز کے ساتھ آج کل کام کر رہا ہے اور فور سٹارز ان دنوں پاکیشیا  
سے نوجوان لڑکیوں کو اغوا کر کے کافرستان میں فروخت کیے جانے  
کے خلاف سرگرم عمل ہے۔ ہو سکتا ہے کہ جنرل شرما بھی اس مکرہ اور  
بھیانک جرم میں ملوث ہو"..... ایکسٹونے اسی طرح باوقار اور سپاٹ  
لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو شاگل نے ڈھیلے  
ہاتھوں سے رسیور رکھ دیا۔

"جنرل شرما جرائم میں ملوث تھا یہ کیسے ممکن ہے"..... صدر  
صاحب نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ جھوٹ بول رہا ہے سر۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ جنرل شرما جیسا  
اعلیٰ آفیسر جرائم میں ملوث ہو اور اس کی رپورٹ پاکیشیا پہنچ جائے لیکن  
ہماری ملٹری انٹیلی جنس کو اس کی خبر تک نہ ہو سکے"..... شاگل نے  
منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ ایکسٹونے لہجے۔ انداز اور باتوں پر واقعی دل  
ہی دل میں کھول رہا تھا کیونکہ جس انداز میں ایکسٹونے بات کی تھی وہ  
شاگل کے نزدیک انتہائی توہین آمیز تھی۔ اگر وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس  
کا چیف تھا تو شاگل پاکیشیا سے کہیں بڑے ملک کافرستان سیکرٹ  
سروس کا چیف تھا۔

"نہیں ایکسٹون کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ غلط بات کرنے کا عادی نہیں  
ہے"..... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے ہاتھ بڑھا کر انٹر  
کام کا رسیور اٹھالیا۔

"کرنل راؤ آپ ملٹری انٹیلی جنس کے اس شعبے کے انچارج ہیں جو ملٹری کے اعلیٰ آفیسرز کے بارے میں رپورٹس تیار کرتا ہے"..... صدر نے باوقار لہجے میں کہا۔

"میں سر"..... کرنل راؤ نے اسی طرح اہتائی مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ شاید اسے زندگی میں پہلی بار صدر سے بات کرنے کا اتفاق ہو رہا ہے۔

"آپ کب سے اس سیکشن کے انچارج ہیں"..... صدر نے پوچھا۔  
"آٹھ سال سے جناب"..... کرنل راؤ نے جواب دیا۔  
"کمانڈو فورس کے جنرل شرما کے بارے میں کوئی رپورٹ آپ نے تیار کی ہے"..... صدر نے پوچھا۔

"میں سر ہر ماہ رپورٹس ہیڈ کوارٹر کو ارسال کی جاتی ہیں جناب۔" کرنل راؤ نے جواب دیا۔

"جنرل شرما کا کردار کیسا تھا"..... صدر نے پوچھا۔  
"جی وہ بہترین آفیسر تھے۔ اہتائی فرض شاس اور دیانت دار آفیسر"..... کرنل راؤ نے جواب دیا۔

"جب کہ مجھے اطلاعات ملی ہیں کہ ان کا تعلق جرائم سے تھا اور انہوں نے کافرستان میں باقاعدہ جرائم کا سنڈیکیٹ قائم کر رکھا تھا۔" صدر نے کہا۔

"جی عام طور پر ایسا کہا جاتا تھا ہم نے بھی اس بارے میں تحقیقات کی تھیں لیکن ہمیں اس بارے میں کبھی کوئی شکایت نہیں مل سکی۔"

ایسی کوئی رپورٹ نہیں لائی گئی"..... مہادیو نے اسی طرح مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ملٹری ہائی رینک آفیسرز کے کردار اور سرگرمیوں کے بارے میں آپ کے محکمے کا کون سا شعبہ کام کرتا ہے"..... صدر نے کہا۔

"آفیسر سیکشن جناب"..... مہادیو نے جواب دیا۔  
"اس کا انچارج کون ہے"..... صدر نے پوچھا۔

"کرنل راؤ جناب"..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔  
"کرنل راؤ سے کہیں کہ وہ مجھ سے فوری بات کریں"..... صدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ ممکن ہی نہیں جناب کہ استابز افوجی افسر جرائم میں اس طرح ملوث ہو"..... شاگل نے کہا۔

"بہی تو میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ اگر ایسا ہے تو پھر ہمارے لئے یہ بہت اہم مسئلہ ہے اور ہمیں اس طرف فوری اور بھرپور توجہ دینی ہوگی"..... صدر نے جواب دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صدر نے رسیور اٹھا لیا۔

"کرنل راؤ لائن پر ہیں جناب"..... صدر کے پی اے کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

"بات کرؤ"..... صدر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔  
"سر میں کرنل راؤ عرض کر رہا ہوں جناب"..... چند لمحوں بعد ایک اہتائی مودبانہ آواز سنائی دی۔

چونکہ وہ انتہائی فرض شناس اور دیانت دار آفیسر تھے اس لئے ان کے مخالف ان کے خلاف ایسی افواہیں اڑاتے رہتے تھے..... کرنل راء نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے شکریہ“..... صدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”آپ بہر حال اپنے طور پر مکمل تحقیقات کرائیں“..... صدر نے رسیور رکھ کر شاگل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”یس سر“..... شاگل نے اٹھ کر سلام کرتے ہوئے کہا کیونکہ وہ

صدر کا اشارہ سمجھ گیا تھا کہ صدر صاحب اب ملاقات ختم کرنا چاہتے ہیں

اور شاگل تیزی سے مڑا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران نے کار وسیع و عریض اور انتہائی شاندار انداز میں تعمیر شدہ کوٹھی کے گیٹ سے تھوڑی دور آگے جا کر ایک پارک کے گیٹ کے ساتھ روک دی سبھاں سے وہ کوٹھی اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ نمایاں طور پر نظر آرہی تھی۔ کار میں عمران کے ساتھ ٹائیگر جوزف اور جوانا موجود تھے۔

”باس۔ شام سنگھ تو اس کوٹھی میں موجود نہیں ہے پھر آپ سبھاں سے کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں“..... ٹائیگر نے کہا۔

”شام سنگھ کا پتہ“..... عمران نے مختصر سا جواب دیا اور دروازہ کھول کر کار سے باہر آگیا۔ اس کے باہر آتے ہی عقبی سیٹ سے جوزف اور جوانا اور فرنٹ سے ٹائیگر باہر آگیا۔ وہ سب کے سب مقامی میک اپ میں تھے۔

”تم تینوں نے اس کوٹھی میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر



میں شراب کی بوتلیں اور جام بھی پڑے ہوئے تھے جن میں آدھے قالین پر الٹ گئے تھے۔

”ساری کوٹھی چمک کر وادہ جتنے آدمی بھی ملیں سب کو یہاں اکٹھا کرو“..... عمران نے کہا تو جوزف جو انا اور ٹائیگر تینوں سر ہلاتے ہوئے مزگئے اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کمرے میں چار آدمی مزید پہنچ گئے۔ ان میں سے ایک کے جسم پر تھری پیس سوٹ تھا اور وہ شکل و صورت سے ہی ان سب سے الگ دکھائی دے رہا تھا۔

”ٹائیگر اور جوزف تم دونوں آگے اور پیچھے کی طرف نگرانی کرو گے جب کہ جو انا یہاں میرے ساتھ رہے گا“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چھوٹی سی شنیشی نکالی اور اس کا ڈھکن کھولا اور شنیشی کا دہانہ اس بے ہوش آدمی کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے شنیشی ہٹائی اور ڈھکن بند کر کے اسے جیب میں ڈال لیا پھر اس نے ایک خالی کرسی اٹھائی اور اس آدمی کے سامنے رکھ کر وہ اس پر اطمینان سے بیٹھ گیا۔ جو انا اس کے ساتھ ہی خاموش کھڑا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس آدمی کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے اور چند لمحوں بعد اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور اس کے ساتھ ہی اس کا کرسی پر ڈھیلا پڑا ہوا جسم ایک جھٹکے سے تن سا گیا۔ شعور بیدار ہوتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے ظاہر ہے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔ اس نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس کی نظریں سامنے بیٹھے عمران اور

کرنی ہے اور پھر عقبی طرف سے اندر داخل ہو کر اس کا چھوٹا گیٹ کھولنا ہے“..... عمران نے ان تینوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس ماسٹر“..... جو انا نے جواب دیا اور پھر وہ تینوں تیز قدم اٹھاتے سڑک کر اس کمرے کو ٹھی کی طرف بڑھ گئے لیکن کوٹھی کے گیٹ کی طرف جانے کی بجائے سڑک کر اس کمرے کے بعد وہ علیحدہ علیحدہ ہو کر کوٹھی کی دونوں سائیڈوں پر موجود سڑکوں کی طرف بڑھ گئے۔ جوزف اور جو انا دائیں طرف جب کہ ٹائیگر بائیں طرف کو بڑھ گیا اور تھوڑی دیر بعد کار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑے عمران نے دونوں سائیڈوں سے کیپول اڑا کر کوٹھی کے اندر گرتے ہوئے دیکھے۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عقبی طرف سے بھی فائر کئے جا رہے ہوں گے۔ کافی دیر تک کیپول فائر ہوتے رہے پھر وہ نظر آنے بند ہو گئے عمران خاموش کھڑا رہا۔ پھر تھوڑی دیر بعد کوٹھی کا چھوٹا پھانک کھلا اور جوزف پھانک سے باہر آگیا۔ اس نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے ہاتھ ہلایا تو عمران تیزی سے سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا۔ اسی لمحے سائیڈوں سے جو انا اور ٹائیگر بھی نکل کر فرنٹ پر آگئے اور گیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔ عمران عمارت میں داخل ہوا تو عمارت واقعی انتہائی وسیع و عریض اور شاندار تھی۔ پورچ میں دو مسلح آدمی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ جب کہ گیٹ کے ساتھ بنے ہوئے کمرے میں ایک آدمی کرسی پر بے ہوشی کے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ عمران عمارت کے اندر ایک بڑے کمرے میں پہنچ گیا یہاں چار آدمی قالین پر لٹے سیدھے پڑے ہوئے تھے۔ درمیان

علم ہو گا کہ شام سنگھ کہاں ہے اگر تم اس کے بارے میں سچ بتا دو گے تو میرا وعدہ کہ تم بھی زندہ رہو گے اور تمہارے ساتھ یہ لوگ بھی لیکن اگر تم نے سچ نہ بولا یا اپنی زبان نہ کھولی تو پھر سائینسر لگے ریو الوور کی ایک گولی تمہارے دل میں اتر جائے گی اور اس کے بعد دوسرے کی باری آجائے گی جو زبان کھول دے گا وہ زندہ بچ جائے گا ورنہ نہیں..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے سائینسر لگا مشین پشٹل باہر نکال لیا۔

"شام سنگھ تو ملک سے باہر ہے وہ تو ملک میں ہی نہیں ہے۔" موتی لعل نے کہا۔

"حالانکہ آج صبح اس نے کمانڈو فورس کے جنرل شرما سے ٹرانسمیٹر بات کی ہے میں اس وقت جنرل شرما کے پاس موجود تھا اور تمہیں یقیناً یہ اطلاع مل چکی ہوگی کہ جنرل شرما کو ہلاک کر دیا گیا ہے اس کی وجہ بھی یہی تھی کہ اس نے بھی زبان کھولنے سے انکار کر دیا تھا اس لئے اس کی زبان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند کر دی گئی..... عمران نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے بڑے صاحب تو واقعی ملک سے باہر ہیں۔" موتی لعل نے کہا اور عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ چھپا رہا ہے۔

"اوکے تمہاری مرضی مت بتاؤ۔ ان میں سے کوئی تو بتا دے گا۔" تم بہر حال اپنے سفر پر روانہ ہو جاؤ اس سفر پر جہاں سے شام سنگھ بھی

اس کے ساتھ کھڑے ہوئے دیو قامت جو اپنا پرچم گنیں اس کے پتھرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھرتے۔

"کلک کلک کون ہو تم اور یہ سب کیا ہے تم اندر کیسے لگتے اور یہ سب یہاں بے ہوش کیوں پڑے ہوئے ہیں..... اس آدمی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں رک رک کر کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے مسٹر..... عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"میرا نام موتی لعل ہے مگر تم کون ہو اور یہاں تم پہنچے کیسے اس عمارت میں انتہائی جدید حفاظتی انتظامات ہیں..... موتی لعل نے کہا۔

"حفاظتی انتظامات آن ہونے پر ہی کام کرتے۔ ہم نے پہلے باہر سے انتہائی زور اثر بے ہوش کر دینے والی کیس اندر فائر کر دی۔ اس طرح کسی کو حفاظتی انتظامات آن کرنے کی مہلت ہی نہ ملی اور ہمارے آدمی دیوار پھاند کر اندر کودے اور انہوں نے پھانک کھول دیا اور اس طرح ہمارے جو ساتھی باہر موجود تھے وہ بھی اندر لگے..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو موتی لعل نے بے اختیار ہونٹ بھیج لئے۔

"تم کیا چاہتے ہو..... موتی لعل نے جلد لمحوں بعد خود ہی پوچھا۔

"دیکھو موتی لعل تم اپنے لباس اور شکل صورت سے ان سب میں سے معزز آدمی نظر آتے تھے اس لئے تمہیں ہوش میں لایا گیا۔ ہمیں معلوم ہے یہ کوئی شام سنگھ کی ہے اور شام سنگھ غائب ہو چکا ہے لیکن مجھے معلوم ہے کہ تم لوگ جو اس کے ساتھ رہتے ہو تمہیں یقیناً

"فون نمبر کیا ہے اس کا"..... عمران نے پوچھا تو موتی لعل نے فوراً ہی فون نمبر بتا دیا۔

"کتنے آدمی اس کو ٹھی میں اس کے ساتھ ہیں"..... عمران نے کہا۔

"چھ ملازم ہیں جن میں سے دو چوکیدار ہیں"..... موتی لعل نے جواب دیا۔

"تم نے اسے سوراخ سنگھ کے روپ میں دیکھا ہوا ہے"۔ عمران نے کہا تو موتی لعل نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"تو پھر اس کا حلیہ بتاؤ"..... عمران نے کہا تو موتی لعل نے حلیہ بتا دیا۔

"جوانا ناٹیکر اور جوزف کو ساتھ لے کر جاؤ اور اسی طرح کو ٹھی میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر کے چمک کر دو کہ کیا موتی لعل صحیح کہہ رہا ہے یا نہیں اور پھر مجھے یہاں فون کر کے بتاؤ"..... عمران نے جوانا سے کہا۔

"یہاں کا فون نمبر"..... جوانا نے کہا تو موتی لعل نے فوراً ہی فون نمبر بتا دیا اور جوانا سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ پھر آدھے گھنٹے بعد ساتھ پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے اٹھ کر رسیور اٹھالیا۔

"یس"..... عمران نے کہا۔

"جوانا بول رہا ہوں ماسٹر یہاں موتی لعل کے بتائے ہوئے حلیہ کا

تمہیں واپس نہ لاسکے گا اور میں صرف دس تک گنوں گا اس کے بعد میں ٹریگر دبا دوں گا"..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے سائیلنسر لگے مشین پٹل کا رخ اس کے سینے کی طرف کیا اور گنتی شروع کر دی اور موتی لعل کے چہرے سے یقینت پسندہ ابشار کی طرح ہنسنے لگا۔ اس کا چہرہ بگڑ سا گیا اور آنکھیں بے اختیار پھیلنے لگ گئیں۔ عمران نے گنتی آہستہ کر دی کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ موتی لعل زیادہ مضبوط اعصاب کا مالک نہیں ہے۔

"رک جاؤ میں بتاتا ہوں مجھے مت مارو میں نہیں مرنا چاہتا۔ بڑے صاحب اس کو ٹھی کی عقبی سڑک پر تیسری کو ٹھی میں ہیں وہ سوراخ سنگھ کے روپ میں وہاں رہتے ہیں"..... موتی لعل نے یقینت بذمائی انداز میں چیتے ہوئے کہا اور عمران جو آٹھ تک پہنچ چکا تھا اس نے گنتی روک دی۔

"تم نے واقعی عقلمندی سے کام لیا ہے موتی لعل زندگی سب سے قیمتی چیز ہے کیا نمبر ہے اس کو ٹھی کا"..... عمران نے کہا تو موتی لعل نے فوراً ہی کو ٹھی کا نمبر بتا دیا۔

"تمہارے علاوہ یہاں موجود تمہارے ان ساتھیوں میں سے اور کے معلوم ہے یہ بات"..... عمران نے کہا۔

"کسی کو بھی نہیں میں بڑے صاحب کا نیجر ہوں وہ مجھے سوراخ سنگھ کے طور پر فون کر کے ضروری ہدایات دیتے ہیں"..... موتی لعل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

کے دھوئیں سے بھر گیا۔ چند لمحوں بعد ٹائیگر نے واشر آف کیا اور پھر خود اتارنا شروع کر دیا۔ جب اس نے خود اتارنا تو کرسی پر بے ہوش بندھے آدمی کی شکل یکسر تبدیل ہو چکی تھی۔

”بڑے صاحب ہیں“..... موتی لعل نے ہونٹ ہنسنے ہوئے کہا تو عمران نے جیب سے وہی شیشی نکالی جو اس سے پہلے اس نے موتی لال کی ناک سے لگائی تھی اور شیشی ٹائیگر کی طرف بڑھا دی ٹائیگر نے عمران کے ہاتھ سے شیشی لی اور اس کا ڈھکن کھول کر اس نے شیشی کا دہانہ شام سنگھ کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی اور اس کا ڈھکن بند کر کے شیشی اس نے واپس عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے شیشی اس کے ہاتھ سے لے کر واپس جیب میں رکھ لی۔ چند لمحوں بعد ہی شام سنگھ کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے اور پھر اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ اس نے شعور میں آتے ہی بے ساختہ اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھے ہونے کی وجہ سے اس کا جسم صرف کسمسا کر رہ گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہچرے پر حریت کے تاثرات پھیلنے چلے گئے اس نے ادھر ادھر دیکھا اور بری طرح چونک پڑا۔

”یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ کون ہو تم“..... شام سنگھ نے ہونٹ ہنسنے ہوئے کہا اس کے ہچرے پر حریت جیسے مجسم ہی ہو کر رہ گئی تھی۔ ”تو تم ہو شام سنگھ وہ بھیرے جو شریف لڑکیوں کو اغوا کر کے اور پھر انہیں نیلام کرتے ہو اور ان کی باقی ساری زندگی قحبہ خانوں میں

آدمی موجود ہے“..... جو انانے دوسری طرف سے کہا۔ ”وہاں موجود باقی افراد کو گولیوں سے اڑا دو اور اس شام سنگھ کو یہاں لے آؤ“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد جو انانہ کمرے میں داخل ہوا تو اس کے کاندھے پر ایک بے ہوش آدمی لدا ہوا تھا اس کے پیچھے ٹائیگر بھی اندر آگیا۔

”اسے بھی کرسی پر بٹھا کر باندھ دو“..... عمران نے کہا۔ ”میں وہیں سے رسی لے آیا ہوں باس“..... ٹائیگر نے کہا اس کے ہاتھ میں واقعی رسی کا کچھا موجود تھا عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور تھوڑی دیر بعد جو انانہ ٹائیگر دونوں نے مل کر اسے کرسی پر باندھ دیا۔ ”یہاں میک اپ واشر یقیناً ہو گا۔ کہاں ہے وہ موتی لعل“۔ عمران نے موتی لعل سے مخاطب ہو کر کہا۔

”بڑے صاحب کے دفتر میں کونے والی الماری میں“..... موتی لعل نے جواب دیا اور پھر عمران کے کہنے پر اس نے دفتر کا محل وقوع بھی بتا دیا تو ٹائیگر تیزی سے مڑا اور تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کا میک اپ واشر موجود تھا۔

”اس کا میک اپ واشر کروٹا کر میں اس بھیدیے کا اصل روپ دیکھ سکوں“..... عمران نے انتہائی نفرت آمیز لہجے میں کہا اور ٹائیگر نے میک اپ واشر کا خود بے ہوش شام سنگھ سر اور ہچرے پر چڑھا کر اس کے بٹن بند کرنے شروع کر دیے تھوڑی دیر بعد اس نے بیڑی سے چلنے والے میک اپ واشر کا بٹن آن کر دیا اور خود کا شیشہ سرخ رنگ



ردپوں کی خاطر سینکڑوں شریف اور معصوم لڑکیوں کی سسکیوں اور کراہوں کی طرف سے کان بند کر لئے ہیں۔ جس طرح سینکڑوں ہزاروں خاندانوں کی چیخیں تمہارے کانوں پر کوئی اثر نہیں کرتیں۔ ان خاندانوں کی جن کی لڑکیاں تم اغوا کر کے قحبہ خانوں میں نیلام کر دیتے ہو..... عمران نے عزاتے ہوئے کہا اس کے منہ سے ہر لفظ اس طرح نکل رہا تھا جیسے وہ لفظوں کے کوڑے برسا رہا ہو اور شام سنگھ کا جسم اس طرح کانپنے لگ گیا جیسے اسے جاڑے کا تیز بخار چڑھ آیا ہو۔

"مم تم مجھے معاف کر دو۔ میں آئندہ کبھی یہ کام نہیں کروں گا۔ مجھے معاف کر دو تمہیں تمہارے خدا کا واسطہ۔ شام سنگھ نے اچانک انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"اپنی اس گندی زبان پر مت خدا کا نام لے آؤ تم اس دنیا کے مکروہ ترین کیزے ہو۔ کاش میرے بس میں ہوتا کہ میں تمہیں مار کر زندہ کر سکتا تو میں تمہیں ایک کروڑ بار مار کر زندہ کرتا اور پھر ایک کروڑ بار مارتا..... عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو شام سنگھ نے بے اختیار چیخا شروع کر دیا۔

"مت مارو مجھے میں دھڑک رہا ہوں کہ آئندہ یہ کام نہیں کروں گا..... شام سنگھ کی حالت واقعی لمحہ بہ لمحہ خراب ہوتی جا رہی تھی شاید اسے یقین آگیا تھا کہ عمران جو کچھ کہہ رہا ہے وہ صرف جذباتی گفتگو نہیں ہے بلکہ وہ ایسا کرے گا بھی۔

"تم نے یقیناً جنرل شرما کی فائل بنا رکھی ہوگی کیونکہ مجھے معلوم

ہو سکتے ہوئے گزر جاتی ہے..... عمران کے لہجے میں اس قدر نفرت تھی کہ اس کے ساتھ کھڑے ہوئے نائیک اور جوانا دونوں کے جسموں میں سردی کی تیز بہریں سی دوڑتی چلی گئیں۔

"تم۔ تم۔ تم کون ہو..... شام سنگھ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میرا نام علی عمران ہے..... عمران نے انتہائی سرو لہجے میں کہا تو شام سنگھ بے اختیار چونک پڑا۔

"یہ سب غلط ہے بہتان ہے میرا کسی جرم سے کوئی تعلق نہیں ہے میں تو کاروباری آدمی ہوں۔ میں دیکھی انسانیت کی خدمت کو اپنا فرض سمجھتا ہوں تم بے شک پورے شہر کے لوگوں سے پوچھ لو۔ تمہیں کسی نے میرے متعلق غلط بتایا ہے..... شام سنگھ نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"تم نے کافرستانی فوج کے ایک اعلیٰ افسر جنرل شرما کو بھی کھٹ کر لیا۔ تمہیں جنرل شرما کی موت کی اطلاع مل گئی تھی وہ بھی میرے ہاتھوں ہی ہلاک ہوا ہے اور اب تمہارا جو انجام ہوگا شاید ایسا انجام آج تک دنیا میں کسی انسان کا نہ ہوا ہو۔ میں تمہیں گرم کھولتے ہوئے پانی کے ٹب میں ڈال دوں گا تمہاری کھال گل گل کر گرتی رہے گی تمہاری آتیں اچھل کر تمہارے منہ سے باہر آجائیں گی۔ تمہاری آنکھیں پھول کر فٹ بال کی طرح باہر نکل آئیں گی لیکن تمہیں موت نہیں آئے گی۔ تم سسکو گے۔ چیخو گے۔ رو گے لیکن تمہاری سسکیاں چیخیں اور رونا کوئی نہیں سنے گا۔ بالکل اسی طرح جس طرح تم نے چند

عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا تو شام سنگھ نے وہ راستہ بتا دیا۔  
 "ٹائیگر جوف کو ساتھ لے جاؤ اور وہاں سے تلاش کر کے جنرل  
 شرما کے بارے میں فائل لے آؤ"..... عمران نے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا  
 ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"تم مجھے چھوڑ دو۔ تم جتنی دولت کہوں میں تمہیں دینے کے لئے تیار  
 ہوں تم اتنی دولت کا تصور بھی نہیں کر سکو گے تمہاری آئندہ سات  
 نسلیں بھی دنیا کی سب سے بڑی رئیس بنی رہیں گی"..... شام سنگھ  
 نے بڑے خوشامدانہ لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔  
 "کتنی دولت ہے تمہارے پاس"..... عمران نے مسکراتے  
 ہوئے پوچھا۔

"تمہارے تصور سے بھی زیادہ ہے تم منہ سے مانگو بس مجھے چھوڑ  
 دو"..... شام سنگھ نے کہا۔  
 "چلو تم خود بتاؤ اپنی زندگی کی کیا قیمت لگاتے ہو"۔ عمران نے کہا۔  
 "پچاس کروڑ روپے اور وہ بھی نقد"..... شام سنگھ نے کہا تو  
 عمران نے بے اختیار برا سامنہ بنالیا۔

"بس صرف پچاس کروڑ روپے۔ حیرت ہے اس کا مطلب ہے کہ تم  
 اتہائی چھوٹے آدمی ہو۔ تمہاری زندگی کی قیمت صرف پچاس کروڑ  
 روپے ہے"..... عمران نے کہا تو شام سنگھ کے چہرے پر حیرت ابھر  
 آئی۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ بہت بڑی رقم ہے بہت بڑی"..... شام

ہے کہ تم جیسے مجرم ہمیشہ اپنے ساتھیوں کی فائلیں تیار کرنا اپنے  
 پاس رکھتے ہیں۔ بولو کہاں ہے وہ فائل"..... عمران نے غراتے ہوئے  
 کہا۔

"فف فف فائل۔ کون سی فائل"..... شام سنگھ نے ہکلاتے  
 ہوئے کہا۔

"تمہیں عذاب سے بچنے اور زندگی بچانے کا آخری موقع دے رہا  
 ہوں سمجھو۔ اب یہ تمہارے ہاتھ میں ہے کہ تم کیا پسند کرتے  
 ہو"..... عمران نے کہا تو شام سنگھ کے اجڑے ہوئے چہرے پر یکفک  
 ہنس سی دوڑ گئیں اس کی خوف سے دھندلائی ہوئی آنکھوں میں چمک  
 سی آگئی۔

"کیا۔ کیا واقعی مجھے چھوڑ دو گے کیا تم سچ کہہ رہے ہو"..... شام  
 سنگھ نے کہا۔

"میں اپنی بات دوہرانے کا عادی نہیں ہوں سمجھو۔ اگر تم فائل  
 دے دو تو میں تمہارے بارے میں شاید نرم رویہ اختیار کر لوں  
 ورنہ"..... عمران نے اتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"وہ فائل میرے دفتر کے نیچے خفیہ تہہ خانے کی الماری میں ہے  
 لیکن صرف وہی فائل لینا اور فائلیں نہ لینا ورنہ میرا سارا کاروبار تباہ ہو  
 جائے گا۔ وہ لوگ میری بوٹیاں نوچ ڈالیں گے"..... شام سنگھ نے  
 کہا۔

"اس تہہ خانے کی تفصیل بتاؤ کہ اس کا راستہ کیسے کھلتا ہے"۔

"ایک صورت میں تمہیں رہائی مل سکتی ہے کہ اگر تم ایک سو کروڑ ڈالر دے سکو"..... عمران نے کہا۔

"ایک سو کروڑ ڈالر اوہ یہ تو بہت بڑی رقم ہے"..... شیام سنگھ نے کہا۔

"اگر زیادہ ہے تو دو سو کروڑ ڈالر۔ جب تک تم قبول نہیں کو گے یہ رقم اس طرح بڑھتی جائے گی"..... عمران نے سر دلچے میں کہا۔

"م۔م۔م۔ مجھے منظور ہے تم وعدہ کرو کہ مجھے چھوڑ دو گے"۔ شیام سنگھ نے جلدی سے کہا۔

"رقم کیسے دو گے"..... عمران نے کہا۔

"گارنٹیڈ چیک دے سکتا ہوں"۔ شیام سنگھ نے جلدی سے کہا۔

"کہاں ہے چیک بک"..... عمران نے کہا۔

"میرے دفتر کے خفیہ سیف میں"..... شیام سنگھ نے کہا اور اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا نا نیگ کرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں سرخ رنگ کی ایک ضخیم سی فائل موجود تھی جس پر جنرل شرباکا نام موٹے موٹے حروف میں ٹائپ شدہ دور سے نظر آ رہا تھا عمران نے اس کے ہاتھ سے فائل لی اور پھر اسے کھول کر دیکھنا شروع کر دیا۔

"اوہ واقعی تم نے انتہائی خوفناک بلیک میلنگ سٹف اکٹھا کر رکھا ہے ایسا کہ جس سے کوئی انکار ہی نہیں کر سکتا"..... عمران نے فائل دیکھتے ہوئے کہا تو شیام سنگھ کے چہرے پر فخریہ تاثرات ابھرائے۔

"اسی لئے تو پورا کافرستان شیام سنگھ کے ہتھوں میں پھوپھوڑاتا رہتا

سنگھ نے کہا۔

"ہوگی لیکن میرے نزدیک یہ بہت معمولی سے رقم ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"چلو ساٹھ کروڑ لے لو۔ بس اب تم خوش ہو میں نے اکٹھے دس کروڑ روپے بڑھا دیئے ہیں"..... شیام سنگھ نے کہا۔

"یہ ساری دولت یہاں کافرستان کے جنگیوں میں ہے"..... عمران نے کہا۔

"نہیں میں نے اپنی دولت سوئٹزر لینڈ کے بینکوں میں رکھی ہوئی ہے"..... شیام سنگھ نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"پھر تو بہت بڑی رقم ہوگی کیونکہ وہ بینک اس قدر معمولی رقم سے تو اکاؤنٹ ہی نہیں کھولتے"..... عمران نے کہا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو لیکن تمہیں دوسری رقم سے کیا تم ساٹھ کروڑ لے لو اور میری جان بخش دو"..... شیام سنگھ نے کہا۔

"تم نے شادی کی ہوئی ہے"..... عمران نے پوچھا۔

"میں نے کبھی یہ طوطا نہیں پالا"..... شیام سنگھ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اگر تم آج مر جاؤ تو یہ رقم کون لے گا"..... عمران نے کہا۔

"کوئی لے میری بلا سے جب میں مر گیا تو پھر مجھے کیا۔ اللہ میں اپنی زندگی عیش و آرام سے گزارنا چاہتا ہوں"..... شیام سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ہوٹ بھج کر خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں سوئزر لینڈ کے ایک بینک کی مخصوص چیک بک موجود تھی۔ عمران نے اس کے ہاتھ سے چیک بک لی اور اسے کھول کر دیکھنا شروع کر دیا۔ یہ واقعی سوئزر لینڈ کے ایک معروف بینک کی طرف سے جاری کردہ خصوصی اکاؤنٹ کی گارنٹیڈ چیک بک تھی۔

”جوانا شیاام سنگھ کو کھول دو“..... عمران نے چیک بک بند کرتے ہوئے جوانا سے کہا اور جوانا سر ملاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

”باس کیا واقعی رقم لے کر.....“ ٹائیگر نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہنا شروع کیا۔

”خاموش رہو۔ میں اپنے معاملات میں کسی قسم کی مداخلت پسند نہیں کرتا سمجھے۔ اگر تم نے پھر یہ حرکت کی تو دوسرا سانس نہیں لے سکو گے“..... عمران نے اہتائی سرد لہجے میں اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا تو ٹائیگر ہوٹ بھج کر خاموش ہو گیا لیکن اس کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ اسے عمران کی یہ حرکت پسند نہیں آئی کہ رقم لے کر لستے بڑے مجرم کو چھوڑ دیا جائے جب کہ ٹائیگر کو ڈانٹ پڑتے دیکھ کر شیاام سنگھ کے چہرے پر اہتائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے چند لمحوں بعد جوانا نے رسیاں کھول دیں تو شیاام سنگھ نے بے اختیار اپنی کلاٹیاں مسلنی شروع کر دیں۔

”لاؤ مجھے دو چیک بک میں تمہیں جہاری مطلوبہ رقم دوں“۔ شیاام سنگھ نے کہا تو عمران نے چیک بک اس کی طرف بڑھا دی۔ شیاام سنگھ

ہے لیکن کسی کو مری طرف ٹیڑھی نظر اٹھا کر دیکھنے کی بھی جرأت نہیں ہوتی“..... شیاام سنگھ نے بڑے فخریہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”باس اس تہہ خانے میں تو اس ٹائپ کی فائلوں سے الماریاں بھری پڑی ہیں“..... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے فائل بند کر دی اور اسے ساتھ کھڑے ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔

”انہی فائلوں کے سر پر تو یہ بڑے مجرم بستے ہیں“۔ عمران نے کہا۔

”اب فائل تمہیں مل گئی ہے اب تو تم مجھے رہا کر دو“..... شیاام سنگھ نے کہا۔

”وہ رقم تو تم نے ابھی دینی ہے“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے چھوڑ دو گے تو میں چیک پر دستخط کروں گا“۔ شیاام سنگھ نے کہا۔

”تم بتاؤ کہاں ہے چیک بک میرا آدمی یہیں لے آئے گا“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو شیاام سنگھ نے تفصیل بتانی شروع کر دی۔

”ٹائیگر جا کر چیک بک لے آؤ“..... عمران نے ٹائیگر سے کہا تو ٹائیگر سر ملاتا ہوا امڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

”ماسٹریہ موتی لعل اور یہ بے ہوش پڑے ہوئے افراد کے ساتھ کیا کرنا ہے“..... جوانا نے اچانک کہا۔

”ابھی کرتے ہیں ان کے متعلق بھی فیصلہ“..... عمران نے کہا۔

”مم مم میں نے تو تم سے پورا پورا تعاون کیا ہے“..... موتی لعل نے جواب تک خاموش بیٹھا ہوا اتھاڑی کھٹ گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تم فی الحال خاموش بیٹھے رہو“..... عمران نے کہا تو موتی لعل



چکی تھی اور ٹونی کو تم نے سربراہ بنا دیا اور اب کہہ رہے ہو کہ ٹونی کون ہے؟..... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

”اوہ اوہ تم واقعی سب کچھ جانتے ہو مجھے حیرت ہے لیکن کیا واقعی تم وہاں جاؤ گے۔ تم تو ابھی اس کو انتہائی ظالمانہ جرم کہہ رہے تھے۔“ شیام سنگھ نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”اس وقت تک میں نے اتنی بھاری رقم کا چیک وصول نہیں کیا تھا اب اس چیک کو وصول کرنے کے بعد تم بے شک میری طرف سے ساری دنیا کی لڑکیوں کو اغوا کر کے قحبہ خانوں کے بھجنٹوں کے ہاتھوں نیلام کر دو مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میں تو اس لئے اس منڈی میں شریک ہونا چاہتا ہوں کہ شاید کوئی لڑکی مجھے پسند آجائے اور اس طرح میری شادی کا کوئی سکوپ بن جائے۔“ عمران نے جواب دیا تو شیام سنگھ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”اب ٹھیک ہے۔ تم نے واقعی اس وقت مجھے خوفزدہ کر دیا تھا۔ تمہارے الفاظ اور تمہارا لہجہ ایسا تھا کہ میرا دل ابھی تک کانپ رہا ہے بہر حال تم بے شک شریک ہو اور میری طرف سے اجازت ہے کہ تم جتنی لڑکیاں چاہو بغیر رقم دیئے وہاں سے لے جاؤ۔“ شیام سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر ٹونی سے بات کرو اور اسے میرے بارے میں ہدایات

دو..... عمران نے کہا۔

”میں ہدایات دے دوں گا تم بے فکر رہو۔“ شیام سنگھ نے کہا۔

نے کوٹ کی جیب سے قلم نکالا اور پھر چیک بک کے پہلے چیک پر چھوٹا سا نقطہ ڈال کر اسے مخصوص انداز میں کاٹ دیا اور پھر چیک اس نے چیک بک سے علیحدہ کیا اور عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے چیک کو ایک نظر دیکھا اور پھر اسے تہہ کر کے اپنی جیب میں ڈال لیا۔

”تمہاری لڑکیوں کی منڈی کل راجسٹریہ پوائنٹ پر لگ رہی ہے۔ کیا تم خود اس منڈی میں شریک ہوتے ہو؟..... عمران نے کہا تو شیام سنگھ بے اختیار چونک پڑا۔

”تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ منڈی راجسٹریہ پوائنٹ پر لگ رہی ہے؟..... شیام سنگھ کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

”جو میں پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دو۔“ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”نہیں میں بذات خود کسی کام میں شریک نہیں ہوا کرتا یہ میرا شروع سے اصول ہے سب کام میرے آدمی کیا کرتے ہیں۔ میں صرف ہدایات دیتا ہوں۔ اور لوگوں میری ہدایات پر عمل کرتے ہیں۔“ شیام سنگھ نے جواب دیا۔

”تو پھر سنو میں کل خود اس منڈی میں شریک ہونا چاہتا ہوں اپنے ساتھیوں سمیت۔ تم ٹونی کو کہو کہ وہ میرے وہاں پہنچنے پر میرا استقبال کرے۔“ عمران نے کہا۔

”ٹونی کون کیا مطلب؟..... شیام سنگھ نے چونک کر کہا۔

”تم نے جیکب کو ختم کر دیا کیونکہ ایک پاکیشیا پارٹی اس سے مل

"ارے ابھی ہمارے سامنے اسے دھمکیاں مت دو بہر حال یہ  
 جہارے ملازم ہیں ہمارے جانے کے بعد جو چاہو ان سے سلوک  
 کرتے رہنا"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو شام سنگھ نے  
 اثبات میں سر ہلادیا جب کہ ٹائیگر کا بگڑا ہوا چہرہ عمران کی یہ بات سن  
 کر کچھ اور بگڑ گیا تھا لیکن وہ خاموش رہا تھا۔ توڑی دیر بعد عمران شام  
 سنگھ ٹائیگر اور جوانا کے ساتھ اس کے دفتر میں پہنچ گیا۔ دفتر واقعی  
 انتہائی شاندار انداز میں بنایا گیا تھا۔ شام سنگھ ایک الماری کی طرف  
 بڑھا اور اس نے الماری کھولی اور اس کے اندر موجود ایک خصوصی  
 ساخت کا ٹرانسمیٹر باہر نکال کر اس نے الماری بند کی اور ٹرانسمیٹر پر  
 فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

"بھلے یہ بتاؤ کہ تم کیا کہو گے اس سے"..... عمران نے اس کے  
 ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اسے ٹرانسمیٹر آن کرنے سے روکتے ہوئے کہا۔  
 "نہی کہ تم منڈی میں شامل ہو گے اور جس لڑکی پر ہاتھ رکھو گے  
 تمہیں لے جانے کی اجازت ہوگی"..... شام سنگھ نے کہا۔

"لیکن میرے متعلق اسے کیا بتاؤ گے"..... عمران نے کہا۔  
 "تمہارا نام بتاؤں گا اور کیا بتاؤں گا"..... شام سنگھ نے کہا۔  
 "نہیں تم اسے میرا نام نہیں بتاؤ گے بلکہ تم اسے کہو گے کہ تم نے  
 ایک نئی پارٹی کو اس منڈی میں شامل ہونے کے لئے بلایا ہے اور یہ  
 پارٹی ہوٹل سے ساتھ جانے کی بجائے براہ راست راجستھن پوائنٹ پر  
 پہنچے گی تو فی دہاں اس پارٹی کا استقبال کرے گا اور پھر انہیں اپنے ساتھ

"دیکھو شام سنگھ اگر میں نے رقم لے کر جہارے متعلق اپنے  
 خیالات کو تبدیل کر لیا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم اب  
 میری بات کو نالانا شروع کر دو۔ اگر ایسی بات ہے تو میں ابھی چٹیک  
 جہارے سامنے پھاڑ دوں گا اور اس کے بعد....." عمران کا لہجہ ایک  
 بار پھر سرد ہو گیا تھا۔

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے میں بات کرتا ہوں مجھے ٹرانسمیٹر پر بات  
 کرنی ہوگی کیونکہ منڈی سے دور دھبیلے ہم فون کا استعمال بند کر دیتے  
 ہیں اور صرف خصوصی ٹرانسمیٹر پر بات ہوتی ہے ایسے ٹرانسمیٹر جس  
 کی کال نہ کیج کی جاسکتی اور نہ سنی جاسکتی ہے"..... شام سنگھ نے کہا۔

"کہاں ہے یہ ٹرانسمیٹر"..... عمران نے کہا۔  
 "میرے دفتر میں ہے"..... شام سنگھ نے کہا۔  
 "تو چلو ہم وہیں چلتے ہیں"..... عمران نے بھی کرسی سے اٹھتے  
 ہوئے کہا۔

"جج جناب مجھے بھی تو چھوڑیں"..... موتی لعل نے اچانک کہا تو  
 شام سنگھ اس طرف ایک جھٹکے سے مڑا۔

"تمہیں تو میں مڑا چکاؤں گا مخبری کرنے کا مجھے معلوم ہے کہ تم  
 نے میری مخبری کی ہے ورنہ مجھ تک کوئی نہیں پہنچ سکتا تھا میں جہاری  
 بوٹیاں کاٹ کر جیل کوؤں کے سامنے ڈالوں گا"..... شام سنگھ نے مڑ  
 کر موتی لعل کو دیکھتے ہوئے کہا تو موتی لعل کا چہرہ لکھت خوف کی  
 شدت سے ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا۔

شرکت کی دعوت دی ہے۔ یہ پارٹی مقامی ہے۔ یہ پارٹی براہ راست راجسٹریہ پوائنٹ پر پہنچے گی۔ اس پارٹی میں آٹھ افراد شامل ہوں گے اور منڈی کا دورہ دوسری پارٹیوں کے ساتھ کریں گے۔ اس کے بعد باقی پارٹیاں تو پہلے پروگرام کے تحت ہوٹل چلی جائیں گی جب کہ یہ پارٹی وہاں رہے گی اور ان لڑکیوں میں سے جو لڑکیاں اس پارٹی کو پسند آئیں وہ یہ اپنے ساتھ لے جانے گی۔ تم نے اس معاملے میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ڈالنی بلکہ ان سے پورا تعاون کرنا ہے۔ سمجھ گئے ہو اور۔۔۔۔۔ شیاام سنگھ نے کہا۔

”یس باس لیکن باس راجسٹریہ پوائنٹ پر یہ پارٹی کہاں اور کیسے پہنچے گی اور ان کی شناخت کیسے ہوگی اور۔۔۔۔۔ ٹونی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کل کس وقت باقی پارٹیاں وہاں پہنچیں گی اور۔۔۔۔۔ شیاام سنگھ نے کہا۔

”کل صبح گیارہ بجے تمام پارٹیوں کو راجسٹریہ پوائنٹ پہنچا دیا جائے گا اور۔۔۔۔۔ ٹونی نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے یہ پارٹی ساڑھے دس بجے نوہن پورہ پہنچ جائے گی۔ تم آئیو سیت موہن پورہ کی سرخ حویلی کے سامنے پہنچ جانا اس پارٹی کا لیڈر سرخ لکیر کا کوڈو دہرائے گا جب کہ تم نے جواب میں سرخ بادل کا کوڈو دہرانا ہے اور پھر تم انہیں اپنے ساتھ راجسٹریہ پوائنٹ لے جانا۔ اس کے بعد جب باقی پارٹیاں واپس چلی جائیں تو جو لڑکیاں

منڈی میں لے جائے گا اور اس کے بعد یہ پارٹی جتنی لڑکیاں چاہے ساتھ لے جاسکتی ہے اس پارٹی میں آٹھ افراد شامل ہوں گے اور اس سلسلے میں تم چاہو تو باقاعدہ اس سے کوڈ لے کر لینا لیکن یہ سن لو کہ اگر وہاں کوئی رکاوٹ سامنے آئی تو پھر تم چاہے ہاتھ میں کیوں نہ چھپ جاؤ ہم وہاں سے بھی تمہیں نکال لیں گے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”تم فکر نہ کرو شیاام سنگھ جو ایک بار کہہ دیتا ہے اس پر پورا عمل کرتا ہے۔۔۔۔۔ شیاام سنگھ نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا شیاام سنگھ نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا۔

”ہیلو ہیلو شیاام سنگھ کانٹنگ اور۔۔۔۔۔ شیاام سنگھ نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”یس باس میں ٹونی بول رہا ہوں باس اور۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”منڈی کے انتظامات کی کیا رپورٹ ہے اور۔۔۔۔۔ شیاام سنگھ نے کہا۔

”آپ کے حکامات کی مکمل تعمیل کی گئی ہے جناب جریرے سے تمام لڑکیوں کو راجسٹریہ پوائنٹ پہنچا دیا گیا ہے۔ وہاں ہم نے انتہائی سخت حفاظتی انتظامات کر دیئے ہیں کل تمام کارروائی بالکل اسی طرح ہوگی جس طرح آپ نے حکم دیا تھا اور۔۔۔۔۔ ٹونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے اب میرے مزید احکامات سنو اور ان احکامات پر تم نے مکمل عملی کرنا ہے۔ میں نے ایک خاص پارٹی کو منڈی میں

سو کروڑ ڈالر کو معمولی سے دولت کہہ رہے ہو..... عمران نے کہا۔  
 "تم نے میری چٹیک بک دیکھی ہے اس سیف کے مختلف خانے  
 ایسی چٹیک بکوں سے بھرے ہوئے ہیں اس لئے مجھے دولت کی قطعاً  
 کوئی پرواہ نہیں ہے"..... شام سنگھ نے ناغرانہ لہجے میں کہا۔

"اور تم نے تمام اکاؤنٹس کے ایک ہی نمبر حاصل کئے ہوں گے  
 اور ایک ہی کوڈ نمبر"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو شام  
 سنگھ بے اختیار چونک پڑا۔

"تمہیں کیسے علم ہوا۔ اس بات کا علم تو سوائے میری ذات کے اور  
 کسی کو بھی نہیں"..... شام سنگھ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں  
 کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"مجھے دراصل تم جیسے بڑے مجرموں کی نفسیات سے کچھ کچھ  
 واقفیت حاصل ہے"..... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔  
 "کمال ہے تم میں واقعی بے پناہ صلاحیتیں ہیں"..... شام سنگھ  
 نے کہا۔

"ابھی ایک صلاحیت ایسی ہے جس کا علم تمہیں نہیں ہے۔"  
 عمران نے کہا تو شام سنگھ بے اختیار چونک پڑا۔  
 "وہ کون سی"..... شام سنگھ نے چونکتے ہوئے کہا۔  
 "وہ صلاحیت ہے دیوؤں سے اپنا حکم منوانے کی"..... عمران نے  
 کہا تو شام سنگھ ایک بار پھر چونک پڑا۔  
 "دیوؤں سے حکم منوانے کی۔ کیا مطلب"..... شام سنگھ نے کہا۔

یہ پسند کریں ان لڑکیوں سمیت تم انہیں واپس موہن پورہ کی سرخ  
 حویلی پہنچا دینا اور پھر تم واپس ہو ٹل جا کر منڈی کی اپنی کارروائی مکمل  
 کرنا اور..... شام سنگھ نے کہا۔

"ان لڑکیوں کو تو نیلامی سے نکالنا ہو گا باس اور"۔ ٹونی نے کہا۔  
 "ظاہر ہے یہ پوچھنے والی بات ہے۔ کیا تم احمق ہو گئے ہو  
 اور"..... شام سنگھ نے انتہائی محنت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے باس جیسے آپ نے حکم دیا ہے ویسے ہی ہو گا  
 اور"..... دوسری طرف سے ٹونی نے کہا اور شام سنگھ نے اور اینڈ  
 آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اور حکم"..... شام سنگھ نے عمران کی طرف مڑتے ہوئے مسکرا  
 کر کہا۔

"اب اس بات کی کیا گارنٹی ہے شام سنگھ کہ ہمارے جانے کے  
 بعد تم ٹونی کو دوبارہ نئی ہدایات دے دو اور کل ساڑھے دس بجے وہ  
 مسلح افراد لے کر اس سرخ حویلی کو گھیرے کھڑا ہو"..... عمران نے  
 مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں۔ ایسا مت سوچو۔ شام سنگھ ایسا آدمی نہیں ہے مجھے ان  
 لڑکیوں یا اس معمولی سی دولت کی کوئی پرواہ نہیں ہے جب میں نے  
 کہہ دیا ہے تو پھر کہہ دیا ہے"..... شام سنگھ نے بڑے بے تکلفانہ لہجے  
 میں کہا۔

"اگر واقعی ایسی ہی بات ہے تو پھر تو تم واقعی بے حد امیر آدمی ہو دو



"اسے کرسی پر بٹھا دو اور دوبارہ رسیوں سے جکڑ دو"..... عمران نے کہا تو جوانا نے شام سنگھ کا بے ہوش جسم دوبارہ کرسی پر پھینکا اور پھر ٹانگیں کی مدد سے اس نے اسے دوبارہ رسیوں سے جکڑ دیا۔

"اب اسے ہوش میں لے آؤ"..... عمران نے کہا تو جوانا نے ایک ہی ہاتھ سے اس کی ناک اور منہ بند کر دیا سجدہ لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات پیدا ہوئے تو جوانا نے ہاتھ ہٹا دیا اور پیچھے ہٹ کر عمران کی کرسی کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد شام سنگھ کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔

"یہ۔۔۔ کیا کیا تم نے۔۔۔ تم نے تو وعدہ کیا تھا اور مجھ سے رقم بھی لے لی تھی"..... شام سنگھ نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"جہاں کیا خیال تھا کہ ان معصوم لڑکیوں کا میں تم سے سودا کرنے کے لئے یہاں تک پہنچا ہوں۔ ایسی کوئی بات نہیں شام سنگھ۔ یہ جو چیک تم نے دیا ہے یہ تو ایک لڑکی کے سر کے ایک بال کی بھی قیمت نہیں ہے۔ یہ چیک تو میں نے تم سے صرف اس لئے لیا تھا کہ اس رقم سے ان لڑکیوں کے خاندانوں کی امداد کی جائے گی اور میں نے پہلے بھی تمہیں بتایا ہے کہ تم جیسے گھٹیا مجرموں کی نفسیات سے میں واقف ہوں جہاں نظر میں دولت سے ہر شخص غریب اجاسکتا ہے اور تم واقعی مجھے چیک دے کر مطمئن ہو گئے تھے کہ تم نے مجھے خرید لیا ہے لیکن میں صرف استا چاہتا تھا کہ تم نوٹی کو ہدایات دے دو کیونکہ وہاں

"جوانا کو دیکھ رہے ہو۔ کیا یہ دیو نہیں ہے۔ اب دیکھنا یہ میرا حکم کیسے مانتا ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
"کیا مطلب کیسا حکم"..... شام سنگھ نے کہا۔  
"جوانا شام سنگھ کو گردن سے پکڑ کر ہوا میں اٹھا لو"..... عمران نے کہا تو جوانا کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور دوسرے لمحے شام سنگھ کا جسم تیزی سے ہوا میں اٹھتا چلا گیا۔ جوانا نے اسے گردن سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے ہوا میں اٹھالیا تھا۔ شام سنگھ کے منہ سے بھینچی بھینچی چیخیں نکل رہی تھیں اور وہ بری طرح ہوا میں ہاتھ پیر مار رہا تھا۔

"اب اسے اس حالت میں اسی کمرے میں لے چلو جہاں اس نے موتی لعل کو دھمکی دی تھی"..... عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو جوانا شام سنگھ کو گردن سے پکڑ کر ہوا میں اٹھائے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔..... شام سنگھ کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بری طرح بگڑ گیا تھا اور پھر دروازے تک پہنچتے پہنچتے اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔

"ارے کہیں مر تو نہیں گیا"..... عمران نے کہا۔  
"اس جیسے لوگ اتنی آسانی سے نہیں مرا کرتے ماسٹر۔ یہ صرف بے ہوش ہوا ہے"..... جوانا نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس اسی کمرے میں پہنچ گئے جہاں سارے لوگ سوائے موتی لعل کے بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

ملازموں سب کو گولیوں سے اڑا دے گا۔ یہ انتہائی بے رحم اور سفاک آدمی ہے۔ یہ انسان کو چوٹی جتنی اہمیت بھی نہیں دیتا..... موتی لعل نے رک رک کر کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"اب تم خود اپنی سزا تجویز کرو شیام سنگھ..... عمران نے مسکراتے ہوئے شیام سنگھ سے کہا۔

"رحم کھاؤ مجھ پر۔ رحم کرو۔ مجھے مت مارو۔ مجھے چھوڑ دو..... شیام سنگھ نے ٹکھٹ رو دینے والے لہجے میں کہنا شروع کر دیا۔

"تم واقعی اس قابل ہو کہ تمہیں انتہائی عبرتاک انداز میں ہلاک کیا جائے۔ کردار کے لحاظ سے تم انسان نہیں ہو لیکن مجبوری یہ ہے کہ تم بظاہر انسان ہو اس لئے میں نے تمہارے لئے آسان موت کا فیصلہ کیا ہے..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے سائینسٹرنگ مشین پشٹل نکالا اور دوسرے لمحے ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ کمرہ شیام سنگھ کی پے در پے چیخوں سے گونج اٹھا۔ گولیاں اس کے سینے میں چوست ہوتی جا رہی تھیں اور عمران نے ٹریگر سے انگلی اس وقت ہٹائی جب شیام سنگھ کی آنکھیں بے نور ہو گئیں۔

کسی بھی بیرونی کارروائی کی صورت میں تمہارے ساتھی ان لڑکیوں کو بھی ہلاک کر سکتے تھے اس لئے میں نے تمہاری سب باتیں برداشت کیں اور اپنے ساتھی مائیگر کا بگڑا ہوا چہرہ بھی اور اس کے ساتھ ساتھ چونکہ میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ تمہیں چھوڑ دوں گا وہ وعدہ بھی میں نے پورا کر دیا اور تمہیں چھوڑ دیا..... عمران نے کہا تو شیام سنگھ کا چہرہ خوف سے بگڑ گیا۔

"تم اور دولت لے لو۔ ساری دولت لے لو لیکن مجھے کچھ نہ کہو..... شیام سنگھ نے کہا۔

"جوانا تمہارا کیا خیال ہے اسے کس طرح کی موت ملنی چاہئے۔" عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ماسر آپ اجازت دیں تو میں اس شخص کے پورے جسم کی کھال خنجر سے اتار دوں..... جوانا نے انتہائی بے رحم لہجے میں کہا۔

"مائیکر تم اس کے لئے کیا سزا تجویز پیش کرتے ہو..... عمران نے مائیگر سے مخاطب ہو کر کہا جس کا بگڑا ہوا چہرہ اب کھل اٹھا تھا۔

"باس مجھے معاف کر دیں۔ میں واقعی یہی سمجھ رہا تھا کہ آپ نے اس گھٹیا مجرم کو چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس آدمی کو زندہ جلا دیا جائے..... مائیگر نے کہا۔

"موتی لعل تم کیا کہتے ہو۔ تمہارے پاس کو کس طرح کی سزا ملنی چاہئے..... عمران نے موتی لعل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ آپ اسے زندہ نہ چھوڑیں ورنہ یہ مجھے بھی اور ان تمام

”کیا بات ہے کیوں کال کی ہے“..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد صدر نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے بادقار لہجے میں کہا۔  
”آپ کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے بتایا تھا کہ جنرل شرما جرائم میں ملوث ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کو چیف صاحب کی بات پر یقین نہ آیا ہوگا“..... عمران نے کہا۔

”مجھے واقعی حیرت ہے کہ انہوں نے کیسے کافرستان کے اعلیٰ فوجی افسر پر ایک جھوٹا الزام لگا دیا۔ حالانکہ میں نے تحقیقات کی ہے۔ جنرل شرما کا کردار مکمل طور پر بے داغ تھا اور تم نے جنرل شرما کو ہلاک کر کے ناقابل معافی جرم کیا ہے جس کی سزا بہر حال تمہیں بھگتنی ہوگی“..... صدر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”پہلی بات تو یہ ہے کہ میں نے اپنے ہاتھوں سے جنرل شرما کو ہلاک نہیں کیا البتہ یہ درست ہے کہ جنرل شرما فورسٹارڈ کارروائی کے دوران ہی ہلاک ہوا ہے۔ میں ایک فائل آپ کے پاس بھیجا رہا ہوں آپ پہلے اسے دیکھ لیں اس کے بعد میں کال کر کے بات کروں گا۔ اپنے عمل سے کہہ دیں کہ سپیشل مینیجر جو پیکٹ پر یڈیٹ ہاؤس پہنچائے اسے آپ تک پہنچا دیا جائے شکریہ“..... دوسری طرف سے عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو صدر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ ان کے چہرے پر شدید تذبذب کے تاثرات ابھرتے تھے۔ انہوں نے رسیور رکھا اور پھر انزکام کارسیور اٹھالیا۔  
”یس سر“..... دوسری طرف سے ان کے پی اے کی انتہائی

کافرستان کے صدر اپنے آفس میں بیٹھے فائلوں پر دستخط کرنے میں مصروف تھے کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”یس“..... صدر نے رسیور اٹھاتے ہوئے انتہائی وقار لہجے میں کہا۔

”سر پاکیشیا سے علی عمران صاحب آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں“..... ان کے ملٹری سیکرٹری نے کہا تو صدر بے اختیار اچھل پڑے۔  
”پاکیشیا سے علی عمران لیکن..... ٹھیک ہے بات کراؤ“۔ صدر کچھ کہتے کہتے رک گئے تھے۔

”ہیلو جناب میں علی عمران بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد عمران کی آواز ان کے کانوں میں پہنچی تو انہوں نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے

باہر چلی گئی۔ صدر نے پیٹ اپنی طرف کھسکایا پہلے اس سرخ رنگ کے کاغذ پر نائپ شدہ تحریر کو غور سے پڑھا۔ یہ سیکورٹی سٹاف کی طرف سے پیٹ کی مکمل کلیرنس تھی۔ مطلب یہ کہ اس میں کوئی ایسا مواد موجود نہیں ہے جو نقصان پہنچا سکتا ہو۔ صدر نے ایک طرف رکھا ہوا پیپر کٹڑاٹھایا اور اس پیپر کٹر سے انہوں نے پیٹ کی سائیڈ پھاڑی اور پھر اندر سے ایک فائل باہر نکال لی۔ یہ سرخ رنگ کی فائل تھی اس فائل پر جنرل شرمایا کا نام موٹے موٹے حروف میں لکھا ہوا تھا۔ صدر نے فائل کھولی تو وہ بے اختیار اچھل پڑے۔ ان کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے اور پھر جیسے جیسے وہ فائل کے صفحے پلٹتے چلے گئے ان کی حالت لمحہ بہ لمحہ غیر سے غیر تر ہوتی چلی گئی۔ فائل میں فوٹو گراف بھی تھے سرکاری دستاویزات بھی تھیں۔ نائپ شدہ کاغذات بھی تھے صدر نے پہلے تو پوری فائل کو دیکھا اور پھر انہوں نے ایک ایک کاغذ کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ ان کا چہرہ پہلے شدید حیرت سے اور پھر غصے کی شدت سے بگڑا ہوا نظر آ رہا تھا اسی لمحے پاس پڑے ہوئے سفید رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"میں"..... صدر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"سر علی عمران صاحب آپ سے فوری بات کرنا چاہتے ہیں۔"

دوسری طرف سے ان کے پی اے کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

"ہاں کراؤ بات"..... صدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے

مودبانہ آواز سنائی دی۔

"ایک سپیشل میسجر ایک پیٹ لے کر آ رہا ہے اس پیٹ کو فوری مجھ تک پہنچا دیا جائے لیکن سیکورٹی کلیرنس کے بعد"..... صدر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"میں سر"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور صدر نے رسیور رکھ دیا "کیا واقعی جنرل شرمایا ارم میں ملوث تھے لیکن ملٹری انٹیلی جنس سمیت آج تک کسی ایجنسی نے بھی ان کے بارے میں نیگیٹو رپورٹ نہیں دی اور اب یہ عمران فائل بھیج رہا ہے۔ آخر یہ سب کیا چکر ہے کیا کافرستان کی ایجنسیاں ہر لحاظ سے نااہل ہیں"..... صدر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد دروازے پر مودبانہ انداز کی دستک سنائی دی۔

"میں کم ان"..... صدر نے کہا تو دروازہ بے آواز انداز میں کھلا اور ان کی لیڈی سیکورٹی اندر داخل ہوئی اس کے ہاتھ میں ایک پیٹ تھا جس کے ساتھ سرخ رنگ کا کاغذ لگا ہوا تھا۔

"سر یہ پیٹ سپیشل میسجر دے گیا ہے چیکنگ کے بعد اسے سیکورٹی کے لحاظ سے کلیر کر دیا گیا ہے"..... لیڈی سیکورٹی نے آگے بڑھتے ہوئے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا اور پیٹ صدر کے سامنے میز پر انتہائی مودبانہ انداز میں رکھ کر پیچھے ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔

"ٹھیک ہے آپ جا سکتی ہیں شکریہ"..... صدر نے کہا تو لیڈی سیکورٹی نے سر ہلا کر سلام کیا اور تیزی سے قدم بڑھاتی دروازے سے



جنرل شرما کا تعلق جرائم کی دنیا سے تھا یہ فائل مجھے اس لئے حاصل کرنی پڑی کہ آپ کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف جناب ایکسٹو کی بات پر یقین آجائے اور اب اس فائل پر آپ کو یقین آگیا ہے تو میں آپ کو مزید تفصیلات بھی بتا سکتا ہوں..... عمران کی سنجیدہ آواز سنائی دی۔

”کیسی تفصیلات“..... صدر نے چونک کر پوچھا۔

”کافرستان کی اہم شخصیت شیام سنگھ جو بے شمار فلاحی اداروں کا سرپرست ہے۔ اس کے بارے میں آپ کا خیال ہوگا کہ وہ کافرستان کی انتہائی نیک شخصیت ہے“..... عمران نے کہا۔  
”تو کیا اب تم شیام سنگھ کے بارے میں بھی اس قسم کا انکشاف کرنا چاہتے ہو“..... صدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ فائل شیام سنگھ کی ہی تیار کردہ ہے اور صرف یہی فائل ہی نہیں۔ اس کی رہائش گاہ کو بھی نمبر آٹھ اے مہان کالونی میں بنے ہوئے اس کے آفس کے نیچے خفیہ تہہ خانے میں چار بڑی بڑی الماریاں ایسی ہی فائز سے بھری پڑی ہیں جو تمام کافرستان کی مشہور شخصیات کے بارے میں ہیں۔ شیام سنگھ تو ہلاک ہو چکا ہے البتہ اس کا شیخز موتی لعل زندہ ہے اور اس کے تمام ملازمین بے ہوش پڑے ہوئے ہیں اگر آپ اسے اپنی توہین نہ سمجھیں تو میری درخواست ہے کہ آپ خود اس کو ٹھی میں تشریف لے جائیں۔ اپنے ساتھ بے شک اپنی سپیشل گارڈ بھی لے جائیں۔ اگر آپ کو کسی قسم کا شک ہو تو آپ بے شک

کہا۔

”ہیلو جناب میں علی عمران بول رہا ہوں۔ فائل یقیناً آپ تک پہنچ گئی ہوگی اور آپ نے اسے دیکھ بھی لیا ہوگا“..... عمران کی سنجیدہ آواز سنائی دی۔

”ہاں فائل میرے سامنے موجود ہے اور مجھے اس پر یقین نہیں آ رہا“..... صدر نے کہا۔

”اگر اس فائل پر بھی آپ کو یقین نہیں آ رہا تو پھر آپ کو یقین صرف اسی صورت میں دلایا جاسکتا ہے کہ جنرل شرما کی روح کو آپ کے سامنے حاضر کیا جائے اور وہ آپ کے سامنے باقاعدہ اعتراف جرم کرے“..... عمران کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”میرا مطلب یہ نہیں تھا مطلب یہ تھا کہ یہ انتہائی حیرت انگیز فائل ہے ورنہ اس میں جو ثبوت اکٹھے کئے گئے ہیں وہ ناقابل تردید ہیں مجھے حیرت اس بات پر ہو رہی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف اور آپ تو یہ فائل حاصل کر سکتے ہیں لیکن کافرستان سیکرٹ سروس۔ ملٹری انٹیلی جنس اور دوسری تمام ایجنسیوں میں سے کسی کو بھی اتنے عرصے میں جنرل شرما کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا“..... صدر نے عصبیلے لہجے میں کہا۔

”جناب صدر اس میں ان ایجنسیوں کا کوئی قصور نہیں ہے کیونکہ ان کا تعلق جرائم پیشہ افراد اور جرائم پیشہ تنظیموں سے نہیں ہے۔ ان کی تحقیقات کا دائرہ فوجی یا خاص اشخاص تک ہی محدود رہتا ہے اور

جو فائز موجود ہیں وہ میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں تاکہ آپ اس بارے میں مکمل تحقیقات کر کر کا فرستان کو ان مجرموں سے چھٹکارا دلا سکیں ورنہ اگر یہ فائلیں کسی دوسرے افسر کے ہاتھ لگ گئیں تو ہو سکتا ہے کہ وہ خود شیام سنگھ کی طرح بلیک میلر بن جائے اور تجھے مکمل یقین ہے کہ جو کچھ میں نے کہا ہے آپ اس بارے میں میرے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچائیں گے۔..... عمران نے کہا۔

"تمہارا یہ مشن یقیناً کا فرستان کے خلاف ہوگا۔..... صدر نے ہونٹ پھینکتے ہوئے کہا۔

"اوه نہیں صدر صاحب یہ ایسا مشن نہیں ہے۔ آپ کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے بتایا ہے کہ یہ مشن فور سٹارز کا ہے اور میں جس طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہوں اسی طرح فور سٹارز کے ساتھ بھی کام کرتا ہوں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ایسے مشن پر کام کرتی ہے جس کا تعلق پاکیشیا کی سلامتی اور مجموعی مفاد سے ہوتا ہے جب کہ فور سٹارز کا دائرہ کار بالکل مختلف ہے وہ ایسے مشنز پر کام کرتی ہے جو عام سماجی جرائم کے زمرے میں آتے ہیں۔ زیادہ تر اس کا دائرہ کار پاکیشیا تک ہی محدود رہتا ہے لیکن اس بار جس جرم کے خلاف وہ کام کر رہے ہیں اس میں کا فرستان کے مجرم چیف بنے ہوئے ہیں اس لئے انہیں یہاں آنا پڑا اور میں ان کے ساتھ آیا ہوں۔ ان مجرموں کا باس شیام سنگھ تھا اس لئے بے فکر رہیں ہمارا مشن کا فرستان کے مجرموں کے خلاف ہے کا فرستان کے خلاف نہیں ہے۔..... عمران

اس کو ٹھی کی سیکورٹی چیکنگ کرائیں۔ اس کے بعد وہاں جائیں لیکن میری صرف اتنی درخواست ہے کہ آپ کے وہاں جانے کے بارے میں کسی کو فی الحال علم نہیں ہونا چاہئے کیونکہ جس مشن پر میں کا فرستان آیا ہوں کل گیارہ بارہ بجے تک یہ مشن اپنے کلائمیکس تک پہنچ جائے گا اور جب آپ کو اس مشن کی تفصیلات کا علم ہوگا تو یقیناً آپ کا دل بھی مجرموں کی ہمیت اور ظلم پر خون کے آنسو رونے گا۔ اگر آپ کی اس کو ٹھی میں تشریف آوری کا علم شیام سنگھ کے ساتھیوں کو ہو گیا تو وہ فوری طور پر ردپوش ہو جائیں گے اور پھر قریباً چار سو خاندان تباہ ہو جائیں گے۔..... عمران نے کہا تو صدر کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کیسا مشن۔..... صدر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"فی الحال اس بارے میں کچھ نہیں بتایا جاسکتا۔ البتہ میرا وعدہ کہ اس مشن کی تکمیل کے بعد جس طرح آپ تک یہ فائل پہنچی ہے اسی طرح اس مشن کے بارے میں تفصیلات پہنچ جائیں گی۔ اب بھی اگر میں چاہتا تو اس کو ٹھی میں موجود شیام سنگھ کے تمام ملازمین کو ہلاک کر دیتا اس طرح کسی کو اس بارے میں کانوں کان علم بھی نہ ہو سکتا تھا اور میں اطمینان سے اپنا مشن مکمل کر لیتا لیکن ایک بات تو یہ ہے کہ یہ عام سے ملازمین ہیں اور بے گناہ لوگ ہیں اور میری عادت ہے کہ میں بے گناہ افراد کو ہلاک نہیں کیا کرتا۔ دوسری بات یہ کہ وہاں

تم نے میرے ساتھ جانا ہے لیکن اپنے ساتھ سپیشل سیکورٹی گارڈ کو بھی لے جانا یہ لوگ علیحدہ ہمارے ساتھ جائیں گے لیکن کسی قسم کا کوئی پروٹوکول نہیں ہوگا۔ میں نے انتہائی رازداری سے وہاں جانا ہے۔..... صدر نے کہا۔

"میں سر حکم کی تعمیل ہوگی....." کرنل رائٹھور نے جواب دیا۔  
"سیکورٹی چیکنگ کی مکمل مشینری ساتھ لے جانا تاکہ جہاں ہم نے جانا ہے پہلے اس کی سیکورٹی چیکنگ کر لی جائے۔" صدر نے کہا۔  
"میں سر....." کرنل رائٹھور نے جواب دیا۔

"اب تم جاؤ اور سپیشل گیراج میں کار سمیت تیار رہنا۔ کار تم ڈرائیو کر دو گے۔" صدر نے کہا تو کرنل رائٹھور ایک بار پھر سیلوٹ مار کر مڑا اور پھر دروازہ کھول کر باہر چلا گیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے کے بعد انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی اور صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔  
"جناب شاگل اور جناب کرنل مہادیو تشریف لائے ہیں۔ جناب۔"  
دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"انہیں میرے پاس بھجوا دو۔" صدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔  
تھوڑی دیر بعد دروازے پر مؤدبانہ انداز میں دستک سنائی دی۔  
"میں کم ان....." صدر نے کہا تو دروازہ کھلا اور شاگل اور اس کے پیچھے کرنل مہادیو اندر داخل ہوئے۔ کرنل مہادیو نے فوجی انداز میں سلام کیا جب کہ شاگل نے بڑے مؤدبانہ میں سلام کیا۔

"تشریف رکھیں۔" صدر نے کہا تو وہ دونوں کرسیوں پر

نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔  
"اوکے ٹھیک ہے مجھے تم پر مکمل اعتماد ہے لیکن اپنا وعدہ یاد رکھنا کہ مشن کی تکمیل کے بعد اس کی تفصیلات سے مجھے ضرور آگاہ کرنا۔"  
صدر نے کہا۔

"بالکل کروں گا۔ گڈ بائی....." عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ صدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھا اور پھر انٹرکام کارسیور اٹھالیا۔  
"میں سر....." دوسری طرف سے ان کے پی اے کی آواز سنائی

دی۔

"کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل اور ملٹری انٹیلی جنس کے چیف مہادیو کو فوری کال کرو کہ وہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے میرے پاس پہنچ جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ چیف سیکورٹی آفیسر کرنل رائٹھور کو میرے پاس بھیجیو۔" صدر نے تیز اور حکیمانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے فائل اٹھا کر میز کی دراز میں رکھ دی۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

"میں کم ان....." صدر نے میز کی دراز بند کرتے ہوئے کہا تو دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑگا آدمی جس کے جسم پر تھری پیس سوٹ تھا اندر داخل ہوا۔ اس نے فوجی انداز میں صدر کو سیلوٹ کیا یہ پریذیڈنٹ ہاؤس کا چیف سیکورٹی آفیسر کرنل رائٹھور تھا۔

"کرنل رائٹھور مہان کالونی جانے کے لئے خصوصی کار تیار کراؤ۔"

مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گئے۔

”شاگل صاحب آپ نے جنرل شرما کے بارے میں کوئی تحقیقات کی ہے؟“..... صدر نے شاگل سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس سر میرے آدمیوں نے بتایا ہے کہ جنرل شرما کا کردار بے داغ اور صاف رہا ہے۔ ان کے خلاف کسی قسم کی کوئی شکایت نہیں مل سکی۔“..... شاگل نے جواب دیا۔

”اور کرنل مہادیو آپ نے کوئی خصوصی رپورٹ تیار کرائی ہے؟“..... صدر نے کرنل مہادیو سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس سر لیکن رپورٹ صاف ہے۔“..... کرنل مہادیو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو صدر نے میز کی دراز کھولی اور فائل نکال کر شاگل اور کرنل مہادیو دونوں کے سامنے پھینک دی۔

”یہ دیکھو فائل۔“..... صدر کا لہجہ بے حد تلخ تھا۔ شاگل نے فائل اٹھائی اور پھر اسے کھول کر دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ کرنل مہادیو بھی ساتھ ہی فائل دیکھ رہا تھا اس کے چہرے پر بھی شدید حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

”اوہ اوہ۔ یہ یہ تو واقعی ناقابل تردید ثبوت ہیں اور اس لحاظ سے تو جنرل شرما جرائم کے بہت بڑے سنڈیکیٹ کا چیف تھا۔ یہ فائل کس نے تیار کی ہے سر۔ یہ تو مجھے لگتا ہے بلیک میلنگ سٹف ہے۔“ شاگل نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں یہ واقعی بلیک میلنگ سٹف ہے لیکن بہر حال اس سے جنرل

شرما کی اصل صورت سامنے آ جاتی ہے اور اس فائل سے پتہ چلتا ہے کہ جنرل شرما آرمی کا استاذ افسر ہونے کے باوجود استاذ مجرم بھی تھا۔ کیا یہ بات آپ کے خلاف نہیں جاتی۔ کیا کرنل مہادیو اور اس کا سپیشل سیکشن دونوں کی نااہلی کا یہ واضح ثبوت نہیں ہے؟“..... صدر نے اہتائی سخت لہجے میں کہا۔

”سر۔ سر میری تو سمجھ میں نہیں آ رہا کہ یہ سب کیسے ممکن ہے۔“ کرنل مہادیو کی حالت دیکھنے والی تھی۔

”اور شاگل صاحب آپ کا فرستان سیکرٹ سروس کے چیف ہیں لیکن آپ کو آج تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کا فرستان آرمی کے جنرل شرما کا کیا کردار ہے جب کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف پاکیشیا میں بیٹھ کر ہمارے جنرلوں کے اس بھیانک کردار سے بھی واقف ہے بلکہ وہ اس کے ثبوت بھی سامنے لانے پر قادر ہے۔“..... صدر نے شاگل سے مخاطب ہو کر کہا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو۔ کیا یہ فائل اس نے بھجوائی ہے؟“..... شاگل نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہم نے اس کی بات پر یقین نہ کیا تھا اس لئے اس نے عمران سے کہا کہ وہ ہمیں ثبوت ہیہا کرے اور یہ فائل عمران نے بھجوائی ہے۔“ صدر نے کہا۔

”عمران نے اوہ پھر یہ یقیناً فرضی ہو گی صرف ہم پر رعب ڈالنے اور اپنی بات سچ ثابت کرنے کے لئے یہ ساری کارروائی کی گئی ہے وہ ایسے



نے کہا اور کرنل رائٹھور کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد کوٹھی کا پھانک کھل گیا تو کرنل رائٹھور نے کار کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

”جناب سیکیورٹی کے لحاظ سے کوٹھی کلیر ہے میرے آدمی نے عقبی طرف سے اندر داخل ہو کر پھانک کھول دیا ہے۔“..... کرنل رائٹھور نے کہا۔

”ٹھیک ہے کار اندر لے چلو“..... صدر نے کہا تو کرنل رائٹھور کار اندر لے گیا اور وسیع و عریض پورچ میں اس نے کار روک دی۔ اس کے پیچھے دوسری کار بھی اندر آئی اور پورچ میں رک گئی۔

”پھانک بند کرادو“..... صدر نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا ان کے ساتھ ہی شاگل اور کرنل رائٹھور بھی نیچے اتر آئے اور عقبی کار میں سے کرنل مہادیو اور سپیشل سیکیورٹی گارڈ کے مسلح افراد بھی نیچے اترے اور انہوں نے جلدی سے آگے بڑھ کر صدر کو گھیرے میں لے لیا جب کہ ایک آدمی دوڑتا ہوا پھانک کی طرف بڑھ گیا۔

”اندر جا کر دیکھو یہاں کتنے افراد موجود ہیں اور کس پوزیشن میں ہیں“..... صدر نے کرنل رائٹھور نے کہا۔

”یس سر“..... کرنل رائٹھور نے کہا اور دو آدمیوں کو ساتھ لے کر وہ کوٹھی کی اندرونی سمت کو بڑھ گیا۔

”یہ کون سی جگہ ہے جناب“..... شاگل نے حیرت بھرے انداز میں کوٹھی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”کاموں میں ماہر ہے“..... شاگل نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں ایسا بھی ہو سکتا ہے لیکن اسے چیک کیا جاسکتا ہے آپ چلیں میرے ساتھ میں ابھی چیک کرنا چاہتا ہوں“..... صدر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا تو وہ دونوں بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

”سر کہاں جانا ہے“..... شاگل نے حیران ہو کر کہا۔

”میرے ساتھ آئیے“..... صدر نے سخت لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد پریذیڈنٹ ہاؤس کے ایک خفیہ راستے سے دو کاریں باہر نکلیں اور تیزی سے مہان کالونی کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔ پہلی بار کی ڈرائیونگ سیٹ پر کرنل رائٹھور تھا اس کے ساتھ سیکرٹ سروس کا چیف شاگل موجود تھا۔ عقبی سیٹ پر صدر صاحب اکیلے بیٹھے ہوئے تھے جب کہ دوسری کار میں سپیشل سیکیورٹی گارڈ تھے اور ان کے ساتھ ملٹری انٹیلی جنس کا چیف کرنل مہادیو بھی تھا۔ تھوڑی دیر بعد کار مہان کالونی میں داخل ہو گئی یہ بہت وسیع کالونی تھی اور یہاں کی ہر کوٹھی بھی انتہائی وسیع و عریض تھی۔

”کوٹھی نمبر آٹھ اے تلاش کرو“..... صدر نے کرنل رائٹھور سے کہا۔

”یس سر“..... کرنل رائٹھور نے جواب دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے ایک کوٹھی کے سامنے کار روک دی۔ اس کوٹھی کے ستون پر آٹھ اے کا ہندسہ نظر آ رہا تھا۔ کوٹھی کا پھانک بند تھا۔

”پہلے کوٹھی کی سیکیورٹی چیکنگ کرو پوری احتیاط سے“..... صدر

آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جی صاحب مگر جناب کون ہیں..... اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس کی رسیاں کھولو اور اس سے میرا تعارف کراؤ“..... صدر نے کرنل رائٹھور سے کہا۔

”کافرستان کے صدر صاحب تم سے مخاطب ہیں“..... کرنل رائٹھور نے خود ہی میجر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو اس آدمی کا چہرہ حیرت کی شدت سے بگڑ سا گیا اور پھر جیسے ہی اس کی رسیاں کھلیں وہ اٹھا اور صدر کے پیروں میں گر گیا۔

”مجھے معاف کر دیں۔ میں نے کوئی جرم نہیں کیا جناب میں تو ملازم ہوں صرف جناب“..... میجر نے روتے ہوئے کہا۔

”ہمیں معلوم ہے کہ تم بے گناہ ہو اس لئے شاید تمہیں زندہ بھی چھوڑ دیا گیا ہے۔ اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ“..... صدر نے کہا تو وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”کیا نام ہے تمہارا“..... صدر نے پوچھا۔

”جناب میرا نام موقی لعل ہے جناب“..... اس نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

”یہ لوگ جو بے ہوش پڑے ہوئے ہیں یہ کون ہیں“..... صدر نے کہا۔

”جناب یہ بھی اس کو نمھی کے ملازم ہیں جناب“..... موقی لعل

”یہ ایک مجرم کی رہائش گاہ ہے“..... صدر نے مختصر سا جواب دیا تو شاگل اور کرنل مہادیو دونوں نے ہونٹ بھینچ لئے۔

”سرا ایک بڑے کمرے میں ایک آدمی کرسی پر رسیوں سے بندھا ہوا بیٹھا ہے جب کہ آٹھ افراد فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے ہیں اور ایک آدمی کی لاش کرسی پر رسیوں سے بندھی ہوئی موجود ہے“..... کرنل رائٹھور نے کہا۔

”لاش۔ کس کی لاش“..... شاگل نے بے اختیار اچھلتے ہوئے کہا۔

”آؤ“..... صدر نے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ سب کرنل رائٹھور کی رہنمائی میں اس کمرے میں پہنچ گئے۔ سپیشل گارڈ کے دو مسلح آدمی وہاں موجود تھے۔

”یہ۔ یہ۔ یہ۔ کس کی لاش ہے“..... شاگل نے حیران ہو کر کرسی پر رسیوں سے بندھی ہوئی لاش کو دیکھتے ہوئے کہا جس کا سینہ گولیوں سے چھلنی تھا۔

”یہ شام سنگھ ہے کافرستان کا معروف مخیر آدمی اور جنرل شرما کی جو فائل مجھ تک پہنچی ہے وہ اس شام سنگھ نے تیار کرائی ہوئی ہے۔“ صدر نے جواب دیا تو شاگل اور کرنل مہادیو دونوں کے چہرے حیرت سے بگڑ گئے وہ یہ سب کچھ اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے کسی ایکشن فلم کا سینہ دیکھ رہے ہوں۔

”تم میجر ہو شام سنگھ کے“..... صدر نے کرسی پر بندھے بیٹھے

”جواب یہ تہہ خانہ ہے“..... موتی لعل نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو صدر صاحب سر ملاتے ہوئے سیدھیاں اترتے چلے گئے۔ ان کے پیچھے شاگل۔ کرنل ہادیو اور کرنل رانھور بھی سیدھیاں اتر گئے۔ کمرے میں دیواروں کے اندر چار بڑی بڑی الماریاں موجود تھیں جن میں سے ایک الماری کے پٹ کھلے ہوئے تھے اور اس الماری میں بے شمار فائلیں بھری ہوئی تھیں۔

”کرنل ہادیو اور چیف شاگل یہ فائلیں نکال کر دیکھو“..... صدر نے کہا تو وہ دونوں تیزی سے آگے بڑھے اور پھر انہوں نے فائلیں نکال نکال کر دیکھنا شروع کر دیں۔

”سر۔ سر یہ تو انتہائی معزز لوگوں کے خلاف بلیک میلنگ سٹف ہے“..... شاگل نے تقریباً چیختے ہوئے کہا۔

”جنرل شرمائی جو فائل مجھ تک پہنچائی ہے وہ بھی عمران نے ہمیں سے حاصل کی ہے اور عمران نے ہی تجھے فون کر کے اس کو ٹھنی کے بارے میں تفصیل بتائی ہے۔ اس تہہ خانے کا پتہ بھی اس نے بتایا ہے۔ وہ اگر چاہتا تو موتی لعل سمیت ان بے ہوش ملازمین کو گولی سے اڑا دیتا لیکن اس نے کہا کہ یہ ملازم بے گناہ ہیں اس لئے وہ ان کو ہلاک نہیں کرنا چاہتا اس کے علاوہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ تمام فائلیں کسی ایسے افسر کے ہاتھ لگ جائیں جو ان کا ناجائز استعمال کرے۔ اس الماری کے علاوہ باقی الماریاں بھی ایسی ہی فائلوں سے بھری ہوئی ہیں۔“ صدر نے کہا تو شاگل نے اثبات میں سر ہلادیا۔

نے جواب دیا۔

”جس آدمی نے تمہیں باندھا ہے اور اس شام سنگھ کو قتل کیا ہے اس کا نام جانتے ہو“..... صدر نے کہا۔

”جواب وہ اپنا نام عمران بتا رہا تھا جاب اور جتاب وہ ایک شیشی یہاں سامنے الماری میں رکھ گیا ہے اس کا کہنا ہے کہ اس شیشی میں موجود گیس جب ان بے ہوش افراد کو سونگھائی جائے گی تو یہ ہوش میں آجائیں گے“..... موتی لعل نے جواب دیا۔

”شام سنگھ کا آفس کہاں ہے“..... صدر نے کہا۔

”جواب اسی کو ٹھنی میں ہے“..... موتی لعل نے جواب دیا۔

”چلو ہمیں دکھاؤ“..... صدر نے کہا تو وہ سر ملاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”آؤ“..... صدر نے شاگل اور کرنل ہادیو اور کرنل رانھور سے کہا جو خاموش کھڑے ہوئے تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب موتی لعل کی رہنمائی میں ایک انتہائی شاندار انداز میں کچے ہوئے دفتر میں پہنچ گئے

”اس دفتر کے نیچے کوئی تہہ خانہ بھی ہے“..... صدر نے کہا۔

”یس سر“..... موتی لعل نے جواب دیا۔

”دکھاؤ ہمیں“..... صدر نے کہا تو موتی لعل ایک دیوار کی طرف بڑھ گیا اس نے دیوار کی جڑ میں پیر مارا تو دیوار درمیان سے کھل گئی اور دوسری طرف نیچے جاتی ہوئی سیدھیاں صاف دکھائی دیتے لگیں۔

موجود ہیں اب جناب آپ نے پوچھا ہے تو مجھے یاد آیا ہے..... موتی لعل نے کہا۔

”چیک بکس کیا مطلب کیا بہت سی چیک بکس ہیں.....“ صدر نے چونک کر کہا۔

”جی صاحب شام سنگھ نے جرائم سے بے پناہ دولت کمائی ہے جناب.....“ موتی لعل نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

”کرنل رانٹھور آپ اپنے آدمیوں کو بلو اکراں الماریوں میں موجود تمام فائلیں اپنے سامنے بہاں سے نکلوا کر پریذیڈنٹ ہاؤس پہنچائیں تاکہ وہاں ان سب کی تفصیلی چیکنگ کی جاسکے اور جو لوگ مجرم ہیں ان کے خلاف قانون پوری قوت سے حرکت میں آسکے.....“ صدر نے کرنل رانٹھور سے مخاطب ہو کر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”ییس سر.....“ کرنل رانٹھور نے جواب دیا۔

”آئیے اوپر دفتر میں چلتے ہیں تاکہ ان چیک بکس کو بھی دیکھ لیا جائے.....“ صدر نے کرنل مہادیو اور شاگل سے کہا اور پھر وہ دونوں صدر صاحب کے پیچھے چلتے ہوئے اوپر آفس میں پہنچ گئے موتی لعل بھی ان کے ہمراہ تھا۔

”دراز کھولو موتی لعل.....“ صدر نے کہا تو موتی لعل نے آگے بڑھ کر میز کی دوسری دراز کھولی اور اس میں رکھی ہوئیں چار موٹی موٹی چیک بکس نکال کر اس نے بڑے مودبانہ انداز میں صدر صاحب کی طرف بڑھا دیں۔ صدر نے چیک بکس لے کر انہیں دیکھا تو ان کے

”حیرت ہے جناب کہ عمران جیسا شخص اس قسم کے مجرموں کے خلاف بھی کام کرتا رہتا ہے.....“ شاگل نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس کارروائی کو دیکھنے کے بعد تو اب میرا دل چاہ رہا ہے کہ کاش عمران پاکیشیا کی بجائے کافرستان کا شہری ہوتا.....“ صدر نے کہا تو شاگل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے قاہرہ ہے صدر صاحب کا یہ فقرہ اس کے لئے انتہائی چھٹا ہوا تھا۔

”سر وہ رقم کے حصول کے لئے یہ ساری کارروائیاں کرتا ہے اب بھی یقیناً اس نے شام سنگھ سے بہت بھاری رقم حاصل کی ہوگی مجھے پہلے بھی رپورٹ ملی تھی کہ وہ لوگوں میں بھاری بھاری رقمیں انتہائی بے دردی سے بانٹتا رہتا ہے.....“ شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیا اس عمران نے شام سنگھ سے کوئی رقم لی تھی.....“ صدر نے موتی لعل سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ییس سر اس نے شام سنگھ سے ایک فارن بینک اکاؤنٹ میں سے دو سو کروڑ ڈالر کا کارٹنڈ چیک لیا تھا.....“ موتی لعل نے جواب دیا تو شاگل کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا جب کہ صدر کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات ابھر آئے۔

”لیکن سر اس عمران نے واپس جاتے ہوئے مجھے کہا تھا کہ جب یہاں کوئی بڑا افسر آئے تو اسے بتا دینا کہ شام سنگھ کے فارن بینک اکاؤنٹس کی تمام چیک بکس اس کے دفتر کی میز کی دوسری دراز میں



شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا تو صدر صاحب بے اختیار ہنس پڑے۔  
 ”جب اس نے رقم لی تو آپ نے اعتراض کیا اب جب اس نے یہ  
 کہہ کر چیک واپس کر دیا کہ چونکہ یہ رقم کافرستان کی ہے اس لئے وہ  
 اسے پاکیشیا میں لے جانا اصول کے خلاف سمجھتا ہے تو اب آپ کہہ  
 رہے ہیں کہ اس کے ذہن میں فتور ہے۔ یہ بات نہیں شاگل صاحب  
 عمران واقعی عظیم آدمی ہے۔ میں ہمیشہ یہی سمجھتا تھا کہ آخر ہر بار  
 کامیابی عمران کے ہی جسے میں کیوں آتی ہے لیکن مجھے اس کا کوئی  
 جواب نہ ملتا تھا لیکن آج پہلی بار مجھے میری بات کا جواب ملا ہے اور وہ  
 جواب یہ کہ جو شخص اصول کے مقابل اتنی بڑی رقم اس انداز میں  
 ٹھکرا سکتا ہے اسے کوئی شکست نہیں دے سکتا۔ آپ کا کیا خیال  
 ہے“..... صدر نے کہا۔

”میں کیا کہہ سکتا ہوں جناب لیکن میں نے بھی اصول کے مقابل  
 بڑی سے بڑی رقم کو کبھی اہمیت نہیں دی“..... شاگل نے کہا۔  
 ”ہاں مجھے معلوم ہے کہ آپ کا دامن بھی ان آلودگیوں سے صاف  
 ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میرے دل میں آپ کی قدر ہے لیکن بہر حال  
 عمران تو عمران ہی ہے“..... صدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔  
 ”جناب آپ دشمن الجنت کی تعریف کر رہے ہیں“..... اس بار  
 شاگل کا لہجہ تلخ تھا شاید اب معاملات اس کی برواشت سے باہر ہو گئے  
 تھے۔

یہ سب کچھ اسی دشمن الجنت نے یہاں کافرستان میں کیا ہے کہ

پہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔  
 ”اودہ اس قدر کثیر دولت اور اس پر کوئی ٹیکس ادا نہیں کیا جاتا تھا  
 ویری سیڈ نہ یہ تو کافرستان جیسے ملک کے ایک سال کے بجٹ سے بھی  
 زیادہ بڑی رقم بنتی ہے“..... صدر نے چیک بکس کھول کھول کر  
 دیکھتے ہوئے کہا اور پھر ایک چیک ان چیک بکس میں سے نکل کر نیچے  
 گر گیا تو صدر، کرنل مہادیو اور شاگل چونک پڑے۔ موتی لعل نے  
 جلدی سے جھک کر فرش پر گرا ہوا چیک اٹھایا اور صدر کی طرف بڑھا  
 دیا۔ چیک کے ساتھ ایک کاغذ پن کیا گیا تھا۔ اس پر تحریر درج تھی۔  
 صدر نے وہ تحریر دیکھی اور چونک پڑے یہ تحریر عمران کی طرف سے تھی  
 صدر نے وہ کاغذ ہٹا کر چیک کو ایک نظر دیکھا اور پھر مسکراتے ہوئے  
 چیک اور کاغذ شاگل کی طرف بڑھا دیا۔

”یہ لیجئے دو سو کروڑ ڈالر کا وہ چیک جو عمران نے شام سنگھ سے لیا  
 تھا اور یہ تحریر بھی پڑھ لیجئے جس میں عمران نے لکھا ہے کہ اس نے یہ  
 چیک اس لئے شام سنگھ سے لیا تھا کہ وہ یہ سوچ کر مطمئن ہو جائے  
 کہ عمران نے رقم لے کر اس سے سودا بازی کر لی ہے اس طرح وہ  
 پوری طرح کھل جائے“..... صدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور شاگل  
 تحریر پڑھنے لگا۔

”تم نے پڑھ لی ہے تحریر“..... صدر نے کہا۔

”میں سر یہ عمران واقعی حیرت انگیز آدمی ہے کہ اس قدر بھاری رقم  
 کا چیک یہاں چھوڑ گیا ہے۔ اس کے ذہن میں یقیناً کوئی فتور ہے۔“

ڈالتے ہوئے کہا کیونکہ اسے بھی معلوم تھا کہ اگر صدر کو شش کریں تو وہ آئین کے مطابق پارلیمنٹ سے اس کو سیکرٹ سروس کی سربراہی سے علیحدہ بھی کروا سکتے ہیں۔ کیونکہ صدر کی بات تمام ملتے تھے اس لئے اسے مجبوراً ہتھیار ڈالنے پڑے تھے۔

”میں بھی سوچ رہا ہوں کہ بجائے غیر ملکی مجرموں کے خلاف ہی تمام تنظیمیں بنانے کے فورسٹارز کی طرح ملکی مجرموں کے خلاف بھی تنظیم بنائی جائے“..... صدر نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

”آپ پادری بجنسی کو اس ڈیوٹی پر لگا دیں وہ فارغ رہتے ہیں سارا کام تو سیکرٹ سروس ہی کرتی رہتی ہے“..... شاگل نے موقع غنیمت سمجھتے ہوئے فوراً ہی تجویز پیش کر دی۔

”ہاں اس بارے میں بھی سوچا جاسکتا ہے“..... صدر نے کہا تو شاگل کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

کافرستان میں پھیلے ہوئے اس ناسور کو کھول کر ہمارے سامنے رکھ دیا ہے۔ آپ تو یہاں کے ہیں آپ نے کیا کیا ہے“..... صدر نے بھی قدرے غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جنتاب یہ چھوٹے چھوٹے مجرم سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں نہیں آتے“..... شاگل نے کہا۔

”نہیں آتے تو عمران کیوں ان کے خلاف کام کرتا رہتا ہے“۔ صدر پوری طرح عمران کے حق میں بول رہے تھے اور اس بات سے شاگل کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا۔

”وہ سیکرٹ سروس کا چیف نہیں ہے جنتاب فری لانس ہے وہ چاہے تو جیب کتروں کے خلاف بھی کام کرتا رہے“..... شاگل نے اسی طرح قدرے غصیلے لہجے میں کہا وہ نجانے کس طرح صدر کی وجہ سے اپنے آپ کو کنٹرول میں کیے ہوئے تھا ورنہ اس کی کیفیت بتا رہی تھی کہ وہ کسی بم کی طرح پھٹ پڑتا۔

”اگر ایسی بات ہے تو پھر آپ کو بھی فری لانس نہ بنا دیا جائے تاکہ آپ کی اعلیٰ کارکردگی بھی عمران کی طرح محدود نہ ہو سکے۔ سیکرٹ سروس کا چیف کسی اور کو بھی تو بنایا جاسکتا ہے“..... صدر نے تلخ لہجے میں کہا تو شاگل کا چہرہ یکھٹ زرد پڑ گیا۔

”مممم میرا یہ مطلب نہ تھا سر بہر حال میں آئندہ عمران کی طرح ملکی مجرموں کے خلاف بھی کام کروں گا۔ اب مجھے بھی احساس ہو رہا ہے کہ ایسا کرنا بھی بے حد ضروری ہے“..... شاگل نے فوراً ہی ہتھیار

ہے اور..... دوسری طرف سے انتنت سنگھ نے کہا۔

”لیکن کیوں کال کی ہے۔ کیا ہوا ہے جو تمہیں اس طرح میری تلاش کرنی پڑی ہے اور..... ٹونی نے عصبیلے لہجے میں کہا۔

”سرچیف باس کا میجر موتی لعل میرے پاس موجود ہے جو کچھ اس نے بتایا ہے اس پر مجھے تو یقین نہیں آیا اس لئے آپ اس سے خود بات کر لیں اور..... دوسری طرف سے انتنت سنگھ نے کہا تو ٹونی بے اختیار چونک پڑا۔

”ہیلو موتی لعل بول رہا ہوں اور..... دوسرے لمحے ایک آواز سنائی دی تو ٹونی آواز سے ہی پہچان گیا کہ وہ چیف باس شیم سنگھ کی رہائش گاہ کا میجر موتی لعل ہے کیونکہ وہ اسے طویل عرصے سے جانتا تھا۔

”موتی لعل کیا بات ہے۔ کیا کہا ہے تم نے انتنت سنگھ سے اور..... ٹونی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”مجھے انتنت سنگھ نے بتایا ہے کہ اب جیکب کی بجائے آپ باس ہیں اور..... موتی لعل نے کہا۔

”ہاں مگر اور..... ٹونی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تو باس چیف باس کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور..... موتی لعل نے کہا تو ٹونی بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو کس کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور..... ٹونی نے حلق کے بل چھتے ہوئے کہا۔

ٹونی ایک دفتر کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھا شراب پینے میں مصروف تھا اس کی نظریں بار بار میز پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر کی طرف اس طرح اٹھ رہی تھیں جیسے وہ کسی مخصوص کال کا بے چینی سے انتظار کر رہا ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ بار بار گھڑی پر وقت بھی دیکھ رہا تھا کہ اچانک ٹرانسمیٹر سے سینی کی آواز سنائی دی تو ٹونی نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ انتنت سنگھ بول رہا ہوں اور..... ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی اور ٹونی بے اختیار چونک پڑا۔

”انتنت سنگھ تم کیا بات ہے کیوں کال کی ہے اور..... ٹونی نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”باس میں نے راجسٹریہ پوائنٹ پر کال کیا تو مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ موہن پورہ کی لال حویلی میں ہیں اس لئے میں نے ٹرانسمیٹر کال کی

”میں درست کہہ رہا ہوں باس اور“..... دوسری طرف سے موتی لعل نے کہا۔

”یہ سب کیسے ہوا تفصیل سے بتاؤ اور“..... ٹونی نے کہا تو موتی لعل نے اپنے اچانک بے ہوش ہونے سے لے کر پھر ہوش میں آنے سے لے کر رات گئے صدر مملکت اور اس کے ساتھ فوجی افسروں کی آمد تک کی ساری تفصیل بتا دی۔

”صدر مملکت۔ فوجی افسر وہاں کیسے پہنچ گئے اور وہ فائلیں کیسے لے گئے اور“..... ٹونی نے منہ بتاتے ہوئے کہا۔ موتی لعل کی اس بات نے اس کے منہ کا ذائقہ تلخ کر دیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ شام سنگھ نے اس کی بھی یقیناً خفیہ فائل تیار کر رکھی ہوگی کیونکہ وہ اپنے سے متعلق ہر شخص کی فائل لازماً تیار کرتا تھا اور اگر اس کی فائل حکومت کے ہاتھ لگ گئی ہے تو پھر اس کا بیخ بجانا ناممکن ہے۔ اسے یقیناً پھانسی کی سزا دی جائے گی۔

”یہ عمران کون ہے جس نے چیف باس کو ہلاک کیا ہے اور“..... ٹونی نے کہا۔

”یہ پاکیشیا کا ایجنٹ ہے اور“..... موتی لعل نے کہا۔

”لیکن اس نے تمہیں کیسے چھوڑ دیا اور“..... ٹونی نے کہا۔

”اس نے کہا تھا کہ ہم ملازم ہیں اور بے گناہ لوگ ہیں اس لئے وہ ہمیں چھوڑ رہا ہے پھر صدر صاحب کے آدمی مجھے اور باقی دیگر ملازموں کو ہوش میں لا کر اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ پھر آج انہوں نے ہم سب

”چیف باس شام سنگھ کو اور“..... دوسری طرف سے موتی لعل نے کہا تو ٹونی کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے گرم گرم ہنگھلا ہوا ہوا اس کے کانوں میں انڈیل دیا ہو۔ اس کے پورے جسم میں گرم ہیرس سی دوڑتی چلی گئیں۔ اس کا دل بے اختیار دھک دھک کرنے لگا کیونکہ یہ ایسی خبر تھی جس کا تصور تک ٹونی کے ذہن میں نہ تھا۔

”چیف باس کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ کیا تم نشے میں تو نہیں ہو یا پاگل تو نہیں ہو گئے ہو اور“..... ٹونی نے ہڈیانی انداز میں چبھتے ہوئے کہا۔

”میں جو کچھ کہہ رہا ہوں درست کہہ رہا ہوں اور“..... موتی لعل نے کہا تو ٹونی کے ذہن میں یکھٹ ایک جھماکا سا ہوا۔ اس کے ذہن میں یہ خیال اچانک بجلی کے کوندے کی طرح لپکا تھا کہ اگر واقعی شام سنگھ ہلاک ہو گیا ہے تو پھر وہ خود شام سنگھ کے وسیع دعرضیں مبرمانہ کاروبار کا مالک بن گیا ہے اور یہ ایسا خیال تھا کہ جس سے ٹونی کے دگ وریشہ میں یکھٹ مسرت کی ہر سی دوڑ گئی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ شام سنگھ کافرستان کا کرائم کنگ ہے۔ اس کی سلطنت پورے کافرستان میں پھیلی ہوئی ہے اور اب شام سنگھ کی جگہ وہ کرائم کنگ بن گیا ہے۔ شام سنگھ کے تمام ادارے جن کا پورے کافرستان میں جال پھیلا ہوا تھا اس کے قبضے میں آگئے ہیں۔

”کیا واقعی تم درست کہہ رہے ہو اور“..... اس بار ٹونی نے پہلے سے قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔



سنگھ کی آواز سنائی دی۔

”انت سنگھ موتی لعل کو واپس بھیج دو اور خود آدمی لے جا کر شام سنگھ کی رہائش گاہ پر قبضہ کر لو۔ اب شام سنگھ کی جگہ میں کراؤم کنگ ہوں اور تم میرے نائب ہو۔ میں منڈی سے فارغ ہو کر پورا کنٹرول سنبھال لوں گا اور“..... ٹونی نے کہا۔

”یس باس اور“..... دوسری طرف سے انت سنگھ نے کہا تو ٹونی نے اور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کیا ہی تھا کہ ایک بار پھر ٹرانسمیٹر سے سٹی کی آواز سنائی دینے لگی تو ٹونی نے چونک کر ٹرانسمیٹر کا بٹن دوبارہ آن کر دیا۔

”ہیلو نارمن بول رہا ہوں باس۔ نئی پارٹی مخصوص پوائنٹ پر پہنچ گئی ہے۔ آٹھ افراد پر مشتمل پارٹی ہے کو ڈور ڈز بھی درست ہیں اب کیا حکم ہے اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”انہیں میرے پاس لے آؤ میں خود ان سے بات کروں گا پھر راجسٹریہ پوائنٹ روانہ ہوں گے اور اینڈ آل“..... ٹونی نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس نے میز کے کنارے پر لگے ہوئے ایک بٹن کو پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک مسلح نوجوان اندر داخل ہوا۔

”شامو اپنے دس مسلح ساتھیوں کو لے کر موہن پورہ کی لال حویلی کے پورچ میں پہنچ جاؤ میں وہیں آ رہا ہوں“..... ٹونی نے کہا۔

”یس باس“..... شامو نے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے سے

کی تفصیلی چھان بین کی اور اس کے بعد ہمیں واپس جانے کی اجازت ملی تو میں جیکب کے پاس پہنچا لیکن وہاں سے پہچان چلا کہ اب آپ باس ہیں لیکن آپ موجود نہیں تھے اس لئے مجھے انت سنگھ سے بات کرنی پڑی لیکن وہ میری بات پر یقین نہ کر رہا تھا اس لئے اس نے آپ سے بات کی ہے اور“..... موتی لعل نے کہا۔

”لیکن کل چیف باس نے مجھ سے بات کی ہے ٹرانسمیٹر پر اور انہوں نے مجھے ایک نئی پارٹی کی آمد کی اطلاع دی اور اس بارے میں ہدایات بھی دیں اور اسی پارٹی کے انتظار میں اس وقت میں موہن پورہ میں موجود ہوں جب کہ تم کہہ رہے ہو کہ اس وقت چیف باس بندھے ہوئے تھے اور“..... ٹونی نے کہا۔

”عمران نے پہلے چیف باس سے بھاری مالیت کا چیک لیا اور انہیں رہا کر کے اپنے ساتھ آفس میں لے گیا اس وقت یوں لگتا تھا کہ عمران نے اپنی قیمت وصول کر کے چیف باس سے صلح کر لی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ باس نے ٹرانسمیٹر کال اس وقت کی ہو کہ کیونکہ ٹرانسمیٹر وہیں آفس میں ہی ہوتا ہے لیکن پھر جب وہ واپس آئے تو چیف باس بے ہوش تھے اور انہیں دوبارہ باندھ دیا گیا اور پھر ہلاک کر دیا گیا اور“..... موتی لعل نے کہا۔

”ہو نہہ اب بات کچھ کچھ سمجھ میں آرہی ہے۔ انت سنگھ سے بات کر آؤ اور“..... ٹونی نے کہا۔

”ہیلو انت سنگھ بول رہا ہوں اور“..... دوسرے لمحے انت

باہر نکل گیا۔

”یہ نئی پارٹی یقیناً انہی لوگوں کی ہوگی جنہوں نے چیف باس کو ہلاک کیا ہے اس پاکیشیائی ایجنٹ عمران کی پارٹی۔ ورنہ شیام سنگھ ایسے حالات میں کسی بھی نئی پارٹی کے بارے میں اس قسم کی ہدایات کبھی نہیں دے سکتا تھا اس لئے ان کا خاتمہ یہیں ضروری ہے اور دلیے بھی اب شیام سنگھ تو زندہ نہیں رہا اس لئے اب میں چیف باس ہوں اب جو میں چاہوں گا وہی ہوگا“..... ٹونی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے وہ کسی حتمی نتیجے پر پہنچ گیا ہو۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت دو کاروں میں سوار موہن پورہ گاؤں کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا سب سے آگے والی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ٹائیگر تھا جب کہ سائیڈ سیٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا اور عقبی سیٹ پر صدیقی اور چوہان تھے جب کہ دوسری کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر نعمانی تھا۔ سائیڈ سیٹ پر خادر اور عقبی سیٹ پر جوزف اور جو انا موجود تھا۔

”عمران صاحب آپ نے موتی لعل اور دوسرے ملازمین کو زندہ چھوڑ کر غلطی کی ہے۔ اگر انہوں نے شیام سنگھ کے گروپ تک شیام سنگھ کی موت کی خبر پہنچا دی تو ہم سب شدید خطرے میں گھر جائیں گے“..... صدیقی نے کہا۔

”میں نے کافرستان کے صدر کو یہ بات سمجھا دی ہے کہ شیام سنگھ کی موت کی خبر کسی طرح بھی آج شام تک باہر نہیں آئی چاہئے اور ٹائیگر نے واپس آکر جو رپورٹ دی ہے اس کے مطابق شیام سنگھ کی

میں موجود افراد بھی نیچے اتر آئے۔

"خاور۔ ہو سکتا ہے کہ اس ٹونی تک کسی طرح شام سنگھ کی موت کی خبر پہنچ گئی ہو۔ ایسی صورت میں وہ لامحالہ ہماری طرف سے مشکوک ہو جائے گا اس لئے ہمیں وہاں پہنچ کر انتہائی محتاط رہنا ہوگا۔" عمران نے خاور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"احتیاط سے آپ کا کیا مطلب ہے عمران صاحب۔" خاور نے کہا۔

"یہی کہ ضرورت پڑنے پر تم لوگوں نے فوری طور پر اپنا ڈیفنس بھی کرنا ہے اور مخالفوں کا خاتمہ بھی۔" عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔" خاور نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے کہا۔

"تم نے بھی سن لیا جو انا اور جوزف۔" عمران نے جو انا اور جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میس ماسٹر۔" جو انا نے کہا جب کہ جوزف نے اثبات میں سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا تو عمران مڑا اور واپس اپنی کار میں آکر بیٹھ گیا۔

"چلو ٹائیگر۔" عمران نے ٹائیگر سے کہا تو ٹائیگر نے کار آگے بڑھادی۔

"کیا بات ہوئی ہے۔" صدیقی نے پوچھا۔

"میں نے خاور، جو انا اور جوزف تینوں کو محتاط رہنے کا کہہ دیا ہے اور تم لوگوں نے بھی محتاط رہنا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ تمہاری بات درست ہو اور اس ٹونی تک شام سنگھ کی ہلاک کی خبر پہنچ چکی ہو۔ اس

کوٹھی میں موجود تمام ملازمین کو پریذیڈنٹ ہاؤس لے جایا گیا ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

"لیکن پریذیڈنٹ ہاؤس سے انہیں یقیناً کسی حوالات وغیرہ میں بھجوا دیا گیا ہوگا اب صدر صاحب تو لوگوں کو پریذیڈنٹ ہاؤس میں قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جس بے جا میں تو رکھتے سے رہے۔" صدیقی نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوه تمہاری بات درست ہے لیکن تم نے پہلے یہ بات کیوں نہیں کی ورنہ ہم وہاں سے روانہ ہونے سے پہلے اس بارے میں تسلی کر لیتے۔" عمران نے کہا۔

"آپ کی بات سن کر ہی مجھے اس بات کا خیال آیا ہے۔" صدیقی نے کہا۔

"بہر حال اگر ایسا ہو بھی گیا ہے تو ہم اب اس پوزیشن میں پہنچے تو نہیں ہٹ سکتے البتہ اب ہمیں مزید محتاط ہو جانا چاہئے۔" عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ٹائیگر سے مخاطب ہو گیا۔

"کار ایک سائیڈ پر کر کے روک دو اور عقبی کار کو بھی رکنے کا اشارہ کر دو۔" عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو ٹائیگر نے عقبی کار میں آنے والے اپنے ساتھیوں کی کار کو لائٹ دے کر رکنے کا مخصوص اشارہ کیا اور کار کو آہستہ کر کے سائیڈ کی طرف لے جانے لگا۔ تھوڑی دیر بعد دونوں کاریں آگے پیچھے رک گئیں تو عمران کار سے نیچے اتر اور دوسری کار کی طرف بڑھ گیا۔ عمران کو کار سے اترتے دیکھ کر عقبی کار

آدمی نے جواب دیا۔

”لیکن ہمیں تو چہارے چیف باس شیم سنگھ نے کہا تھا کہ کسی سرخ حویلی کے باہر ٹونی ہمارا استقبال کرے گا اور اس سے کوڈز کا تبادلہ ہوگا اور اس کے بعد ہمیں منڈی میں لے جایا جائے گا۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ٹونی نے مجھے بھیجا ہے۔ کوڈ بتاؤ۔“ نارمن نے کہا۔

”سرخ لکیر۔“ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“ نارمن نے جواب دیا۔

”تم تبادلہ کوڈ دہراؤ۔“ عمران نے کہا تو نارمن کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھرائے۔

”سرخ بادل۔“ نارمن نے جواب دیا۔

”کوڈ تو ٹھیک ہے اب ہمیں منڈی لے چلو۔“ عمران نے مطمئن لہجے میں کہا۔

”تم اگر تبادلہ کوڈ دہرانے کا نہ کہتے تو مجھے اطمینان نہ ہوتا۔ میں باس ٹونی سے پوچھ لوں کیونکہ وہ سرخ حویلی میں موجود ہے۔“ نارمن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو نارمن کالنگ اوور۔“ نارمن نے بٹن آن کرتے ہی کال دیتے ہوئے کہا لیکن جب کچھ دیر تک کال کرنے کے باوجود دوسری طرف سے کال اینڈ نہ کی گئی تو نارمن نے بٹن آف کر دیا۔

صورت میں وہ ہماری طرف سے مشکوک ہو سکتے ہیں اور ایسے مجرم مشکوک ہونے پر اچانک فائر کھول دیتے ہیں۔“ عمران نے کہا تو صدیقی اور باقی ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیے۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے کے سفر کے بعد گاؤں کے آثار نظر آنے لگے تو اچانک انہیں دور سڑک پر ترچی کھڑی ہوئی دو کاریں نظر آنے لگیں لیکن یہ پولیس کاریں نہ تھیں پرائیویٹ کاریں تھیں اور کاروں کے ساتھ پانچ مشین گنوں سے مسلح افراد کھڑے تھے۔

”ہوشیار۔ ان لوگوں کی یہاں اس طرح موجودگی خطرے کا باعث بن سکتی ہے لیکن جب تک میں فائر نہ کھولوں کوئی فائر نہ کرے۔“ عمران نے کہا۔ اسی لمحے انہیں کار روکنے کا اشارہ کیا گیا تو عمران کے کہنے پر ٹائیگر نے ان کاروں کے قریب لے جا کر کار روک دی۔ اس کے عقب میں آنے والی کار بھی رک گئی اور عمران کار رکتے ہی تیزی سے نیچے اترا۔ اس کے ساتھ ہی دونوں کاروں میں سے اس کے ساتھی بھی نیچے اتر آئے۔

”کون ہو تم اور موہن پورہ کیوں آرہے ہو۔“ ایک مسلح آدمی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا جب کہ باقی مسلح افراد تیزی سے دائیں بائیں ہو کر کھڑے ہو گئے لیکن ان کی گنوں کا رخ عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف ہی تھا۔

”کیا تم ٹونی ہو۔“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں میں ٹونی کا اسسٹنٹ ہوں میرا نام نارمن ہے۔“ اس



ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ محتاط رہنے کا تو کہہ رہے ہیں لیکن آپ کا ارادہ کیا ہے۔"

صدیقی نے کہا۔

"میں چاہتا ہوں کہ ہم نارمل انداز میں اس راجسٹریہ پوائنٹ پر پہنچیں اور پھر وہاں پہنچ کر کارروائی کا آغاز کیا جائے لیکن مجھے اب محسوس ہو رہا ہے کہ ٹونی شاید اس سرخ حویلی میں ہی ہم پر فائر کھول دینا چاہتا ہے۔ ایسی صورت میں ہمیں بھی جواب دینا ہو گا لیکن اس کے باوجود میں اس ٹونی کو زندہ پکڑنا چاہتا ہوں۔"..... عمران نے کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلادیا اور ایک بار پھر وہ سب کاروں میں بیٹھ گئے اور

تھوڑی دیر بعد چار کاریں آگے بچھے دوڑتی ہوئیں گاڑوں میں داخل ہوئیں اور پھر ایک سرخ رنگ کی بڑی سی حویلی کے احاطے میں داخل ہو گئیں پورچ میں دو کاریں پہلے سے موجود تھیں اور وہاں ایک آدمی اکڑا ہوا کھڑا تھا جب کہ چار مسلح افراد اس کے پیچھے ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے کھڑے ہوئے تھے۔ عمران نے کار سے اترتے ہی نظریں گھمائیں اور پھر اسے دونوں سائیڈوں پر کھڑے ہوئے دو دو اور مسلح آدمی بھی نظر آگئے جو ذرا ہٹ کر کھڑے تھے۔ یہ سب مقامی غنڈے ہی تھے اور ان کے چہروں پر جارحانہ پن نمایاں نظر آ رہا تھا۔ نارمن لپٹے

ساتھیوں سمیت کاروں سے اترے۔

"تم دونوں اطراف میں چلے جاؤ۔"..... اس اکڑے کھڑے ہوئے آدمی نے نارمن کے چاروں مسلح ساتھیوں سے کہا تو وہ تیزی سے

"باس ٹرانسمیٹر پر کوئی دوسری کال سننے میں مصروف ہے۔" نارمن نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا تو نارمن نے مڑ کر اپنے آدمیوں کو سڑک پر ترجی کھڑی کاریں ہٹانے کا حکم دے دیا اور جب کاریں سائیڈ پر ٹھالی گئیں تو نارمن نے ایک بار پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ اس بار بٹن دبے ہی دوسری طرف سے کال رسید کرنے کا کاشن مل گیا۔

"ہیلو نارمن بول رہا ہوں باس۔ نئی پارٹی مخصوص پوائنٹ پر پہنچ گئی ہے آٹھ افراد پر مشتمل پارٹی ہے۔ کو ڈورڈز بھی درست ہیں۔ اب کیا حکم ہے اور۔"..... نارمن نے اہتیائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"انہیں میرے پاس لے آؤ۔ میں خود ان سے بات کروں گا پھر راجسٹریہ پوائنٹ روانہ ہوں گے اور اینڈ آئل۔"..... دوسری طرف سے ٹونی نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو نارمن نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کیا اور ٹرانسمیٹر واپس جیب میں ڈال لیا۔

"اپنی کاریں ہماری کاروں کے پیچھے لے آؤ۔"..... نارمن نے کہا اور اپنی کاروں کی طرف بڑھ گیا جب کہ عمران واپس اپنی کاروں کی طرف بڑھ گیا۔

"ٹونی کا لہجہ بتا رہا ہے کہ صورتحال معمول پر نہیں ہے یقیناً اسے ہم پر کوئی نہ کوئی شک پڑ گیا ہے یا پھر اسے شام سنگھ کی ہلاکت کی اطلاع مل چکی ہے اس لئے اب مزید محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔"..... عمران نے کاروں کے قریب کھڑے ہوئے اپنے ساتھیوں کے قریب پہنچنے پر

ایجنٹ علی عمران نے ہلاک کیا ہے اور اس علی عمران کے ساتھ بھی دیو ہیکل حبشی تھے اور جہارے ساتھ بھی ہیں اس کا مطلب ہے کہ تم ہی علی عمران ہو..... ٹونی نے اسی طرح اکرے ہوئے لہجے میں کہا۔

”چیف باس کو ہلاک کر دیا گیا ہے“..... نارمن نے بری طرح اچھلتے ہوئے کہا۔

”ہاں اور اب میں چیف باس ہوں“..... ٹونی نے نارمن کی طرف رخ موڑتے ہوئے اسی طرح اکرے ہوئے لہجے میں کہا لیکن اس کے رخ موڑتے ہی عمران کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں سائینس رگ مشین پشیل موجود تھا۔

”فائر“..... عمران نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ ہی ٹونی کے قریب کھڑا ہوا نارمن اور ٹونی کے عقب میں کھڑے چاروں مسلح آدمی چیختے ہوئے نیچے گرے اور ان کی چیخوں کے ساتھ ہی سائینڈوں پر موجود افراد کے حلق سے بھی چیخیں نکلیں۔ عمران کے ساتھیوں کے ہاتھ بھی بجلی کی سی تیزی سے جیسوں سے باہر آئے تھے اور انہوں نے دونوں سائینڈوں پر فائر کھول دیئے تھے جب کہ عمران کے فائر سے نارمن اور اس کے عقب میں کھڑے مسلح افراد نیچے گرے تھے۔ یہ سب کچھ اس قدر اچانک ہو گیا کہ ٹونی کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا وہ ہتھ کے بت کی طرح ساکت کھڑا ہوا تھا۔ ایک بار پھر ٹھک ٹھک کی آوازیں ابھریں اور پھر وہاں فرش پر پڑے پھرتے ہوئے آدمی دوسری بار فائرنگ کا نشانہ بننے کے بعد ساکت ہو گئے تھے۔

دونوں سائینڈوں میں بکھر کر وہاں پہلے سے موجود مسلح افراد کے ساتھ کھڑے ہو گئے جب کہ نارمن نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو جو اب کاروں سے اتر آئے تھے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور پھر اس اکرے کھڑے ہوئے آدمی کی طرف بڑھ گیا۔

”یہ نئی پارٹی ہے باس“..... نارمن نے اس اکرے کھڑے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران سمجھ گیا کہ یہی ٹونی ہے لیکن اس کے کھڑے ہونے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ تھکڑا کلاس غنڈہ ہے۔

”تم میں سے پاکیشیانی ایجنٹ علی عمران کون ہے“..... اس اکرے کھڑے آدمی نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”جہارا نام ٹونی ہے“..... عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے انسا سوال کر دیا۔

”ہاں میں ٹونی ہوں اور یہ بھی سن لو کہ اب میں چیف باس ہوں“..... ٹونی نے اسی طرح اکرے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی بات سن کر ساتھ کھڑا ہوا نارمن بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرتے تھے۔

”ہو گئے چیف باس لیکن ہمیں تو شام سنگھ نے بھیجا ہے“۔ عمران نے بڑے مطمئن سے لہجے میں کہا۔

”شام سنگھ کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور اب میں شام سنگھ کی جگہ چیف باس ہوں اور مجھے بتایا گیا ہے کہ شام سنگھ کو ایک پاکیشیانی

”بالکل وعدہ کیا بلکہ حلف دیتا ہوں“..... ٹونی نے چپکتے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا وہ سمجھ گیا کہ ٹونی کے ذہن میں یہ خیال آیا ہے کہ راجسٹریہ پوائنٹ پہنچنے پر وہ وہاں موجود اپنے ساتھیوں سے انہیں آسانی سے ہلاک کرادے گا اس لئے وہ مطمئن ہو گیا تھا۔

”ٹائیگر“..... عمران نے مزے بغیر کہا۔

”میں باس“..... ٹائیگر نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

”ٹونی کی تلاشی لو“..... عمران نے کہا تو ٹائیگر سائیڈ سے ہو کر ٹونی کے عقب میں آیا اور پھر اس نے اس کی تلاشی یعنی شروع کر دی لیکن ٹونی کی جیبوں میں واقعی کچھ نہیں تھا۔

”اس کے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے“..... ٹائیگر نے کہا۔

”اوکے تم باہر کا خیال رکھو گے میں ٹونی سے لڑکیوں کے بارے میں تفصیلات طے کر لوں۔ چلو ٹونی اندر اب اطمینان سے چند باتیں ہو جائیں“..... عمران نے کہا تو ٹونی نے اثبات میں سر ہلایا اور اندرونی طرف کو مڑ گیا عمران اس کے پیچھے تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک دفتر کے انداز میں سبے ہوئے کمرے میں پہنچ گئے۔

”شراب پیو گے“..... ٹونی نے کہا۔

”نہیں تم پیئو۔ میں نے تم سے چند باتیں کرنی ہیں“..... عمران

نے کہا تو ٹونی سر ہلاتا ہوا ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

”راجسٹریہ پوائنٹ پر تمہارے کتنے آدمی موجود ہیں“..... عمران

”اب بولو ٹونی تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے ساکت کھڑے ٹونی سے کہا۔ ظاہر ہے اس کے سائینسر لگے مشین پشٹل کا رخ ٹونی کی طرف ہی تھا تو ٹونی بے اختیار اچھل پڑا۔

”یہ۔ یہ تم نے کیا کر دیا ہے یہ تم نے میرے ساتھیوں کو کیوں قتل کر دیا“..... ٹونی نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔ اس کا اکڑا ہوا جسم یکتھت ڈھیلا پڑ گیا تھا۔

”اس لئے کہ اگر میں ایسا نہ کرتا تو تم ہمیں ہلاک کر ادیتے۔ تم نے جس انداز میں اپنے مسلح آدمیوں کو یہاں کھڑا کیا ہوا تھا اس سے ہمیں تمہارے ارادے کا علم ہو گیا تھا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم۔ تم کون ہو۔ کیا تم واقعی پاکیشیائی ایجنٹ ہو“..... ٹونی نے اس بار قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

”ہاں میرا نام علی عمران ہے اور میں نے ہی تمہارے چیف باس شام سنگھ کو ہلاک کیا ہے“..... عمران نے جواب دیا۔

”مممم مگر میں نے تو تمہارے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی تم جتنی لڑکیاں چاہو لے جاؤ۔ میرا وعدہ کہ تمہارا ہاتھ نہیں رد کروں گا“..... ٹونی نے اس بار منت بھرے لہجے میں کہا۔

”وعدہ کرتے ہو“..... عمران نے کہا تو ٹونی کا چہرہ یکتھت کھل اٹھا دھندلائی ہوئی آنکھوں میں چمک سی ابھرائی۔

جیسے اسے عمران کی بات کا مطلب سمجھ میں نہ آیا ہو۔

"میرا مطلب ہے کہ منڈی میں یہ لڑکیاں بندھی ہوئی ہوتی ہیں یا کھلی ہوتی ہیں۔ انہیں آخر کس طرح پارٹیاں چٹیک کرتی ہیں۔" عمران نے کہا۔

"ان لڑکیوں کے ہاتھ ان کی پشت پر بندھے ہوتے ہیں اور بس تاکہ پارٹیاں انہیں چاروں طرف سے چٹیک کر سکیں۔ ویسے ان ہانڈ میں جہاں لڑکیاں ہوتی ہیں مسیح افراد کوڑوں سمیت موجود ہوتے ہیں جو لڑکی غرہ کرتی ہے اس کی کھال فیس سب کے سامنے اتار دی جاتی ہے اس طرح باقی لڑکیاں روتی ضرور رہتی ہیں لیکن وہ کوئی غلط حرکت نہیں کرتیں اور پارٹیوں کو مکمل اجازت ہوتی ہے کہ وہ جس طرح چاہیں ان لڑکیوں کو چٹیک کریں آخر انہوں نے انہیں خریدنا ہوتا ہے۔" ٹونی نے جواب دیا۔

"اب تک وہ پارٹیاں وہاں پہنچ گئی ہوں گی یا نہیں۔" عمران نے کہا۔

"پہنچ گئی ہوں گی۔" ٹونی نے جواب دیا۔

"وہاں تمہارا اسسٹنٹ کون ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"جیفری۔" ٹونی نے جواب دیا۔

"کیا تم اسے یہاں سے ہدایات دے سکتے ہو۔" عمران نے کہا۔

"ہاں۔ مگر کس قسم کی ہدایات۔" ٹونی نے حیران ہو کر پوچھا

"ٹرانسمیٹر پر کال کر دو گے یا فون پر۔" عمران نے کہا۔

نے کہا۔

"تقریباً بیس کے قریب ہوں گے کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو۔" ٹونی نے چونک کر کہا۔

"سوچ کر جواب دینا لیکن اگر تم نے غلط بیانی کی تو دوسرا سانس نہ لے سکو گے مجھے تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ شام سنگھ نے بھی مجھے دھوکہ دینے کی کوشش کی تھی اس لئے وہ مارا گیا تھا۔ ورنہ مجھے اسے بھی ہلاک کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ مجھے تو بس اپنی مرضی کی دس لڑکیاں چاہئیں۔ باقی پوری دنیا میں جرائم ہوتے رہتے ہیں اور میں نے پوری دنیا میں جرائم ختم کرنے کا ٹھیکہ نہیں لے رکھا۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں بیس آدمی ہیں۔" ٹونی نے جواب دیا۔

"جو پارٹیاں ان لڑکیوں کو دیکھنے آ رہی ہیں ان کی تعداد کتنی ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"چندہ پارٹیاں ہیں اور ہر پارٹی میں کم از کم چار آدمی ہوتے ہیں کسی میں چار سے زیادہ بھی ہوتے ہیں۔ بہر حال ساٹھ ستر افراد تو ہوں گے دو چار کم بھی ہو سکتے ہیں اور زیادہ بھی۔" ٹونی نے جواب دیا

"لڑکیوں کو تم کس حالت میں انہیں دکھاتے ہو۔" عمران نے پوچھا۔

"کس حالت میں کیا مطلب۔" ٹونی نے حیران ہو کر پوچھا



کا بن پر بس کر دیا۔ اس پر ابھی تک وہی فریکوئنسی ایڈجسٹ تھی جس پر ٹونی نے جیفرے سے بات کی تھی۔

”ہیلو ہیلو ٹونی کاننگ اور“..... عمران نے ٹونی کے مخصوص لہجے میں کہا۔

”جیفرے انڈنگ یو باس اور“..... چند لمحوں بعد جیفرے کی آواز سنائی دی لیکن اس کے لہجے میں حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔ اسے یقیناً حیرت اس لئے ہو رہی تھی کہ ابھی چند لمحوں پہلے تو ٹونی نے کال کی ہے پھر دوبارہ کال کرنے کی کیا ضرورت پیش آگئی۔

”جیفرے میں یہ پوچھنا بھول گیا تھا کہ جو پارٹیاں راجسٹریڈ پوائنٹ پر پہنچی ہیں ان کے افراد کی تعداد کیا ہے اور“..... عمران نے کہا۔

”میں نے گئے تو نہیں ہیں باس تقریباً ساٹھ ستر افراد ہیں مگر آپ کیوں پوچھ رہے ہیں اور“..... جیفرے نے کہا۔

”میں نے چیف باس کی نئی ہدایات کے تحت پوچھا ہے۔ تم ایسا کرو کہ پوائنٹ پر جتنے بھی ہمارے آدمی موجود ہیں انہیں پارٹی افراد کے ساتھ ایک جگہ اکٹھا کر لو۔ اس بار چیف باس نے نئی ہدایات دی ہیں اور ان ہدایات کے مطابق پہلے چیکنگ ہوگی پھر لڑکیوں تک انہیں پہنچایا جائے گا اور“..... عمران نے ٹونی کے لہجے میں کہا۔

”چیکنگ۔ کیسی چیکنگ باس اور“..... جیفرے نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ٹرانسمیٹر۔ فون وہاں نہیں ہے اور نہ ہی یہاں ہے“..... ٹونی نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے کرو اس سے بات۔ صرف اتنا پوچھ لینا کہ تمام پارٹیاں پہنچ گئیں ہیں یا نہیں“..... عمران نے کہا تو ٹونی اٹھا اور اس نے میز پر موجود ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

”ہیلو ہیلو ٹونی کاننگ اور“..... فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد ٹونی نے کال دینا شروع کر دی۔

”یس باس جیفرے انڈنگ یو اور“..... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر میں سے ایک آواز سنائی دی لہجہ مودبانہ تھا۔

”تمام پارٹیاں پوائنٹ پر پہنچ گئی ہیں یا نہیں اور“..... ٹونی نے حکمانہ لہجے میں کہا۔

”سب پہنچ گئی ہیں۔ اب آپ کا انتظار ہے تاکہ انہیں لڑکیوں والے ہالز میں لے جایا جائے اور“..... جیفرے نے کہا۔

”ٹھیک ہے میں نئی پارٹی کے ساتھ پہنچ رہا ہوں اور اینڈ آل“..... ٹونی نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ ٹرانسمیٹر آف کر کے عمران سے کوئی بات کر تا عمران جو اس دوران اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا بازو بھلی کی سی تیزی سے گھوما اور ٹونی چیختا ہوا اچھل کر دو فٹ دور فرش پر جا گرا۔ عمران کی لات تیزی سے حرکت میں آئی اور دوسرے لمحے اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا ٹونی کنبی پر بھر پور ضرب کھا کر ایک بار پھر چیختا ہوا ساکت ہو گیا۔ عمران نے آگے بڑھ کر ٹرانسمیٹر

”جیسے میں کہہ رہا ہوں ویسا کرو۔ ان پارٹیوں میں چند مشکوک افراد کے شامل ہونے کا خطرہ ہے اس لئے چیف باس نے خصوصی چیکنگ کا حکم دیا ہے اور“..... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔  
 ”یس باس اور“..... دوسری طرف سے جیفے نے کہا۔  
 ”اور تم باہر آکر مجھ سے ملو گے کچھ اور“..... عمران نے کہا۔  
 ”یس باس اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”میرے آنے تک کسی کو اس خصوصی چیکنگ کے بارے میں معلوم نہیں ہونا چاہئے اور“..... عمران نے ایک بار پھر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”یس باس اور“..... دوسری طرف سے جیفے نے جواب دیا اور عمران نے اوور اینڈ آف کہا کہ ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر جھک کر اس نے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے ٹونی کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

کافرستان کے صدر اپنے آفس میں بیٹھے ایک انتہائی ضمیمہ سی فائل سامنے رکھے اسے دیکھنے میں مصروف تھے۔ ان کا چہرہ بری طرح بگڑا ہوا نظر آ رہا تھا۔ وہ مسلسل اس طرح ہونٹ جبار ہے تھے جیسے ان کا بس نہ چل رہا ہو کہ وہ کیا کریں اور کیا نہ کریں۔

”یہ۔ یہ اس قدر جرائم پیشہ افراد اور وہ۔ آخر یہ ملک چل کیسے رہا ہے“..... صدر نے انتہائی غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”یس“..... صدر نے انتہائی تلخ اور سخت لہجے میں کہا۔

”جناب وزیراعظم اور وزیر داخلہ تشریف لائے ہیں“..... دوسری

طرف سے ان کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”بھجوا دو اندر انہیں“..... صدر نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

”شیام سنگھ کو آپ جانتے ہیں“..... صدر نے کہا۔

”شیام سنگھ کون شیام سنگھ کافرستان میں کروڑوں نہیں تو لاکھوں لوگ اس نام کے ہوں گے جناب“..... وزیر داخلہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ شیام سنگھ جو بے شمار فلاحی اداروں کا سربراہ ہے“..... صدر نے کہا۔

”اوہ مہان شیام سنگھ۔ جی ہاں جناب وہ تو کافرستان کے بہت بڑے آدمی ہیں جناب وہ تو انتہائی معزز آدمی ہیں“..... وزیر داخلہ نے کہا۔

”یہ مہان شیام سنگھ کافرستان کا کرائم کنگ تھا اس کے تحت بے شمار مجرم تنظیمیں کام کر رہی ہیں اور اس کا ساتھی فوج کا جنرل شرما بھی تھا۔ اس شیام سنگھ نے جنرل شرما کے خلاف اور دوسرے تمام مجرموں کے خلاف باقاعدہ فائلیں تیار کی ہوئی تھیں“..... صدر نے کہا تو وزیر اعظم اور وزیر داخلہ دونوں کے چہروں پر شدید حیرت کے تاثرات ابھرائے۔

”یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے جناب“..... وزیر داخلہ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو صدر نے میز کی دراز کھولی اور ایک سرخ رنگ کی فائل نکال کر ان کے سامنے رکھ دی۔

”یہ جنرل شرما کے کرتوتوں کا ثبوت ہے یہ فائل اسی شیام سنگھ نے تیار کی ہوئی تھی“..... صدر نے کہا تو وزیر اعظم اور وزیر داخلہ دونوں

اور رسیور واپس کریڈل پر جیسے بچ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

”میں کم ان“..... صدر نے کہا تو دروازہ کھلا اور پرائم منسٹر اندر داخل ہوئے ان کے پیچھے کافرستان کے وزیر داخلہ مہیش رام بھی تھے۔ صدر صاحب وزیر اعظم کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

”آپ نے امیر جنسی کال کی ہے خیریت“..... وزیر اعظم نے مصافحہ کرنے کے بعد تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”تشریف رکھیے اور آپ بھی وزیر داخلہ صاحب“..... صدر نے کہا تو وزیر اعظم اور وزیر داخلہ دونوں میز کی سائیڈ پر کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”آپ وزیر داخلہ ہیں۔ کافرستان کی پولیس اور سنٹرل انٹیلی جنس آپ کی ماتحتی میں کام کرتی ہے اس کے علاوہ بے شمار ایسی ایجنسیاں ہیں جو حکومت کے تحت مجرموں کے خلاف کام کرنے کے لئے بنی گئی ہیں اس کے باوجود کافرستان میں آج تک مجرموں کے کسی سنڈیکیٹ کسی ہمارے غنے کو گرفتار نہیں کیا گیا۔ کیا کارکردگی ہے آپ کے محکمے کی“..... صدر نے یکفخت پھٹ پڑنے والے لہجے میں وزیر داخلہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جناب مجرموں کے خلاف تو مسلسل کارروائی ہوتی رہتی ہے اور انہیں گرفتار کر کے عدالتوں میں پیش کر دیا جاتا ہے۔ آپ کن مجرموں کی بات کر رہے ہیں“..... وزیر داخلہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

کہا۔

دیکھنا چاہتا ہوں"..... صدر نے کہا۔

" بالکل ایسا ہی ہوگا جناب"..... دونوں نے بیک آواز جواب

دیا۔

" لیکن جناب یہ سب کچھ منظر عام پر کیسے آیا"..... وزیراعظم نے

کہا۔

" پاکیشیا حکومت نے بلکی جرائم کے خاتمے کے لئے سیکرٹ سروس

کی طرز پر ایک خصوصی تنظیم قائم کی ہے جس کا نام فور سٹارز ہے۔

فور سٹارز پاکیشیا سے مجرموں کا پھانسی کرتی ہوئی کافرستان پہنچی اور پھر وہ

جنرل شرما تک پہنچ گئے۔ ان کی کارروائی میں جنرل شرما ہلاک ہو گئے

مجھے کافرستان سیکرٹ سروس نے اطلاع دی کہ یہ کارروائی پاکیشیائی

ہتھیانوں کی ہے تو میں نے ہاٹ لائن پر پاکیشیا کے اعلیٰ حکام سے بات

کی کیونکہ معاملہ اعلیٰ فوجی آفسر کا تھا جس پر وہاں سے مجھے بتایا گیا کہ

جنرل شرما جرائم میں ملوث تھا۔ میں نے اس بات کو تسلیم کرنے سے

انکار کر دیا تو یہ لوگ شام سنگھ تک پہنچے۔ انہوں نے شام سنگھ کو

ہلاک کر کے وہاں سے جنرل شرما کی یہ فائل حاصل کی اور مجھے بھجوا دی

اس کے ساتھ ہی انہوں نے بتایا کہ شام سنگھ کی رہائش گاہ میں اس

کے آفس کے نیچے تہہ خانے میں چار الماریاں ایسی ہی فائلوں سے بھری

ہوئی ہیں جس پر میں نے کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف جناب

شاگل اور ملزنی انشلی جنس کے چیف کرنل مہادیو کے ساتھ شام

سنگھ کی رہائش گاہ کا تفصیلی دورہ کیا وہاں واقعی یہ فائلیں موجود تھیں

فائل پر تھک گئے اور پھر جیسے جیسے فائل کے صفحات کھلتے گئے ان کے

چہرے حیرت سے بگڑتے چلے گئے۔

" اوہ اوہ یہ تو ناقابل تردید ثبوت ہیں جناب اگر ہماری فوج کے

اعلیٰ ترین افسروں کے یہ کرتوت ہیں تو پھر تو اس ملک کی سلامتی شدید

خطرے میں ہے"..... وزیراعظم نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

" اور یہ فائل دیکھیں۔ اس میں ان تمام لوگوں کے نام اور پتے

دیئے گئے ہیں جن کے جرائم کی فائلیں شام سنگھ نے تیار کی تھیں اور یہ

سب فائلیں اس وقت پریذیڈنٹ ہاؤس میں موجود ہیں۔ دیکھو اس

فائل کو اس میں کیسی کیسی مہمان ہستیوں کے نام درج ہیں"۔ صدر

نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا اور سامنے رکھی ہوئی فائل کو انہوں نے اٹھا

کر وزیراعظم اور وزیر داخلہ کے سامنے رکھ دیا اور پھر تو جیسے وزیراعظم

اور وزیر داخلہ دونوں کے چہروں پر حیرت مجسم ہو کر رہ گئی۔

" دیری بیڈ۔ ریٹلی دیری بیڈ۔ ان سب لوگوں کے خلاف فل

آپریشن ہونا چاہئے۔ جناب یہ تو پورے ملک میں ناسور کی طرح پھیلے

ہوئے ہیں"..... وزیراعظم نے کہا۔

" میں نے آپ دونوں حضرات کو اسی لئے طلب کیا ہے۔ اس فائل

میں جتنے بھی افراد موجود ہیں ان سب کے خلاف پوری قوت سے

آپریشن کریں۔ ان کے جرائم کے ثبوت فائلوں میں موجود ہیں۔ یہ

آپریشن وزیر داخلہ ذاتی طور پر کریں گے اور آپ وزیراعظم اس آپریشن

کی ذاتی نگرانی کریں گے میں ان تمام ناسوروں سے ملک کو صاف



کی دراز کھول کر چاروں چٹیک بکس نکال کر انہوں نے وزیراعظم کے سامنے رکھ دیں۔

”یہ دیکھئے یہ ہیں وہ چاروں چٹیک بکس۔ اگر پاکیشیائی ایجنٹ چاہتے تو یہ چٹیک اور یہ چاروں چٹیک بکس ساتھ لے جاتے اور سونڈر لینڈ کے بینکوں سے ساری رقوم نکالوا لیتے اور ہم ان کا کیا بگاڑ سکتے تھے لیکن وہ انہیں بھی چھوڑ گئے ہیں اس کے باوجود آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ فائلیں انہوں نے جعلی تیار کرائی ہیں“..... صدر نے کہا۔

”حیرت ہے اس قدر اعلیٰ کردار کے مالک ہیں یہ پاکیشیائی ایجنٹ میرا تو اب دل چاہ رہا ہے کہ ان کی عظمت کو سلام کیا جائے یہ تو مجھے اس دور میں افسانوی باتیں لگتی ہیں اس دور میں جب ایک روپے کے لئے لوگ دوسروں کا گلا کاٹ دیتے ہیں۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو کروڑوں اربوں ڈالر اصول کی خاطر چھوڑ دیتے ہیں“..... وزیراعظم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وزیراعظم صاحب اب میں کیا کہوں۔ یہ لوگ مسلمان ہیں۔ بچے مسلمان اور بچے مسلمانوں کے کردار ایسے ہی ہوتے ہیں۔ تاریخ میں مسلمانوں کے اس کردار کا ذکر موجود ہے اور اس کردار کی عظمت کی وجہ سے پوری دنیا مسلمانوں کے زیر نگین آگئی تھی اور جب ان کے کردار میں جھول آیا تو سب کچھ ان سے چھٹا چلا گیا۔ آج بھی جو لوگ اس اعلیٰ کردار کے مالک ہیں وہی فاتح عالم ہیں۔ یہ وہی پاکیشیائی ایجنٹ ہیں جو ہمیشہ کافرستان سیکرٹ سروس، بلیک فورس، پادر

میری سیکورٹی کے حکام وہاں سے یہ فائلیں اٹھا کر پریذیڈنٹ ہاؤس لے آئے اور ان فائلوں کی مدد سے یہ ساری فہرست تیار ہوئی ہے اور یہ فہرست اب میں آپ کے حوالے کر رہا ہوں“..... صدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ پھر تو جناب پاکیشیائی ایجنٹوں نے درحقیقت کافرستان پر احسان کیا ہے لیکن جناب پاکیشیائی ایجنٹ تو بہر حال کافرستان کے دشمن ہی ہیں ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ انہوں نے یہ سارا کام جعلی کیا ہو“..... وزیراعظم نے کہا تو صدر نے میز کی دراز کھولی اور ایک چٹیک نکال کر اس نے وزیراعظم کی طرف بڑھا دیا۔

”یہ چٹیک دیکھیں کتنی مالیت کا ہے“..... صدر نے کہا۔

”اوہ ہمت بھاری رقم کا چٹیک ہے دو سو کروڑ ڈالر کا اور ہے بھی گارنٹیڈ چٹیک“..... وزیراعظم نے چٹیک دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ چٹیک پاکیشیائی ایجنٹ نے شیم سنگھ کو یہ اطمینان دلانے کے لئے حاصل کیا تھا کہ اس نے سودے بازی کر لی ہے تاکہ شیم سنگھ مطمئن ہو کر اصل واقعات اگل دے۔ تب ہی یہ فائلیں ٹریس ہو سکی تھیں اور پاکیشیائی ایجنٹ واپس جاتے ہوئے یہ چٹیک وہیں رہائش گاہ میں اس تحریر کے ساتھ چھوڑ گیا تھا کہ یہ چٹیک چونکہ کافرستان کے مجرم نے دیا ہے اس لئے اس رقم پر حق کافرستان کا ہے۔ اس کے ساتھ ہی چار چٹیک بکس کی بھی اس نے نشاندہی کی“..... صدر نے کہا اور میز

”یس پریڈیٹ اسٹڈنگ یو اوور“..... صدر نے انتہائی باوقار لہجے میں کہا۔

”جناب صدر جس مشن پر ہم کام کر رہے تھے اس کا اختتام اب قریب آگیا ہے۔ میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا تھا کہ شیاں سنگھ اور جنرل شرما انتہائی بھیانک اور مکروہ ٹائپ کے مجرم تھے۔ انہوں نے معصوم بے گناہ اور شریف نوجوان لڑکیوں کو اغوا کرنے اور پھر انہیں نیلام کر کے دنیا بھر کے قحبہ خانوں کے بھجنٹوں کے ہاتھوں فروخت کرنے کا باقاعدہ منظم کاروبار کر رکھا تھا۔ مجرم یہ لڑکیاں پاکیشیا، کافرستان اور دوسرے ہمسایہ ملکوں سے اغوا کر کے یہاں کافرستان میں جمع کرتے اور پھر مہینے میں ایک دن ان کی منڈی لگتی تھی جسے یہ کانچی پورم منڈی کہتے تھے کیونکہ یہ منڈی کانچی پورم جہیز پر لگتی تھی جس کی حفاظت بحریہ کے اعلیٰ حکام کرتے تھے اور جہیز پر ان لڑکیوں کی نگرانی اور دوسرے مخالف مجرم گروپس سے حفاظت جنرل شرما کی کمانڈ فورس کا ایک خاص سیکشن کرتا تھا۔ فورسٹارڈ کو جب اس کاروبار کا علم ہوا تو انہوں نے کارروائی کی۔ جنرل شرما کی ہلاکت کی وجہ سے مجرموں نے خوفزدہ ہو کر کانچی پورم جہیز خالی کر دیا اور اغوا شدہ لڑکیاں جن کی تعداد تقریباً چار سو ہے کو جہیز سے کافرستان دارالحکومت سے دور ایک ویران علاقے میں جہاں قدیم قلعہ ہے اور جسے راجسٹریہ قلعہ کہا جاتا ہے وہاں پہنچا دیا گیا۔ پوری دنیا سے قحبہ خانوں کو لڑکیاں سپلائی کرنے والے بھجنٹ نیلامی میں حصہ لینے

بھجنسی اور ملٹری انٹیلی جنس اور اس جیسی دوسری تنظیموں کے مقابل کامیاب رہے ہیں۔ ان کی کامیابی کی وجہ ان کا صانع کردار ہے میں آج سے پہلے ہمیشہ ہی سوچتا تھا کہ آخر کامیابی ہر بار انہیں ہی کیوں ملتی ہے۔ آج مجھے اس راز کا پتہ چلا ہے“..... صدر نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

”آپ کی بات درست ہے جناب لیکن ایسے لوگ بہت محدود تعداد میں ہیں“..... وزیراعظم نے کہا۔

”جو ہیں وہ بہر حال کامیاب ہیں اور کامیاب رہیں گے“..... صدر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ صدر صاحب نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”یس“..... صدر نے کہا۔

”سرٹرائسمیز کال ہے پاکیشیا کے علی عمران کی طرف سے وہ آپ سے فوری بات کرنے کے خواہش مند ہیں“..... دوسری طرف سے ان کے ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”ٹھیک ہے کراؤ بات“..... صدر نے کہا اور رسیور رکھ کر انہوں نے میز کی دراز کھولی اور ایک چھوٹا لیکن انتہائی جدید ساخت کا ٹرائسمیز نکال کر انہوں نے اسے میز پر رکھا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو علی عمران کالنگ اوور“..... بٹن آن ہوتے ہی عمران کی آواز سنائی دی۔ وزیراعظم اور وزیر داخلہ یہ آواز سن کر بے اختیار چونک پڑے۔

ہے اور لاشیں غائب کر دینی ہیں تاکہ ان کے خلاف کسی قسم کا ثبوت ہی باقی نہ رہے اس طرح ان کے خلاف کسی کارروائی کا کوئی جواز ہی نہ رہے گا۔ ہم لوگوں نے اب تک تمام کارروائی اس نقطہ نظر سے کی ہے کہ ان لڑکیوں کو زندہ بچایا جاسکے۔ ویسے اگر آپ کو کسی قسم کی ہچکچاہٹ ہو تو آپ کھل کر بتادیں میں آپ کو مجبور نہیں کروں گا اور نہ کر سکتا ہوں البتہ اگر آپ کو سیکیورٹی پر ابھم ہو اور آپ کو مجھ پر اعتماد ہو تو میں آپ کو حلف دیتا ہوں کہ آپ اور آپ کے ساتھ آنے والے حکام کا بال تک بیکانہ ہو گا اور..... عمران نے کہا۔

”آپ نے جب سے جنرل شرما کی فائل اور شام سنگھ کی رہائش گاہ کی نشاندہی کی ہے مجھے آپ پر سو فیصد اعتماد ہو گیا ہے۔ ٹھیک ہے آپ جیسا چاہتے ہیں ویسے ہی ہو گا۔ فرمائیں آپ کیا چاہتے ہیں اور..... صدر نے کہا۔

”ایک اور عرض کر دوں کہ پہلے بھی آپ کے آدمیوں نے شام سنگھ کے ملازمین کو رہا کر دیا اور انہوں نے شام سنگھ کی موت کی اطلاع اس کے آدمیوں تک پہنچا دی اس طرح ہمیں بے حد جانکاہ جدوجہد کرنی پڑی حالانکہ میں نے پہلے بھی آپ سے گزارش کی تھی کہ آج شام تک شام سنگھ کی موت کو اوپن نہ کریں اور..... عمران نے کہا۔

”اوہ ویری بیڈیہ کیسے ہو گیا میں نے تو باقاعدہ اس سلسلے میں سخت ہدایات جاری کی تھیں اور..... صدر نے نشیمان سے لہجے میں کہا۔

کے لئے وہاں پہنچ چکے ہیں۔ ہم اس وقت اس پوزیشن میں ہیں کہ ان پر آخری وار کریں اور ان سب کو گرفتار کر کے ان لڑکیوں کو رہا کر اکر واپس انہیں ان کے گھروں میں پہنچا دیں لیکن چونکہ ان لڑکیوں کی تعداد کافی زیادہ ہے اور پھر ان کا تعلق بھی مختلف ممالک سے ہے اس لئے ان کی رہائی کے بعد ان کی فوری بحالی اور ان کی واپسی کا کام ہم چند افراد کے بس سے باہر ہے۔ ہم اگر چاہتے تو پاکیشیا سے تعلق رکھنے والی لڑکیوں کو نکال کر لے جاتے لیکن باقی لڑکیاں بھی شریف بے گناہ اور معصوم ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ وہ پھر مجرموں یا ایسے ہی انسان بنا بھیڑیوں کے ہاتھ لگ جائیں اس لئے اگر آپ اس ڈراپ سین کے وقت خود راجسٹریہ تشریف لے آئیں تو مجھے اطمینان ہو گا کہ حکومت کافرستان ان لڑکیوں کی حفاظت اور بحالی کا کام بخوبی کر سکے گی اور..... عمران نے کہا۔

”راجسٹریہ تو بے حد وسیع علاقہ ہے۔ آپ مجھے تفصیل سے اس مخصوص جگہ کے بارے میں بتائیں جہاں یہ لڑکیاں موجود ہیں۔ میں ابھی پولیس اور دیگر حکام کو احکامات دے دیتا ہوں کہ وہ وہاں چھاپہ مار کر ان لڑکیوں کو برآمد کریں اور ان مجرموں کو گرفتار کر لیں اور..... صدر نے کہا۔

”جناب صدر یہ کام اگر اس طرح ممکن ہو سکتا ہے تو میں بہت پہلے آپ کو کہہ دیتا لیکن آپ ان مجرموں کی نفسیات سے واقف نہیں ہیں جسے انہیں خطرہ لاحق ہوا انہوں نے تمام لڑکیوں کو ہلاک کر دینا

”کیا آپ واقعی وہاں جائیں گے“..... وزیراعظم نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اس بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔  
 ”ہاں اب مجھے اس عمران اور اس کے ساتھیوں پر مکمل اعتماد ہے اور آپ بھی ساتھ جائیں گے“..... صدر نے کہا۔  
 ”لیکن جناب بہر حال وہ دشمن ایجنٹ ہیں اور یہ سب کچھ آپ کے خلاف کوئی خوفناک سازش بھی ہو سکتی ہے“..... وزیر داخلہ نے کہا۔  
 ”مجھ میں بہر حال اتنی عقل موجود ہے وزیر داخلہ صاحب کہ میں سازش کرنے والوں اور پر خلوص لوگوں کے درمیان فرق کر سکوں اس کے علاوہ میری سپیشل سیکورٹی گارڈ بھی ساتھ جائے گی۔ چلیے اٹھیے تاکہ آپ بھی دیکھ سکیں کہ آپ کی وزارت کے دوران کیسے کیسے خوفناک بھیانک اور مکروہ جرائم اس قدر کھلے عام ہو رہے ہیں اور آپ ان سے بے خبر ہیں“..... صدر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ ان کے لہجے میں بے پناہ تعنی تھی۔

”بہر حال وہ تو ہو گیا۔ میرا یہ بات کرنے کا مقصد یہ تھا کہ جب تک لڑکیاں صبح سلامت برآمد نہ ہو جائیں اور مجرم گرفتار نہ ہو جائیں آپ نے اس سلسلے میں کوئی بات اوپن نہیں کرنی۔ آپ دارالحکومت کے نواح میں ایک گاؤں موہن پورہ پہنچ جائیں وہاں ایک سرخ حویلی ہے وہاں میرا آدمی موجود ہوگا اس کا نام ٹائیگر ہے۔ وہ آپ کو ساتھ لے کر مخصوص پوائنٹ پر پہنچے گا اور“..... عمران نے کہا۔  
 ”لیکن پہلے تو آپ راجسٹریہ پوائنٹ کی بات کر رہے تھے اب موہن پورہ کا کہہ کر رہے ہیں اور“..... صدر نے شک بھرے لہجے میں کہا۔  
 ”آپ مجھ پر اعتماد کریں جناب صدر میں صرف ان لڑکیوں کی تعداد کی وجہ سے آپ کو تکلیف دے رہا ہوں آپ کے علاوہ کافرستان میں میری شناسائی صرف شاگل سے ہے لیکن شاگل اتنی بڑی ذمہ داری اٹھانے کے قابل نہیں ہے اس لئے میں آپ کو کہہ رہا ہوں ورنہ مجھے اس کی ضرورت نہ تھی اور“..... عمران نے کہا۔  
 ”او کے ٹھیک ہے چلو اس طرح آپ سے ملاقات تو ہو جائے گی اور“..... صدر نے کہا۔

”آپ ایک گھنٹے بعد موہن پورہ کی سرخ حویلی پہنچ جائیں میرا آدمی ٹائیگر وہاں موجود ہوگا اور اینڈ آئل“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو صدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔



جہارا کوئی قصور نہیں ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو صدیقی اور عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے دوسرے ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

”آپ کا اپنے متعلق کیا خیال ہے“..... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”میرے نام کے ساتھ چلو بہر حال کسی کا نام تو لیا جاتا ہے۔ چاہے خام خیالی ہی ہی لیکن تم تو اس سے بھی خالی ہو اس لئے تم اصل اور سچے کنوارے ہو“..... عمران نے جواب دیا اور سب ایک بار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

”عمران صاحب آپ نے بات مذاق میں ٹال دی ہے کیا آپ ہمیں بتانا نہیں چاہتے یا کوئی اور وجہ ہے“..... صدیقی نے جتد لگے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”تم فور سٹارز کے چیف ہو اور میں بیچارہ ٹوٹکل لٹل سٹار میں نے تم سے کیا چھپانا ہے اسے میں نے اس لئے زندہ رکھا ہے کہ وہ اس وقت شام سنگھ کی جگہ چیف باس ہے اس لئے لامحالہ اسے شام سنگھ کے تمام گروپوں اور ان کی تفصیلات کا علم ہوگا اس لئے اس سے یہ ساری معلومات کا فرستانی پولیس حاصل کر کے ان سارے گروپوں کا خاتمہ کر سکتی ہے“..... عمران نے کہا۔

”لیکن اگر پولیس نے ہی یہ کام کرنا ہوتا تو پہلے نہ کر لیتی“۔ صدیقی نے کہا۔

دو کاریں خاصی تیز رفتاری سے راجسٹریہ پوائنٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ آگے والی کار میں ڈرائیونگ سیٹ پر صدیقی تھا جب کہ سائیڈ سیٹ پر عمران ٹوٹی کے میک اپ میں موجود تھا۔ اس نے نہ صرف ٹوٹی کا میک اپ کیا ہوا تھا بلکہ اس کے جسم پر بھی ٹوٹی کا لباس تھا۔ عقبی سیٹ پر خاور ٹوٹی کے اسسٹنٹ نارمن کے روپ میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر نارمن کا لباس تھا جب کہ اس کے ساتھ چوہان اور نعمانی تھے۔ جب کہ عقبی کار میں جوزف اور جوانا موجود تھے۔ عمران نے ٹائیگر کو دیس سرخ حویلی میں ہی چھوڑ دیا تھا کیونکہ اس نے ٹوٹی کو زندہ رکھا ہوا تھا اور ٹائیگر کے ذمے اس ٹوٹی کی نگرانی تھی۔

”آپ نے ٹوٹی کو کیوں زندہ چھوڑ دیا ہے عمران صاحب یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی“..... صدیقی نے کہا۔

”کنواروں کی سمجھ میں بہت سی باتیں نہیں آیا کرتیں اس میں

ہودیوں کی طرح پوری دنیا میں مشہور ہیں لیکن عمران صاحب آپ اگر اس چیک کو پاکیشیا لے جاتے تو اس سے بڑے بڑے فلاحی کام کیے جا سکتے تھے۔..... صدیقی نے کہا۔

”نہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ دولت اہتہائی مکروہ جہرام سے اکٹھی کی گئی ہے اور میں ایسی دولت کو لینا تو ایک طرف اسے دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتا اور دوسری بات یہ کہ شیاام سنگھ کا تعلق بہر حال کافرستان سے ہے اس لئے اس دولت پر حق کافرستان کا ہی بنتا ہے۔ یہ اصول کی بات ہے باقی میرا یہ بھی نظریہ ہے کہ فلاحی ادارے بھی پاک صاف دولت سے چلنے چاہئیں۔ لاکھوں لوگوں کے خون میں تھری ہوئی دولت سے نہیں۔..... عمران نے جواب دیا تو صدیقی نے بے اختیار طویل سانس لیا۔

”آپ واقعی بے حد عظیم انسان ہیں عمران صاحب۔..... صدیقی نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”میں تو اللہ تعالیٰ کا اہتہائی حقیر بندہ ہوں۔ عظیم تو وہ لوگ ہیں جو اپنی حلال سے کمائی ہوئی دولت کو انسانیت کی فلاح پر کھلے دل سے خرچ کرتے ہیں۔ مجھ سے تو آغا سلیمان پاشا کا قرضہ آج تک نہیں اتر سکا میں کہاں سے عظیم ہو گیا۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کار کافی دیر تک ساتھیوں کے ہتھکڑوں سے گونجتی رہی۔

”آپ نے صدر صاحب کو موہن پورہ بلوایا ہے حالانکہ آپ انہیں براہ راست راجستھن پوائنٹ پر بھی تو بلوا سکتے تھے اس کی کوئی خاص

”اسی لئے تو میں نے کافرستان کے صدر کو درمیان میں ڈالا ہے تاکہ پولیس اپنی مخصوص کارروائی نہ کر سکے اور لازماً مجرم گروپوں کا خاتمہ ہو سکے۔ میرے سامنے صرف یہی لڑکیاں نہیں ہیں جنہیں ہم چھڑوانے جا رہے ہیں۔ اس کے بعد بھی تو ظاہر ہے پھر مجرم یہ کارروائی کرتے رہیں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ آئندہ کے لئے بھی اس بھیانک جرم کا راستہ ہمیشہ کے لئے مسدود کر دوں۔..... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”ویسے عمران صاحب مجھے تو ایک فیصد بھی یقین نہ تھا کہ صدر آپ کے کہنے پر اس طرح بغیر کسی سیکورٹی چیکنگ کے یہاں آنے پر آمادہ ہو جائیں گے جب کہ ہمارا تعلق بھی پاکیشیا سے ہے اور کافرستان پاکیشیا کو بہر حال دشمن ملک ہی سمجھتا ہے۔..... صدیقی نے کہا۔

”کافرستان کے صدر بہر حال کافرستان کے صدر ہیں اور تم اچھی طرح جانتے ہو کہ کافرستان کے لوگ۔ ہودیوں کی طرح دولت کے معاملے میں کس قدر حساس ہوتے ہیں اور تمہیں دو سو کروڑ ڈالر کا چیک اور چار چیک بکس تو یاد ہوں گی جو میں نے شیاام سنگھ کی رہائش گاہ پر چھوڑ دی تھیں۔ کافرستان کے صدر پر یقیناً سب سے زیادہ اثر اس چیک اور ان چیک بکوں نے چھوڑا ہو گا کہ جو لوگ اتنی بڑی دولت چھوڑ سکتے ہیں وہ ظاہر ہے اچھے ہی لوگ ہوں گے۔..... عمران نے جواب دیا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ کی بات واقعی درست ہے کافرستان کے نیٹے بہر حال

وجہ ہے۔..... صدیقی نے کہا۔

”وہ ملک کے صدر ہیں اس لئے وہ قانونی کارروائی کے چکر میں پڑ سکتے ہیں جب کہ میں ان مجرموں کو زندہ چھوڑنا انسانیت کی توہین سمجھتا ہوں اس لئے ان کی موجودگی میں وہ سب کچھ نہیں ہو سکتا جو میں ان کی عدم موجودگی میں کرنا چاہتا ہوں۔..... عمران نے جواب دیا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”آپ نے ٹونی سے پوچھا کہ اگر انہیں خطرہ محسوس ہو تو وہ لڑکیوں کا کیا کرتے ہیں۔..... چوہان نے پوچھا۔

”نہیں میں نے نہیں پوچھا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ اس قسم کے مجرم کیا کرتے ہیں۔ ان کی نفسیات میں شامل ہے کہ یہ خطرے کی صورت میں اپنے خلاف ثبوت ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ظاہر ہے انہوں نے کوئی نہ کوئی طریقہ بہر حال اس کے لئے سوچ رکھا ہوگا۔..... عمران نے جواب دیا اور پھر انہیں دور سے پہاڑی سلسلہ نظر آنے لگ گیا۔ سڑک اسی پہاڑی سلسلے کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد کار اس پہاڑی سلسلے میں داخل ہو گئی اور چند لمحوں بعد پہاڑیوں کے درمیان بنے ہوئے ایک قدیم لیکن وسیع و عریض قلعے کے سامنے وہ پہنچ گئے۔ وہاں مسلح افراد موجود تھے جب کہ ایک سائٹیز پر ایک کمرہ بنا ہوا تھا اور سڑک پر لوہے کا راڈ اس طرح لگا ہوا تھا جیسے یہ باقاعدہ چٹیک پوسٹ ہو۔ عمران کے اشارے پر صدیقی نے کار روک دی تو سب سے پہلے دروازہ کھول کر عمران نیچے اترا۔ اس کے ساتھ ہی

عقبی سیٹ سے خاور جو اس کے اسسٹنٹ نارمن کے میک اپ میں تھا باہر آگیا اسی لمحے اس کمرے سے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی جس نے جیکٹ اور جیرز پہنی ہوئی تھی باہر آیا۔

”باس ہم کافی دیر سے آپ کا انتظار کر رہے تھے۔..... اس آدمی نے عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور اس کی آواز سینٹے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہ جیفرے ہے۔ اس پوائنٹ کا انچارج۔

”نئی پارٹی کی وجہ سے دیر ہو گئی تھی۔ تم نے میرے احکامات کی تعمیل کر دی ہے۔..... عمران نے ٹونی کے انداز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”یس باس لیکن یہ ہے تو نئی بات کس قسم کی ہدایات چیف باس نے بھیجی ہیں۔..... جیفرے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہمیں چل کر بتاؤں گا۔ تم اس پارٹی کو دوسری پارٹیوں کے پاس بھجوا دو۔..... عمران نے کہا اور پھر وہ مڑ کر دونوں کاروں سے اترنے والے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو گیا۔

”آپ صاحبان کو کچھ دیر انتظار کرنا ہوگا میں نے اپنے آدمیوں کو خصوصی ہدایات دینی ہیں اس کے بعد ہم سب لڑکیوں کو دیکھنے کے لئے اکٹھے چلیں گے۔..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے جیسے آپ کہیں مسٹر ٹونی۔..... صدیقی نے جواب دیا اور پھر جیفرے کے کہنے پر ایک آدمی صدیقی سچوہان۔ نعمانی۔ جوزف اور جوانا کو ساتھ لے کر قلعے کے اندر دنی طرف کو بڑھ گیا۔

بھی اندر پہنچتے ہی آگے بڑھ کر پہلے سے موجود افراد کے ساتھ شامل ہو کر کھڑے ہو گئے عمران نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر خاور سے مخاطب ہو گیا جو نارمن کے روپ میں اس کے عقب میں مودبانہ انداز میں کھڑا تھا۔  
"جاؤ باہر اور تحیک کرو کیا میرے احکامات کی مکمل تعمیل ہوئی ہے یا نہیں"..... عمران نے کہا۔

"یس باس"..... خاور نے کہا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی طرف بڑھ گیا۔

"چیف باس نے انتہائی اہم نئی ہدایات دی ہیں جو میں آپ تک پہنچانا چاہتا تھا اس لئے آپ سب کو یہاں اکٹھا کیا گیا ہے اس میں پہلی بات تو یہ ہے کہ چیف باس نے آپ لوگوں کی کارکردگی سے خوش ہو کر آپ سب کے معاذنے ڈبل کر دینے کا حکم دیا ہے"..... عمران نے ٹوٹی کے لہجے اور آواز میں کہا تو وہاں موجود سب افراد کے چہرے خوشی سے چمک اٹھے۔ عمران کا ایک ہاتھ جیکٹ کی جیب میں تھا اس نے یہ بات کرتے ہی جیب سے ہاتھ باہر نکالا اس کی مٹھی بند تھی۔

"یہ تو پہلی اور معمولی سی خوشخبری تھی جب کہ دوسری اور بڑی خوشخبری میری مٹھی میں موجود ہے کیا آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ کیسی خوشخبری ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس بڑی خوشخبری مٹھی میں کیسے آسکتی ہے"..... جیفرے نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں آسکتی سر چیف باس نے اپنے آدمیوں کو خصوصی تحفہ

"آئیے باس اور تم بھی آجاؤ نارمن"..... جیفرے نے کہا اور پھر وہ سب بھی قلعے کے گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔

"یہ لوگ باہر کیوں ہیں جب کہ میں نے کہا تھا کہ سب کو وہاں اکٹھا کرنا ہے"..... عمران نے رک کر باہر موجود مسلح افراد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ محافظ ہیں ادھ سوری باس میں سمجھا صرف قلعے کے اندر کام کرنے والوں کے بارے میں آپ نے کہا ہے"..... جیفرے نے کہا۔

"تم جلد سے جیفرے کہ میں اپنے احکامات کی تعمیل کس طرح چاہتا ہوں"..... عمران کا لہجہ بے حد سخت ہو گیا۔

"آئی ایم سوری باس ابھی آپ کے احکامات کی مکمل تعمیل ہو جاتی ہے"..... جیفرے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جلدی جلدی

وہاں موجود سب افراد کو اپنے ساتھ آنے کا حکم دینا شروع کر دیا۔ قلعہ واقعی بے حد وسیع و عریض تھا لیکن وہ ٹوٹا ہوا اور خستہ ہو رہا تھا۔ یوں

لگ رہا تھا جیسے اس قلعے کو حکومت نے مکمل طور پر نظر انداز کر رکھا ہو تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک بڑے ہال بنا کرے میں پہنچ گئے جس کی

چھت سلامت تو ضرور تھی لیکن جگہ جگہ سے اکھڑی ہوئی تھی وہاں بنیں کے قریب مسلح افراد موجود تھے۔ چونکہ وہاں کرسیاں وغیرہ موجود نہ

تھیں اس لئے وہ سب کھڑے ہوئے تھے۔ ٹوٹی۔ نارمن اور جیفرے کو داخل ہوتے دیکھ کر وہ چونک کر سیدھے کھڑے ہو گئے اور انہوں

نے آپس میں باتیں بھی بند کر دی تھیں۔ ان کے ساتھ آنے والے افراد



”ارے اپنے فورسٹار زاور میرے بلیک سٹارز کو بھی“..... عمران نے چونک کر کہا تو خاور بے اختیار ہنس پڑا۔

”نہیں وہ انہیں باندھنے میں مصروف ہیں“..... خاور نے جواب دیا اور اب کافی قریب آگیا تھا۔

”ان مسلح افراد کا کیا ہوا“..... خاور نے محراب دار دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”وہ بے چارے ڈیل معاوضہ اور لڑکیوں کے تحفے کا سنتے ہی خوشی سے بے ہوش ہو گئے ہیں“..... عمران نے جواب دیا تو خاور بے اختیار ہنس پڑا۔

”کیا یہ ضروری تھا کہ آپ باقاعدہ انہیں خوشخبریاں سناتے“۔ خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

”میں نے سوچا کہ ان لوگوں نے اب دوبارہ تو ہوش میں آنا نہیں اس لئے مرنے سے پہلے چلو خوش تو ہو لیں“..... عمران نے کہا اور خاور بے اختیار ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر بعد جوزف۔ جو انا سہوہان۔ صدیقی اور نعمانی بھی اسی کمرے سے نکل کر ان کی طرف آئے۔

”جوزف اور جو انا تم ادھر مال میں جاؤ اور وہاں جتنے بھی افراد موجود ہیں وہ تمہارا شکار ہیں۔ یہ انتہائی مکرمہ مجرم ہیں اس لئے انہیں زندہ رہنے کا حق نہیں ہے اور باقی ساتھی قتلے میں گھوم کر اچھی طرح چپک کر لیں کہ کوئی مجرم کہیں زندہ موجود تو نہیں ہے“..... عمران نے کہا۔

دینے کا فیصلہ کیا ہے میری مٹھی میں ایک خصوصی کیپول ہے جو چیف باس نے بھجوا یا ہے“..... عمران نے مٹھی کھولتے ہوئے کہا اب اس کی ہتھیلی پر سرخ رنگ کا بڑا سا کیپول پڑا ہوا صاف نظر آ رہا تھا۔

”اس کیپول میں سرخ رنگ کی مخصوص گیس ہے میں اس کیپول کو یہاں آپ لوگوں کے درمیان پھینکوں گا اس میں سے جو گیس نکلے گی وہ جس جس کے لباس تک پہنچے گی اس لباس پر سرخ دھبے پڑ جائیں گے اور جس جس کے لباس پر یہ سرخ دھبے موجود ہوں گے انہیں اجازت ہوگی کہ پارٹیوں سے پہلے وہ جا کر اپنے لئے اپنی پسند کی ایک ایک لڑکی لے لیں یہ لڑکی چیف باس کی طرف سے آپ کے لئے تحفہ ہوگی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جیفرے سمیت سب کے چہروں پر حیرت اور مسرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ اسی لمحے عمران نے پوری قوت سے کیپول ان کے درمیان زمین پر مار دیا کیپول پھٹنے ہی اس میں سے سرخ رنگ کی گیس تیزی سے نکل کر پھیلنے لگ گئی اور عمران نے سانس روک لیا۔ دوسرے لمحے وہاں موجود سب افراد اس طرح زمین پر گر گئے جیسے زہریلی دوا چھڑکنے سے مکھیاں گرتی ہیں اور عمران تیزی سے مڑا اور محراب دار دروازے سے باہر نکل گیا اسے ایک دور کرنے سے خاور نارمن کے روپ میں آتا دکھائی دیا۔

”کیا ہوا“..... عمران نے اونچی آواز میں پوچھا۔

”سب کو بے ہوش کر دیا ہے“..... خاور نے جواب دیا۔

مجرم بے ہوش پڑے تھے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور عمران اور خادور دونوں نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”کاش انہیں ہوش کے عالم میں موت آتی تو زیادہ عبرتاک ہوئی اب تو یہ بے ہوشی کے عالم میں ہی مرجائیں گے“..... خادور نے کہا۔

”ہمارے پاس نہ وقت ہے اور نہ جگہ کہ انہیں پہلے باندھا جائے

پھر ہوش میں لایا جائے اور پھر انہیں گولی ماری جائے“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ اسی لمحے عمران کی جیب میں موجود ٹرانسمیٹر سے سہمی کی ہلکی سی آواز سنائی دینے لگی تو عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا اور پھر اس نے اس کا بٹن پریس کر دیا۔

”ہیلو ہیلو ٹائیگر کالنگ ادور“..... بٹن آن ہوتے ہی ٹرانسمیٹر سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”یس پرنس آف ڈمپ انڈنگ یو ادور“..... عمران نے جواب دیا۔

”باس تین کاروں میں مہمان آئے ہیں۔ ان میں جناب صدر۔ جناب پرائم منسٹر اور جناب وزیر داخلہ کے ساتھ جناب صدر کی سیکورٹی گارڈ بھی شامل ہے۔ اب کیا حکم ہے ادور“..... ٹائیگر نے کہا۔

”ٹونی کی کیا پوزیشن ہے ادور“..... عمران نے پوچھا۔  
 ”وہ ویسے ہی بے ہوش پڑا ہوا ہے ادور“..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم اپنی کار میں اس ٹونی کو ڈال کر صدر صاحب کے قافلے کی

”عمران صاحب ان مجرموں کو تو آپ نے موت کے گھاٹ اتارنے کا حکم دے دیا ہے لیکن یہ ایجنٹس انہیں آپ نے صرف باندھنے کا حکم دیا ہے۔ میرا تو خیال ہے کہ یہ ان مقامی مجرموں سے بھی بڑے مجرم ہیں ان کی تو موت زیادہ عبرتاک ہوئی چاہئے۔“ خادور نے کہا۔

”یہ مختلف ملکوں سے آئے ہوئے لوگ ہیں اور ان کے رابطے ان ملکوں کے اس کاروبار میں شامل مجرموں اور قحبہ خانوں سے ہیں اس لئے میں انہیں زندہ حکومت کافرستان کے حوالے کرنا چاہتا ہوں تاکہ حکومت ان ملکوں میں جہاں سے ان ایجنٹوں کا تعلق ہو رابطے کر کے سرکاری طور پر انہیں بریف کر سکے اور وہاں کی حکومتیں ان سے پوچھ گچھ کر کے ان ملکوں میں موجود اس گھناؤنے کاروبار کے مجرموں اور ان قحبہ خانوں کا خاتمہ کر سکیں۔ اگر انہیں ہلاک کر دیا گیا تو پھر وہاں کوئی کارروائی نہ ہو سکے گی“..... عمران نے جواب دیا تو خادور کے ساتھ ساتھ باقی ساتھیوں نے بھی اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”ان لڑکیوں کو تو آپ نے ٹریس ہی نہیں کیا کہ وہ کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں“..... خادور نے کہا۔

”وہ نیچے تہہ خانوں میں ہیں ہم کافرستان کے اعلیٰ حکام سمیت وہاں اکٹھے جائیں گے۔ میرے اندر ان مظلوم لڑکیوں کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں ہے“..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور خادور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے اس بڑے ہال میں سے جہاں

رہنمائی کرتے ہوئے راجسٹر یہ پوائنٹ پہنچو۔ ہم قلعے کے گیٹ پر ان کا استقبال کریں گے اور اینڈ آف..... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اسی لمحے جوزف اور جو انا بھی اس بڑے ہال مناکرے سے باہر آگئے اور باقی ساتھی بھی راؤنڈ لگا کر آگئے۔

”عمران صاحب نیچے ہال کمروں میں تو بھڑبھڑکیوں کی طرح لڑکیاں بھری ہوئی ہیں..... چوہان نے انتہائی افسوس بھرے لہجے میں کہا۔“  
”تم وہاں گئے تھے..... عمران نے چونک کر پوچھا۔“

”ہاں میں اور صدیقی گئے تھے ہم یہ دیکھنے گئے تھے کہ کہیں کوئی مجرم وہاں موجود نہ ہو اور کافرستان کے صدر وہاں پہنچیں تو ان پر حملہ نہ ہو جائے.....“ چوہان نے کہا۔

”مائیکر کی کال آگئی ہے۔ صدر صاحب مع وزیراعظم اور وزیر داخلہ اور اپنی سیکورٹی گارڈ کے وہاں پہنچ چکے ہیں اور اب وہ مائیکر کی رہنمائی میں یہاں پہنچ رہے ہیں اور ہم نے ان کا استقبال گیٹ پر کرنا ہے۔ تم چلوں اور خاور اس ٹونی اور نارمن والے میک اپ شتم کر کے وہاں پہنچ جائیں گے.....“ عمران نے کہا تو سوائے خاور کے باقی ساتھی سر ہلاتے ہوئے قلعے کے گیٹ کی طرف روانہ ہو گئے۔

چار کاریں آگے پیچھے دوڑتی ہوئیں تیزی سے موہن پورہ سے راجسٹر یہ قلعے کی طرف جانے والی سڑک پر بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ دوسری کاریں صدر وزیراعظم اور وزیر داخلہ تھے جب کہ پہلی کاریں عمران کا ساتھی مائیکر تھا جس نے موہن پورہ کی سرخ حویلی میں ان کا استقبال کیا تھا اور ان کے پیچھے دو کاروں میں صدر کی سپیشل گارڈز آوی تھے۔ صدر کی کار پرائیویٹ تھی اس پر نہ ہی کسی قسم کا کوئی نشان تھا نہ کوئی خصوصی پلیٹ اور نہ ہی کوئی جھنڈا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر وزیر داخلہ خود تھے جب کہ صدر اور وزیراعظم عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔

”جناب صدر کہیں ہم سے غلطی تو نہیں ہو رہی.....“ اچانک وزیراعظم نے کہا تو صدر بے اختیار چونک پڑے۔  
”کیسی غلطی.....“ صدر نے چونک کر پوچھا۔

آپ خواہ مخواہ وہم میں نہ پڑیں میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارکردگی سے واقف ہوں۔ اگر ان کا مشن ہمارا خاتمہ ہوتا تو وہ یہ کام پریذیڈنٹ ہاؤس اور پرائم منسٹر ہاؤس میں گھس کر بھی پورا کر سکتے تھے انہیں کیا ضرورت تھی کہ وہ اس کام کے لئے اس قدر طویل اور پیچیدہ لائحہ عمل اختیار کریں؟..... صدر نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو پرائم منسٹر خاموش ہو گئے۔

”جواب اگر یہ دشمن ایجنٹ ہیں تو پچرا انہیں ابھی گرفتار کیا جاسکتا ہے۔ آپ کی گارڈ ساتھ ہے اور اس کے علاوہ بھی اگر آپ اجازت دیں تو میں ٹرانسمیٹر کال پر ابھی پولیس فورس اور انٹیلی جنس کو یہاں طلب کر سکتا ہوں؟.....“ وزیر داخلہ نے کہا۔

”آپ کی کارکردگی کا معائنہ کرنے تو ہم جا رہے ہیں۔ آپ کی فورس اس قابل ہوتی تو یہ مجرم اس طرح دندناتے نہ پھرتے۔ اس طرح کافرستان میں اغوا شدہ لڑکیوں کی منڈیاں نہ لگتیں؟.....“ صدر نے انتہائی تلخ لہجے میں جواب دیا تو وزیر داخلہ سہم کر خاموش ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد انہیں دور سے پہاڑی سلسلہ نظر آنے لگ گیا اور صدر صاحب سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ ان کے چہرے پر ہلکے سے تجسس کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ پہاڑی سلسلے میں کاریں داخل ہوتے ہی جیسے ہی ایک موٹر میں ایک قدیم قلعے کا دروازہ نظر آنے لگ گیا۔ وہاں باقاعدہ چیک پوسٹ بنی ہوئی تھی اور اس چیک پوسٹ کے قریب چھ افراد موجود تھے ان میں سے دو دیو قامت تھے جب کہ باقی چار بھی

”ہم اس انداز میں دشمن ایجنٹوں کی کال پر ایک دیران علاقے میں جا رہے ہیں۔ گو آپ کی سپیشل گارڈ ساتھ ہے لیکن دشمن تو بہر حال دشمن ہی ہوتے ہیں ہو سکتا ہے انہوں نے وہاں ہمارے لئے کوئی خوفناک ٹریپ تیار کر رکھا ہو۔ آپ خود سوچیں اگر میرے ذہن میں جو اندیشہ ہے وہ پورا ہو گیا تو کافرستان کا کیا حال ہوگا؟.....“ وزیر اعظم نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ جب کافرستان کے عوام کو اطلاع ملے گی کہ ملک کا صدر۔ وزیر اعظم اور وزیر داخلہ کو ایک دیران علاقے میں ہلاک کر دیا گیا ہے تو کافرستان میں زلزلہ آ جائے گا؟.....“ صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ بات کرنے میں باقاعدہ لطف لے رہے ہوں۔

”میں یہ بات اپنے منہ سے نہ نکالنا چاہتا تھا بہر حال بات یہی ہے؟.....“ وزیر اعظم نے اسی طرح پریشان سے لہجے میں کہا تو صدر صاحب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

”پرائم منسٹر صاحب پاکیشیا سیکرٹ سروس ہم تینوں کو ہلاک کیوں کرے گی۔ اس سے انہیں کیا فائدہ ہوگا؟.....“ صدر نے کہا۔

”جواب آپ فائدے کی بات کر رہے ہیں۔ بہر حال پاکیشیا دشمن ملک ہے؟.....“ پرائم منسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ہم تینوں کی جگہ عوام اور لوگوں کو منتخب کر لیں گے شخصیات کے ہٹنے سے ملک تو ختم نہیں ہو جایا کرتے



جسمانی طور پر خاصے طیم ضخیم تھے۔ آگے جانے والی کار چٹیک پوسٹ کے قریب جا کر رک گئی تو وزیر داخلہ نے بھی کار روک دی۔ لیکن وہ کار میں سے باہر نہ نکلے۔ آگے والی کار میں سے ٹائیگر نکل کر تیزی سے ان چھ افراد کی طرف بڑھنے لگا اور پھر وہ چھ کے چھ افراد اس کار کی طرف آنے لگے جس میں صدر موجود تھے۔ صدر صاحب کے ساتھ بیٹھے ہوئے پرائم منسٹر صاحب کے چہرے پر شدید ترین پریشانی کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے وہ اس طرح بے چینی سے پہلو بدل رہے تھے جیسے ان کا بس نہ چل رہا ہو کہ وہ کار کا دروازہ کھولیں اور وہاں میں اڑتے ہوئے فوراً ہی کہیں دور پہنچ جائیں جب کہ وزیر داخلہ صاحب بہت کی طرح ساکت بیٹھے ہوئے تھے البتہ صدر صاحب کی نظریں ان چھ افراد پر جمی ہوئی تھیں اور ان کے چہرے پر شدید تجسس نمایاں تھا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت قلعے کے دروازے کے باہر چٹیک پوسٹ کے قریب کھڑا ٹائیگر اور کافرستان کے صدر کی آمد کا انتظار کر رہا تھا کہ اچانک موڑ سے ایک کار برآمد ہوئی اور وہ سب جو تک پڑے اس کے پیچھے تین اور کاریں موڑ مڑ کر سامنے آگئیں چند لمحوں بعد سب کاریں چٹیک پوسٹ کے سامنے رک گئیں اور سب سے آگے والی کاریں سے ٹائیگر اتر اور تیزی سے ان کی طرف آنے لگا۔

”باس صدر صاحب تشریف لے آئے ہیں“..... ٹائیگر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”اچھا بڑی مہربانی ہے ان کی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ دوسری کار کی طرف بڑھنے لگا جس میں سے کوئی شخص باہر نہیں آیا تھا جب کہ عقبی کار میں سے چھ لمبے ترنگے افراد ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے باہر نکل آئے تھے۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک

کافرستان کو بے پناہ نقصان پہنچایا ہے۔ ویسے مجھے ذاتی طور پر آپ کو دیکھنے اور آپ سے ملاقات کرنے کی شدید خواہش تھی۔ جو بہر حال پوری ہو گئی..... صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جناب آپ بے شک مسرت کا اظہار نہ کریں کیونکہ لفظ مسرت عربی کا لفظ ہے جب کہ آپ کافرستانی زبان کا لفظ آئندہ استعمال کر سکتے ہیں جس کا معنی بھی یہی ہے۔ ویسے ملاقات کی حد تک تو بات درست ہے لیکن دیکھنے والی بات ابھی قشطنہ ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو صدر صاحب بے اختیار ہنس پڑے۔

”آپ واقعی حاضر جواب ہیں ایسا خوبصورت جواب آپ ہی دے سکتے تھے لیکن دیکھنے والی بات کا کیا مطلب کیا آپ اپنی اصل شکل میں نہیں ہیں“..... صدر نے کہا۔

”اوه نہیں جناب آپ کو میرے بھرے پر جو وجاہت اور خوبصورتی نظر آرہی ہے یہ میک اپ کی مرہون منت ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوه وہ۔ مگر آپ نے میک اپ کیوں کر لیا ہے۔ کیا آپ کو مجھ پر اعتماد نہیں ہے“..... صدر نے اگر بار قدرے ناگوار سے لہجے میں کہا۔ ”یہ بات نہیں ہے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ آپ ڈرجائیں اور آپ کی گارڈ اپنے ملک کے صدر کو اس حالت میں دیکھے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو صدر صاحب جلد لے خاموش رہے جیسے عمران کی بات کا مطلب سمجھ رہے ہوں اور پھر وہ بے اختیار ہنس

بھاری بھرے والا معزز آدمی بیٹھا ہوا تھا جس کے جسم پر انتہائی قیمتی تھری پٹیس سوٹ تھا جب کہ عقبی سیٹ پر دو افراد موجود تھے۔ عمران انہیں دیکھتے ہی پہچان گیا کہ ان میں سے کافرستان کا صدر کون ہے اور وزیراعظم کون کیونکہ وہ ان کی تصویریں بے شمار بار اخبارات اور رسائل میں دیکھ چکا تھا۔

”میں آپ کی یہاں آمد پر آپ کا ممنون ہوں جناب صدر وپرائم منسٹر صاحب اور اس بات پر بھی آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھ پر اعتماد کیا ہے کہ اس انداز میں آپ جیسی شخصیات یہاں تشریف لے آئیں ہیں“..... عمران نے کار کے قریب جا کر مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے کار کا دروازہ کھلا اور صدر صاحب باہر آگئے وہ اس طرف ہی بیٹھے ہوئے تھے جس طرف عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔

”آپ علی عمران صاحب ہیں“..... صدر نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے انتہائی تجسس بھرے لہجے میں کہا ان کے اترتے ہی باقی صاحبان بھی کار سے اتر آئے تھے۔

”جی ناچیز۔ حقیر فقیر پر تقصیر۔ بیچ بدان بندہ نادان کو ہی علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کہتے ہیں“..... عمران نے سینے پر ہاتھ رکھ کر بڑے سنبائل سے جواب دیتے ہوئے کہا تو صدر بے اختیار ہنس پڑے۔

”میری سمجھ میں نہیں آ رہا عمران صاحب کہ آپ سے مل کر مسرت کا اظہار کیسے کیا جائے۔ آپ بہر حال وہ شخصیت ہیں جنہوں نے

پڑے۔

”بہت خوب واقعی آپ بات کرنے کا فن سمجھتے ہیں۔ بہر حال یہ کافرستان کے پرائم منسٹر اور یہ وزیر داخلہ ہیں۔“..... صدر نے اپنے ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”اب جوابی تعارف میں بھی کراؤں۔ یہ جو آپ کے ساتھ آیا ہے یہ میرا اکلوتا جو انر دشاگرد ٹائیگر ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں جوزف اور جوانا اور یہ فور سٹارز ہیں۔ سٹار نمبر 1 - سٹار نمبر 2 - سٹار نمبر 3 اور سٹار نمبر 4.....“ عمران نے سٹار نمبروں کہتے ہوئے صدیقی کی طرف اشارہ کیا اور پھر باقی ساتھیوں کا تعارف کرا دیا۔

”آپ صاحبان سے مل کر مجھے واقعی بے حد آتند ہو رہی ہے کیونکہ آپ ایسے جرائم کے خلاف جدوجہد کرتے ہیں جو ہر ملک میں جرائم سمجھے جاتے ہیں کیونکہ عمران صاحب اب میں نے صحیح لفظ استعمال کیا ہے۔“..... صدر نے باقی ساتھیوں سے بات کرتے کرتے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”وہ مجرم اور لڑکیاں کہاں ہیں؟.....“ اچانک صدر نے اہتائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”جیئے۔“..... عمران نے کہا اور قلعے کے دروازے کی طرف چل پڑا۔

”سٹار فور اب تم ہماری ان ہاڑ کی طرف رہنمائی کرو گے جہاں لڑکیاں موجود ہیں۔“..... عمران نے چوہان سے کہا اور چوہان نے اثبات میں سر ہلا دیا اور تھوڑی دیر بعد یہ قافلہ چوہان کی رہنمائی میں

سیڑھیاں اترتا ہوا ایک بڑے سے ہال بنا کرے میں پہنچا تو عمران کے ساتھ ساتھ صدر، وزیراعظم، وزیر داخلہ اور عمران اور اس کے ساتھیوں سمیت سب کے چہروں پر شدید تکلیف اور دکھ کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ اس ہال میں مختلف قومیتوں کی تقریباً ڈھائی سو کے قریب لڑکیاں موجود تھیں۔ ان کے ہاتھ ان کے عقب میں بندھے ہوئے تھے اور ان سب کے پیر ایک لمبی زنجیر سے بندھے ہوئے تھے اور یہ زنجیر دیوار میں نصب ایک لوہے کے معبوط کڑے سے منسلک تھی۔ ہر لڑکی کے ایک پیر میں لوہے کا کڑا تھا جو اس زنجیر سے منسلک تھا۔ لڑکیوں کے چہروں پر اہتائی خوف اور وحشت کے تاثرات نمایاں تھے۔ ان کی آنکھیں رو رو کر سو جی ہوئی تھیں۔ ان کے جسموں پر لباس بھی نامناسب تھے البتہ ان کے بازوؤں پر نمبروں والی پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ وہ لڑکیاں ان لوگوں کو دیکھ کر بے اختیار سمٹ سی گئیں اور انہوں نے رونا شروع کر دیا۔

”اوہ اوہ ویری سیڈ۔ اوہ یہ سب کچھ کہاں کافرستان میں ہو رہا ہے۔ یہ معصوم فرشتوں جیسی لڑکیاں اس حالت میں کہاں رکھی گئی ہیں۔ اوہ۔ کاش یہ منظر میں نہ دیکھتا۔“..... صدر نے بے اختیار رندھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”دوسرے ہال میں بھی تقریباً اتنی ہی لڑکیاں موجود ہوں گی اور صدر صاحب ایسا ہر ماہ یہاں ہوتا ہے آپ ان لڑکیوں کی حالت دیکھ رہے ہیں لیکن ان سے زیادہ بری حالت ان کے والدین ان کے بہن

بھائیوں کی ہوگی..... عمران نے اہتائی سرد لہجے میں کہا۔

”پرائم منسٹر صاحب اور وزیر داخلہ صاحب آپ دیکھ رہے ہیں یہ سب کچھ یہاں پولیس بھی ہے، انتیلی جنس بھی اور بے شمار دوسری چھوٹی بڑی ایجنسیاں بھی۔ لیکن یہاں ان سب کی موجودگی کے باوجود کیا ہو رہا ہے۔ یہ سب ہمارے لئے اہتائی شرمناک ہے۔ یہ صاحبان پاکیشیا سے یہاں آکر ہمیں یہ سب کچھ دکھا رہے ہیں اور ہم یہاں کافرستان میں رہنے کے باوجود ان معصوم بچیوں کے حال سے بے خبر ہیں.....“ صدر نے کہا۔

”یہ واقعی اہتائی دردناک منظر ہے جناب میرا تو یہ سب کچھ دیکھ کر رواں رواں کانپ اٹھا ہے.....“ وزیر اعظم نے بھی دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ بچیاں آپ کی بھی بیٹیاں ہیں اور اگر آپ ناراض نہ ہوں تو یہ سوچیں کہ کوئی ایسا وقت بھی آسکتا ہے کہ آپ کی بیٹیاں بھی اس حالت میں ہو سکتی ہیں.....“ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب پلیز ہمیں مزید شرمندہ نہ کیجئے۔ یہ اہتائی دردناک منظر ہے میں اسے نجانے کس طرح برداشت کر رہا ہوں میرا دل چاہ رہا ہے کہ زمین پھٹ جائے اور میں اس میں اتر جاؤں۔ میں اس ملک کا صدر ہوں اور اس ملک میں اس طرح کھلے عام ان معصوم لڑکیوں کی منڈیاں لگ رہی ہیں انہیں برسر عام نیلام کیا جا رہا ہے۔ میں آپ کا اور فور سٹارز کا ذاتی طور پر مشکور ہوں۔ اگر آپ مجھے یہاں بلا کر یہ

منظر نہ دکھاتے تو یقیناً میرے تصور میں یہ صورت حال آہی نہ سکتی تھی۔ اب آپ بے فکر رہیں۔ اب اس جرم کو میں ذاتی دلچسپی لے کر پورے کافرستان سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کروں گا.....“ صدر نے کہا۔

”آپ واقعی درد مند دل رکھتے ہیں جناب۔ میں نے اس لئے آپ کو یہاں آنے کی تکلیف دی تھی کہ آپ کو صحیح معنوں میں احساس ہو سکے کہ دولت کے لالچ میں انسان کس حد تک نیچے گر جاتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”میری بیٹیو روؤ نہیں۔ تم نیلام ہونے سے بچ گئی ہو۔ میں کافرستان کا صدر ہوں یہ وزیر اعظم اور یہ وزیر داخلہ ہیں اب آپ نہ صرف یہاں سے رہا ہو جائیں گی بلکہ آپ کو آپ کے گھروں تک باعزت طور پر واپس بھی پہنچا دیا جائے گا.....“ صدر نے لڑکیوں سے مخاطب ہو کر اونچی آواز میں کہا تو لڑکیاں اہتائی حیرت سے انہیں دیکھنے لگیں۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے انہیں اپنے کانوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

”جوزف اور جو انا تم ان سب لڑکیوں کی زنجیریں اور ہاتھ کھول دو اور تم لوگ دوسرے ہال میں جا کر وہاں موجود لڑکیوں کو تسلی بھی دو اور انہیں آزادی بھی دلاؤ.....“ عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

”آئیے صدر صاحب اب میں آپ کو چند اور مکروہ چہرے بھی دکھا دوں.....“ عمران نے صدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کون۔ مجرموں کی بات کر رہے ہیں آپ.....“ صدر نے چونک



کر کہا۔

خانوں سے باہر آگئے تھے۔

”اوہ کہاں ہے وہ؟“..... صدر نے چونک کر کہا۔

”وہ ٹائیکر کی کار میں بے ہوش بڑا ہوا ہے“..... عمران نے جواب

دیا۔

”بے ہوش پڑا ہوا ہے اوہ کہیں وہ ہوش میں آکر فرار نہ ہو

جائے؟“..... صدر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں اسے مخصوص گیس سے بے ہوش کیا گیا ہے۔ اب جب

تک اس گیس کا تریاق اسے انجینک نہیں کیا جائے گا وہ ہوش میں نہ آ

سکے گا“..... عمران نے کہا تو صدر نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا

دیا۔ عمران ان سب کو لے کر اس طرف آیا جہاں خادر اور دوسرے

ساتھیوں نے کارروائی کی تھی۔ یہ بھی ایک بڑا سا ہال تھا اور اس ہال

میں بھی تقریباً ساٹھ مختلف قومیتوں کے افراد فرش پر ٹیڑھے میڑھے

انداز میں بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ ان سب کے ہاتھ ان کے عقب

میں نالٹن کی باریک رسی سے بندھے ہوئے تھے۔

”تو یہ ہیں وہ مکروہ لوگ کاش میں ملک کا صدر نہ ہوتا ایک عام

آدمی ہوتا تو میں اپنے ہاتھوں سے ان کے جسموں کی ایک ایک بوٹی

علیحدہ کر دیتا لیکن میں کیا کروں میرے ہاتھ قانون کی بالادستی نے

باندھ رکھے ہیں“..... صدر نے بڑے نفرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر

ایک طویل سانس لے کر وہ واپس مڑ گئے۔

”آئیے اب ان مجرموں کی شکلیں بھی دیکھ لیں جو یہاں تعینات

”ان معصوم لڑکیوں کی زندگیاں بچانے کے لئے ہمیں جو تیز اور

نوری کارروائی کرنی پڑی ہے اس کارروائی میں مجرم تو ہلاک ہو گئے ہیں

لیکن وہ لوگ زندہ ہیں جو ان لڑکیوں کو خریدنے آئے تھے جو ان کی

بولی لگانے آئے تھے تاکہ انہیں خرید کر اپنے اپنے ملکوں میں پھیلے

ہوئے قحبہ خانوں میں پہنچا سکیں اور میں نے خاص طور پر جدوجہد کر کے

انہیں زندہ بچالیا ہے تاکہ آپ سرکاری سطح پر ان کی حکومتوں سے رابطہ

کر کے ان لوگوں کو ان کے حوالے کریں تاکہ حکومتیں ان لوگوں

سے تمام معلومات حاصل کر کے اس مکروہ دھندے میں ملوث مجرم اور

ان قحبہ خانوں کا خاتمہ کر سکیں“..... عمران نے کہا تو صدر صاحب

نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”آپ نے اچھا کیا اس طرح واقعی ان مجرموں کی سرکوبی ہو سکے گی

لیکن آپ مقامی مجرموں میں سے بھی کسی کو زندہ پکڑ لیتے تو یہاں کے

مجرموں کی بھی سرکوبی ہو سکتی تھی“..... پہلی بار وزیر داخلہ نے عمران

سے مخاطب ہو کر کہا۔

”شیام سنگھ نے جو فائلیں تیار کی ہوئی تھیں وہ میں پہلے ہی صدر

صاحب کے حوالے کر چکا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ شیام سنگھ کے بعد

اس کی جگہ لینے والا مجرم ٹوٹی زندہ ہے۔ میں نے اسے جان بوجھ کر زندہ

رکھا ہوا ہے تاکہ اس کی مدد سے کافرستان میں پھیلے ہوئے ان مجرموں

کی مکمل سرکوبی ہو سکے“..... عمران نے جواب دیا۔ وہ اب ان تہہ

"بیجے اپنے ملزئی سیکرٹری سے بات کر لیجئے"..... عمران نے کہا تو صدر نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے اس کے ہاتھ سے ٹرانسمیٹر لے لیا۔  
"میں اپنے ساتھیوں کو بلا لاؤں آپ اس دوران کال کر لیجئے۔"  
عمران نے کہا اور اس ہال کی طرف بڑھ گیا جہاں لڑکیاں قید تھیں۔  
تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ساتھی اس کے ساتھ تھے۔

"میں نے ملزئی کی خصوصی فورس منگوا لی ہے اور ان لڑکیوں کو لے جانے کے لئے گاڑیاں بھی منگوائی ہیں۔ انہیں یہاں سے پہلے پریڈنٹ ہاؤس لے جایا جائے گا وہاں انہیں مناسب لباس مہیا کیا جائے گا اور پھر انہیں ان کے گھروں تک پہنچانے کے خصوصی انتظامات کیے جائیں گے"..... صدر نے عمران کے واپس آنے پر اس سے مخاطب ہو کر کہا اور ساتھ ہی ہاتھ میں پکڑا ہوا ٹرانسمیٹر اس کی طرف بڑھا دیا۔

"میں نے ان لڑکیوں کو تہہ خانوں تک ہی محدود رکھنے کا آپ کی کارڈ کو کہہ دیا ہے کیونکہ ان کا اس طرح نامناسب لباس میں باہر آنا مناسب نہیں ہے"..... عمران نے کہا تو صدر صاحب نے اثبات میں سر ملا دیا۔ اسی لمحے ٹائیگر کاندھے پر بے ہوش ٹوٹی کو اٹھائے وہاں پہنچ گیا اور پھر اس نے ٹوٹی کو صدر اور ان کے ساتھیوں کے سامنے زمین پر لٹا دیا۔

"یہ ٹوٹی ہے شام سنگھ کا جانشین اس سے آپ کو شام سنگھ کے تمام مجرم گروپوں کے نام و پتے مل جائیں گے"..... عمران نے کہا اور

تھے..... عمران نے کہا اور پھر وہ انہیں لے کر اس ہال میں آ گیا جہاں مجرموں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ ہال کا فرش ان کے خون سے رنگین ہو رہا تھا۔

"یہ تو یوں لگتا ہے جیسے انہیں یہاں اکٹھا کر کے ایک ہی وقت میں مارا گیا ہو"..... صدر نے کہا۔

"ایسی نجانے کتنی کارروائیاں کرنی پڑی ہیں صدر صاحب پھر ہم ان لڑکیوں کو زندہ اور صحیح سلامت بچا سکے ہیں"..... عمران نے جواب دیا اور پھر وہ سب مڑ کر اس ہال سے باہر نکلے۔ اسی لمحے ٹائیگر واپس آنا دکھائی دیا۔

"ٹائیگر کار میں سے بے ہوش ٹوٹی کو اٹھا لاؤ"..... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"..... ٹائیگر نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا قلعے کے گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

"یہاں فورس کیسے منگوائی جائے۔ تاکہ ان لڑکیوں کو بھی نکالا جاسکے اور ان مکروہ زندہ مجرموں کو بھی کنٹرول کیا جاسکے۔" صدر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ ٹرانسمیٹر کال کر کے فورس منگوا سکتے ہیں"..... عمران نے کہا اور جیب سے ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے اس پر خود ہی صدر صاحب کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی اور پھر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر صدر صاحب کی طرف بڑھا دیا۔

خانے مجوا دیں تاکہ پاکیشیا کے سفیر انہیں پاکیشیا بھجوا سکیں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب پہلے میں نے آپ سے ملاقات پر مسرت کا اظہار نہیں کیا تھا لیکن اب میں برملا کہتا ہوں کہ آپ سے ملاقات پر مجھے دلی مسرت ہوئی ہے۔ کاش آپ جیسے عظیم انسان کافرستان میں بھی پیدا ہوتے۔ باقی جیسے آپ نے کہا ہے ویسے ہی ہوگا۔" صدر نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی انہوں نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"آپ کے اس خلوص کا بے حد شکریہ جتایا۔ آپ واقعی اعلیٰ ظرف کے مالک ہیں لیکن جتایا یہ عرض کر دوں کہ میرے پیر و مرشد تو کافرستان کے ہی ہیں۔ کرنل فریدی۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ہاں وہ بھی آپ کی طرح عظیم انسان ہیں لیکن شاید وہ اب ہم سے ناراض ہو گئے ہیں اس لئے اب ہماری خواہش کے باوجود وہ واپس آنے پر حیا نہیں ہیں۔" صدر نے کہا۔

"اب کیا کہوں جتایا آپ کافرستان کے صدر ہیں لیکن کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ ان تمام پالسیوں کو بدل دیں جن کی وجہ سے پیر و مرشد کرنل فریدی کافرستان چھوڑنے پر مجبور ہوئے اور ان کی وجہ سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھی کافرستان کے خلاف کارروائی کرنی پڑتی ہے۔ گو مجھے معلوم ہے کہ آپ کے لئے ایسا کرنا مشکل ہے لیکن

اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چھوٹی سی بوتل نکال کر صدر صاحب کی طرف بڑھادی۔

"یہ لیجئے اسے جب آپ اس بوتل کے جسم میں انجیکٹ کریں گے تو یہ ہوش میں آجائے گا۔" عمران نے کہا تو صدر نے شیشی لے کر وزیر داخلہ کی طرف بڑھادی۔

"اور یہ لوگ جو اس ہال میں بندھے ہوئے اور بے ہوش پڑے ہوئے ہیں انہیں کیسے ہوش آئے گا۔" وزیر داخلہ نے شیشی لیتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"انہیں جب تک آپ پانی نہیں پلائیں گے یہ ہوش میں نہیں آئیں گے ان کے حلق میں پانی ڈالیں یہ ہوش میں آجائیں گے۔" عمران نے جواب دیا تو صدر اور وزیر داخلہ کے ساتھ ساتھ وزیراعظم نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب ہمیں اجازت دیجئے۔" عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں آپ بھی ہمارے ساتھ پریذیڈنٹ ہاؤس چلیں آپ کی اس کارروائی نے آپ کی عزت میرے دل میں بے حد بڑھادی ہے آپ میرے ذاتی ہمسام ہوں گے۔" صدر نے کہا۔

"فی الحال تو آپ ان لڑکیوں کے سلسلے میں مصروف ہوں گے اس لئے فی الحال تو اجازت دیں۔ پھر کبھی کوئی موقع پیش آیا تو آپ کی مزبانی سے ضرور لطف اندوز ہوں گے البتہ اتنی گزارش ہے کہ ان لڑکیوں میں سے جن کا تعلق پاکیشیا سے ہو انہیں آپ پاکیشیا سفارت

”پہلے وہ آتند تھے لیکن اب مسرت تک پہنچ گئے ہیں“..... عمران نے جواب دیا تو پہلے چند لمحوں تک تو کار میں خاموشی رہی لیکن پھر سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے کیونکہ انہیں سمجھ آگئی تھی کہ آتند کا لفظ مذکر جبکہ مسرت کا لفظ مؤنث کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

ختم شد

میرا خیال ہے آپ میری بات پر ٹھنڈے دل سے غور ضرور کریں گے گڈ بائی“..... عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ قلعے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی باہر آگئے تھوڑی دیر بعد وہ دو کاروں میں سوار تیزی سے واپس موہن پورہ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

”عمران صاحب آخر آپ نے صدر کو مجبور کر ہی دیا کہ وہ آپ سے ملاقات پر مسرت کا اظہار کریں“..... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔  
”میں نے تو صرف اتنا کیا ہے کہ کافرستان کے صدر صاحب کو مذکر سے مؤنث تک پہنچا دیا ہے“..... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

”مذکر سے مؤنث تک پہنچا دیا ہے کیا مطلب“..... صدیقی نے حیران ہو کر کہا۔

”عمران صاحب کا مطلب ہے کہ انہوں نے صدر صاحب کو اغوا شدہ لڑکیوں تک پہنچا دیا ہے“..... عمران کے بولنے سے پہلے چوہان نے اپنی طرف سے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”وہ اگر ان لڑکیوں تک نہ پہنچتے تو پھر میرے پاس دوسرا طریقہ بھی تھا کہ ان اغوا شدہ لڑکیوں کو پریزیڈنٹ ہاؤس پہنچا دیتا“..... عمران نے منہ بتاتے ہوئے جواب دیا۔

”تو پھر آپ کا مذکر سے مؤنث تک پہنچانے کا کیا مطلب“..... اس بار چوہان نے بھی حیران ہوتے ہوئے کہا۔



عمران میر نے میں ایک دلچسپ اور یادگار ناول

## لاسٹ آپ سیٹ

مصنف — منظر نگار اے ایم اے

لاسٹ آپ سیٹ — ایک ایسا مشن جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو فتح حاصل کرنے کے باوجود آخری لمحات میں شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ لاسٹ آپ سیٹ — ایک ایسا مشن جس کا لیڈر بلیک زیرو تھا اور عمران اس کے ماتحت کام کر رہا تھا — انتہائی دلچسپ سچویشنز۔ لاسٹ آپ سیٹ — ایک ایسا مشن جس میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا گیا — کیوں —؟ سینئر گنگ — ایک ایسا غیر ملکی ایجنٹ جس کی کارکردگی کا مقابلہ عمران اور بلیک زیرو مل کر بھی نہ کر سکے — انتہائی دلچسپ کردار۔ سینئر گنگ — دیو قامت اور مارشل آرٹ کا ماہر ایجنٹ — جس کی دُوبدو فائٹ پریم فائٹر بلیک زیرو سے ہوئی — انتہائی خوفناک اور تیز رفتار فائٹ — نتیجہ کیا نکلا —؟

• وہ لمحہ — جب مسلمان اور ویران پہاڑیوں میں عمران اور اس کے ساتھیوں غیر ملکی ایجنٹ سینئر گنگ اور اس کے ساتھی اور کافرستان سیکرٹ

سروس کے چیف شاگل اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ہونے والی انتہائی ہولناک جنگ — ایسی جنگ جس میں تمام فریق موت کے منہ میں پہنچ گئے۔

• بلیک زیرو اور توصیف اور عمران اور ٹائیگر علیحدہ علیحدہ اس مشن پر کام کرتے رہے — کیوں —؟

• وہ لمحہ — جب بلیک زیرو نے عمران کی بات ماننے سے صاف انکار کر دیا اور فیصلہ اکیٹو پر چھوڑ دیا گیا اور اکیٹو نے عمران کے مقابل بلیک زیرو کی حمایت کر دی — یہ تیسرا اکیٹو کون تھا — انتہائی دلچسپ سچویشن۔

• وہ لمحہ — جب عمران نے مشن کی کامیابی کو جان بوجھ کر شکست میں تبدیل کر دیا اور بلیک زیرو نے کھلے عام عمران پر غداری کا الزام لگا دیا — کیا واقعی عمران پاکیشیا سے غداری پر آمرا آیا تھا —؟

لاسٹ آپ سیٹ — ایک ایسا مشن جس میں پہلی بار شاگل کو فتح حاصل ہوئی اور کافرستان حکومت نے شاگل کو ملک کا اعلیٰ ترین اعزاز دینے کا اعلان کر دیا — کیا واقعی شاگل کامیاب رہا اور عمران اور بلیک زیرو اس کے مقابل شکست کھا گئے — انتہائی حیرت انگیز انجام۔

• انتہائی تیز رفتار اکشن — وقت کی بھینس روک دینے والا بے پناہ سپنس — ایک ایسا ناول جو ہر لحاظ سے منفرد اور یادگار حیثیت کا حامل ہے۔

یوسف برادرزہ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں سسپنس سے بھرپور ایک دلچسپ ناول

عمران سیریز میں بلیک تھنڈر سلسلے کا ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز ناول

## لاسٹ راؤنڈ

مصنف: منظر کلیم ایم اے

و۔ ایک ایلیٹن جس کا لاسٹ راؤنڈ سب سے تھکنگیز ثابت ہوا۔  
و۔ جوائس۔ پاکستان ڈیسکٹ سروس کا ٹاپ ایجنٹ۔ جس نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی موجودگی میں اس طرح اپنا مشن مکمل کیا کہ عمران اور سیکرٹ سروس کے ارکان کو اس کی کانوں کا تجربہ نہ ہو سکی۔ حیرت انگیز پھوٹیشن۔  
و۔ ٹھوٹھی۔ پاکستان ڈیسکٹ سروس کی سیکرٹ ایجنٹ جو انتہائی معصوم اور سادہ لوح تھی۔ کیا وہ واقعی سیکرٹ ایجنٹ تھی۔ انتہائی حیرت انگیز اور دلچسپ کردار۔  
و۔ ریش۔ کازستان پشیل منسٹری کا سیکنڈ سیکرٹری، جس نے عمران جیسے شخص کو تگنی کا ناچنے پر مجبور کر دیا۔ ایک منفرد اور مختلف انداز کا کردار۔  
و۔ ایک ایلیٹن۔ جس میں بے پناہ جدوجہد اور بھاگ دوڑ کے بعد آخر کار ناکامی عمران کا مقدر ٹھہری۔ وہ مشن کیا تھا اور کس طرح ناکام ہوا۔؟  
و۔ مشن کا لاسٹ راؤنڈ کیا تھا۔ کیا لاسٹ راؤنڈ عمران کے حق میں ختم ہوا۔ یا۔؟  
انتہائی حیرت انگیز اور دلچسپ واقعات۔ سے بھرپور  
بے پناہ سسپنس اور قدم قدم پر چونکا دینے والے ڈرامائی موڑ  
ایک ایسی کہانی جو قطعی منفرد انداز میں لکھی گئی ہے۔

## ٹاور سیکشن

مصنف: منظر کلیم ایم اے

و۔ عالمی تنظیم بلیک تھنڈر کا ٹاور سیکشن۔ جس نے کازستان سے ایک ایسا فارمولا اڑا لیا جسے عمران پاکیشیا کے لئے حاصل کرنا چاہتا تھا۔  
ٹاور سیکشن۔ جس نے بلیک تھنڈر کے مین ہیڈ کوارٹر سے عمران کی موت کی اجازت حاصل کر لی۔  
بی کا ب۔ ٹاور سیکشن کا ٹاپ ایجنٹ۔ جس کا عمران سے رویہ ایسا تھا جیسے عمران اس کے مقابل طفل کتب کی حیثیت رکھتا ہو۔  
بی کا ب۔ جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں سے براہ راست ٹکرانے کی بجائے انہیں کارکردگی ظاہر کرنے کی خود مہلت دے دی۔ اس کا انجام کیا ہوا۔؟  
و۔ دلچسپ۔ جب عمران نے مشن مکمل کر لینے کے باوجود ٹاور سیکشن کے ہیڈ کوارٹر سے فارمولا کی واپسی کا معاہدہ کر لیا۔ ایک ایسا معاہدہ جس کے خلاف جویا اور ساتھیوں نے بغاوت کر دی۔ کیوں۔؟  
انتہائی دلچسپ۔ ہنگامہ خیز ایکشن اور سسپنس سے بھرپور ایک یادگار کہانی۔

یوسف براؤن۔ پاک گیٹ ملتان

یوسف براؤن۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد ناول

# مثالی دنیا

مصنف ————— منظر حکیم ایم اے

مثالی دنیا ————— کائنات سے بالاتر ایک ایسی دنیا جو اسرار و تخیل کے دھندلکوں میں لپٹی ہوئی ہے۔

مثالی دنیا ————— جہاں کرہ ارض کی طرح زمان و مکان کی کوئی قید نہیں ہے۔ انتہائی پراسرار، دلچسپ، انوکھی اور منفرد دنیا۔

مثالی دنیا ————— جہاں پہنچنے کے لئے روسیہ کی یونیورسٹی کے پروفیسر یوگوف نے ایک انتہائی آسان طریقہ دریافت کر لیا ————— ایسا طریقہ کرہ ارض کا ہر آدمی دہاں آسانی سے پہنچ سکتا تھا۔

پروفیسر نورس ————— جس نے یہ طریقہ چوری کر لیا اور پھر اس نے علی الاعلان مثالی دنیا میں آمد و رفت شروع کر دی۔

فاسٹ کلرز ————— پیشہ و رقاصوں کا ایک ایسا گروہ جس نے یہ طریقہ حاصل کرنے کے لئے پروفیسر نورس کو ہلاک کر دیا ————— مگر اس طریقہ کے حصول کی بنا پر انہیں بھی موت کے گھاٹ اتارنا پڑا۔

ڈاکٹر وفالڈ ————— جس نے مثالی دنیا سے ایک خاتون کو کرہ ارض پر آنے پر مجبور کر دیا ————— یہ خاتون کون تھی —————؟ کس طرح کی تھی —————؟

اور ڈاکٹر وفالڈ اس سے کیا کام لینا چاہتا تھا ————— انتہائی پراسرار اور

پراسرار اور حیرت انگیز سچائی۔

پروفیسر ارشائن ————— ایک یہودی ماہر روحانیات ————— جس نے پروفیسر یوگوف کے اس طریقہ کی بنا پر پوری دنیا سے مسلمانوں کے خاتمے اور یہودی سلطنت کے قیام کا منصوبہ بنایا اور پھر اس پر عمل شروع کر دیا ————— کیا وہ اپنے اس بھیانک منصوبے میں کامیاب ہوا ————— یا —————؟

نوفرتیت ————— مثالی دنیا سے آنے والی ایک دوشیزہ ————— جو اچانک عمران کے فلیٹ پر پہنچی اور اس سے امداد کی خواہش کی اور پھر اچانک ہی فضا میں تحلیل ہو گئی ————— وہ کون تھی —————؟ عمران ————— جس نے پروفیسر یوگوف کے اس طریقہ کو حاصل کرنا چاہا تو اسے لمحہ لمحہ موت کے خلاف جنگ لڑنی پڑی۔

• وہ لمحہ جب عمران کو اس طریقہ کی وجہ سے ایکسٹوکی اصلیت ظاہر ہونے کا یقین خطرہ پیش آگیا ————— کیا واقعی ایکسٹوکی اصلیت سیکرٹ سروس پر ظاہر ہو گئی —————؟

مثالی دنیا ————— میں پہنچنے کا پروفیسر یوگوف کا دریافت کردہ طریقہ کیا تھا ————— کیا عمران اسے حاصل کرنے میں کامیاب ہوا یا نہیں؟

انتہائی تخیل خیز، قطعی انوکھی اور منفرد کہانی ————— ایک ایسی کہانی جو روحانی اسرار و رموز اور جاسوسی ایکشن و سپینس کا حسین امتزاج ہے۔

## یوسف براورز: پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں واٹر پاور کے عظیم سلسلے کی ایکٹو سے  
بھرپور ایک منفرد کہانی

مصنف  
منظہر کلیم ایم۔ اے

# گریٹ وکٹری

خوف ناک ریڈ میزائل کا نشانہ بننے کے بعد عمران اور ان کے  
ساتھیوں پر کیا گزری۔

• عمران جس کا پورا جسم ریڈ میزائل نے اس طرح جلا دیا کہ جیسے  
عمران کو آگ کے جلتے ہوئے لادین پھینک دیا گیا ہو۔ عمران  
کا کیا حشر ہوا۔

• گریٹ بالی۔ یہودیوں کا دنیا بھر کے مسلمانوں کے خلاف انتہائی  
خوف ناک منصوبہ۔ اور جب یہودی اس خوف ناک منصوبے کی  
تکمیل میں کامیاب ہو گئے تو.....؟

• وہ لمحہ جب عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایک آمیزشیں اس  
طرح بند کر دیا گیا کہ دلوں سے نکلتا عمران کے بس کا روگ بھی نہ رہا۔  
ایسی بندش کہ عمران کی ریڈ میڈ کھوپڑی بھی ناکارہ ہو گئی اور

عین اسی لمحے صدیقی نے ایک تجویز پیش کر دی اور عمران نے صدیقی  
کو اٹھا کر لے اختیار قتل کرنا شروع کر دیا۔ صدیقی کی وہ حیرت انگیز  
تجویز کیا تھی۔ کیا وہ واقعی قابل عمل ثابت ہوئی..... یا.....؟  
وہ لمحہ جب گریٹ بالی مکمل ہو گیا۔ لاکھوں اربوں مسلمان اور کئی  
مسلم ممالک خوف ناک تباہی کی زد میں آ گئے۔ پوری دنیا کے  
یہودی گریٹ وکٹری کا جشن منانے لگے۔ مگر عمران اپنے ساتھیوں  
سمیت بے حس و حرکت کھڑا یہ سب کچھ ہوتے دیکھتا رہا کیوں۔  
آخر کیوں؟

وہ لمحہ جب پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی عمران کو یہودیوں کا  
ساتھی اور مسلمانوں کا غدار سمجھنے پر مجبور ہو گئی اور عمران کے  
غیظ و غضب کی انتہا نہ رہی۔ عمران کا کیا انجام ہوا۔؟  
ایک ایسی کہانی۔ جو آپ کو خوف اور حیرت کے عمیق سمندر میں  
دھکیل دے گی۔

ایک ایسی کہانی کہ شاید آپ بھی عمران سے نفرت پر مجبور ہو  
جاتیں۔ کیا واقعی عمران غدار تھا..... یا.....؟

گریٹ وکٹری :- آخر کس کا نصیب بنی۔ یہودیوں  
یا مسلمانوں کا.....؟

بے پناہ ایکٹو۔ جاسٹ لیو اسپنس اور بے مثال  
انسانی جدوجہد سے بھرپور۔

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان



عمران سیریز میں ایک خوفناک اور دھماکہ خیز ناول

## عمران کی موت

مصنف: منظر کلیم ایم اے

- ماسٹر کلرز - پیشہ ور خوفناک قاتلوں کی بین الاقوامی تنظیم جس کا ہر ممبر قتل کرنے میں بے پناہ مہارت رکھتا تھا۔
- ماسٹر کلرز - جس کے ہر ممبر نے اپنے اپنے انداز میں عمران پر مسلسل اور خوفناک قاتلانہ حملے شروع کر دیئے۔
- ماسٹر کلرز - جنہوں نے عمران کے فلیٹ - رانا ہاؤس اور زیر ہاؤس کے پرچھے اڑا دیئے - کیسے - ؟
- پلے در پلے اور خوفناک حملوں کے سامنے اکیلا عمران کب تک بٹھڑ سکتا تھا - ؟
- ماسٹر کلرز اور عمران کے درمیان خوفناک اور اعصاب شکن تصادم۔
- کیا عمران خوفناک قاتلوں کی اس تنظیم کے احمقوں پر نکلنے میں کامیاب ہو گیا - یا موت عمران کی مقدر بن چکی تھی ؟
- خوفناک اور مسلسل انکیشن سے بھرپور کہانی۔

یوسف بواؤز - پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک اور دھماکہ خیز خصوصی پیش کش

## لیڈیز سیکرٹ سروس

مصنف - منظر کلیم ایم اے

- لیڈیز سیکرٹ سروس جو ہوشیار، چالاک اور پُر شباب لڑکیوں پر مشتمل تھی۔
- لیڈیز سیکرٹ سروس اور عمران کا ایک غیر ملکی میں ہنگامہ خیز ٹکراؤ۔
- لیڈیز سیکرٹ سروس کا طریقہ کار نرالا تھا - بالکل منفرد۔
- اور پھر ایک ایسا لمحہ آیا جب عمران عورتوں میں گھر کر بے بس ہو گیا۔ بالکل بے بس۔
- ایک ایسا لمحہ جب عمران کا دوست ملک، بارود کے ڈھیر پر موجود تھا۔
- لیڈیز سیکرٹ سروس، انتہائی ہنگامہ خیز، منفرد اور دلچسپ ناول۔

آج ہی طلب فرمائیں

یوسف بواؤز - پاک گیٹ ملتان



مظہر علی شاہ

یکے از مطبوعات

یوسف پبلشرز، جک سیلرز برادرز

پاک گیٹ ○ ملتان